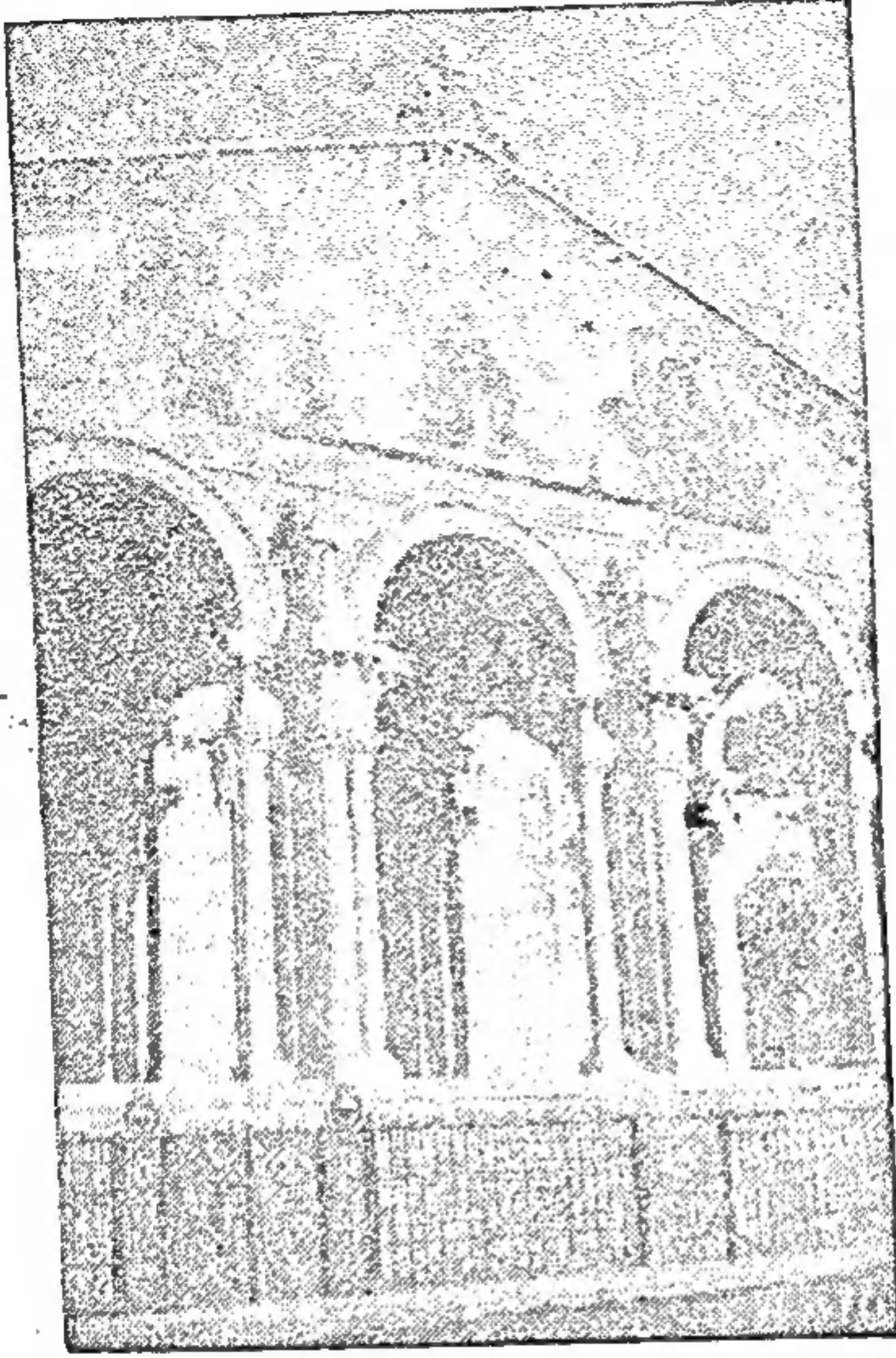


اشاعت خاص
ماہنامہ بانو دہلی
فخر دور عالم

م اعطاء خا

«سیرت فخر دو عالم»

بیت المقدس

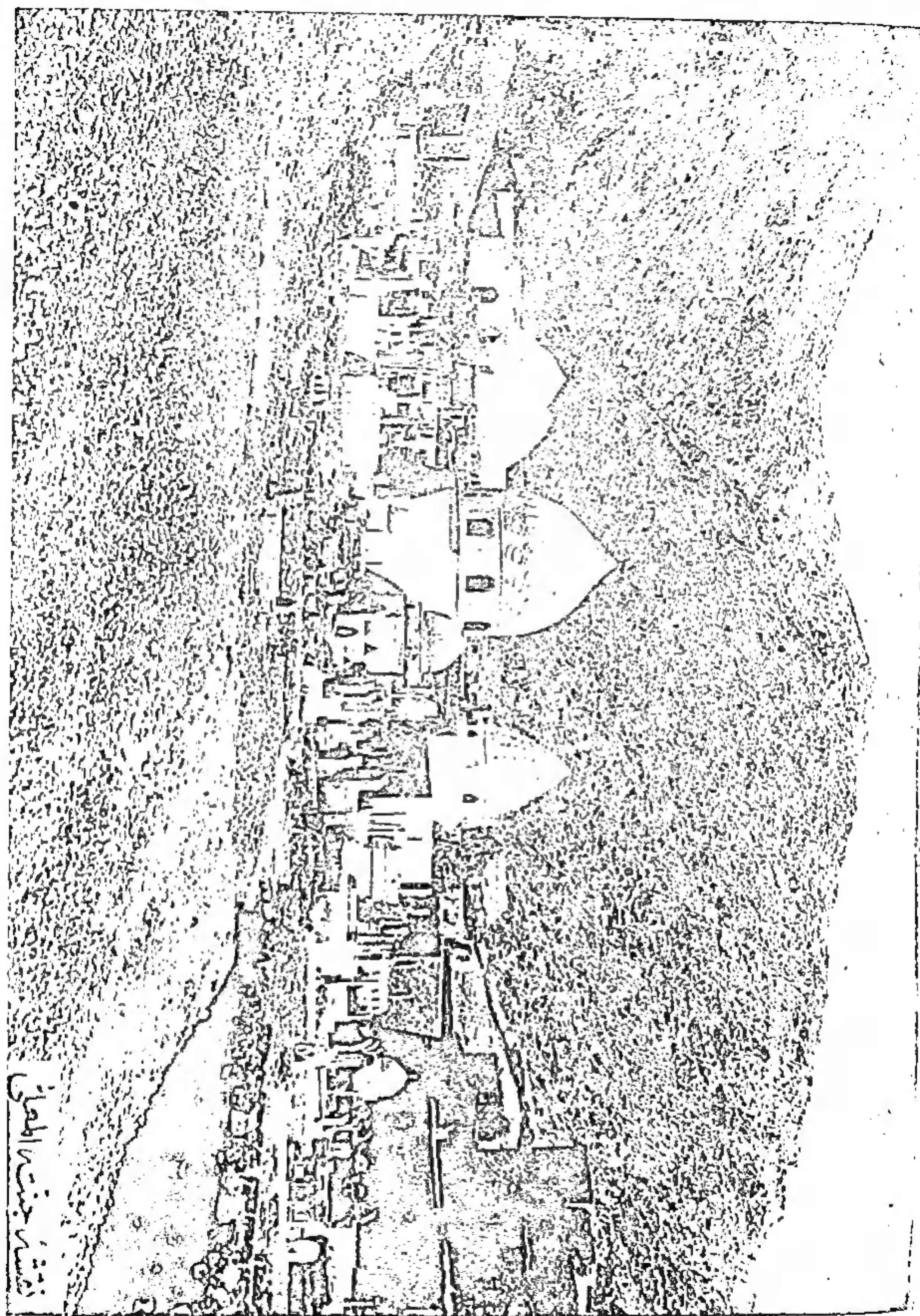


مسلمانان عالم کا قبلہ اول



جبل احد و قدسنا حرمہ بالمدينة المنورة

«سیرت فخر دو عالم»



نقشہ جنت المہدی

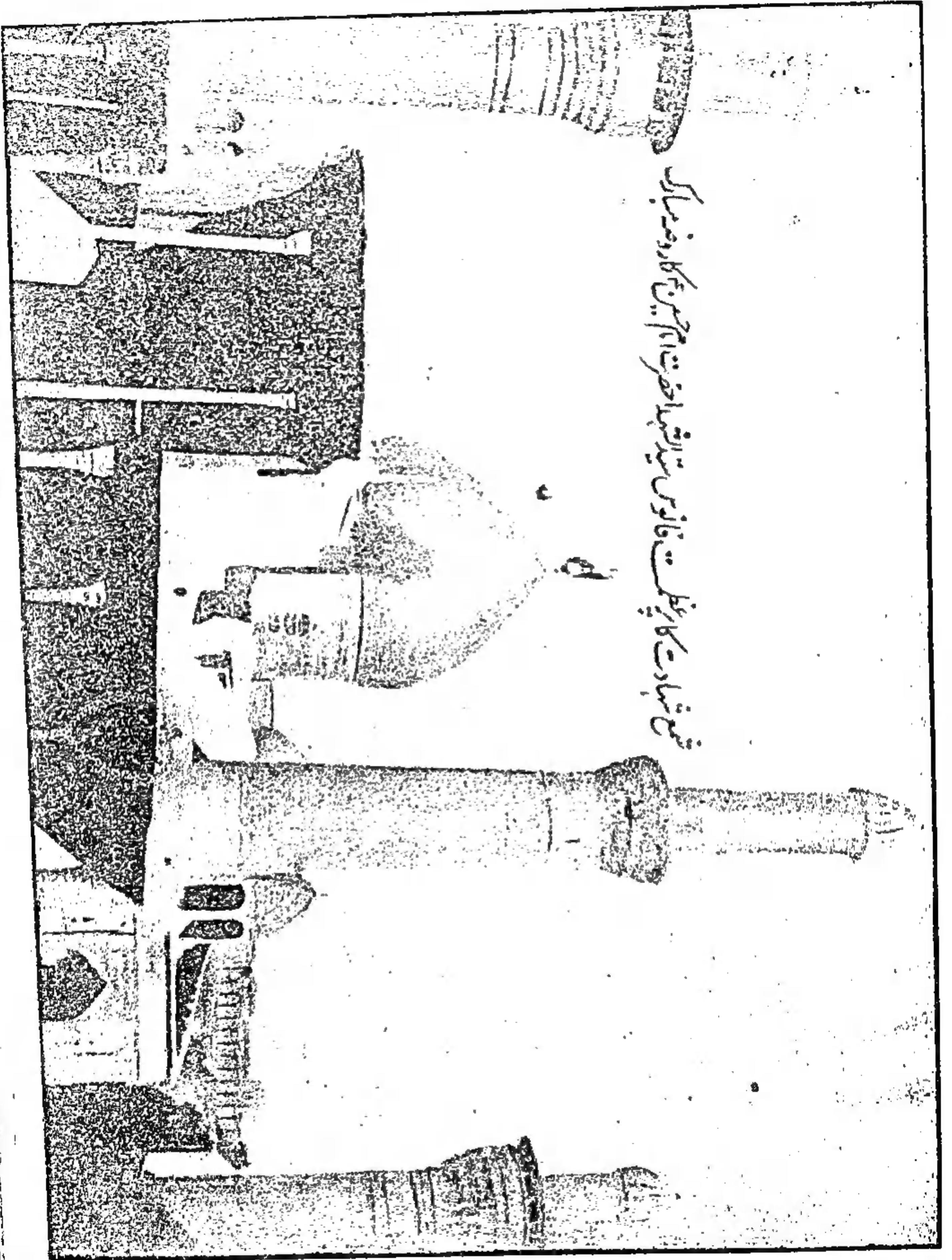
« سیرت فخر دو عالم »

کتابخانه جامعہ اسلامیہ

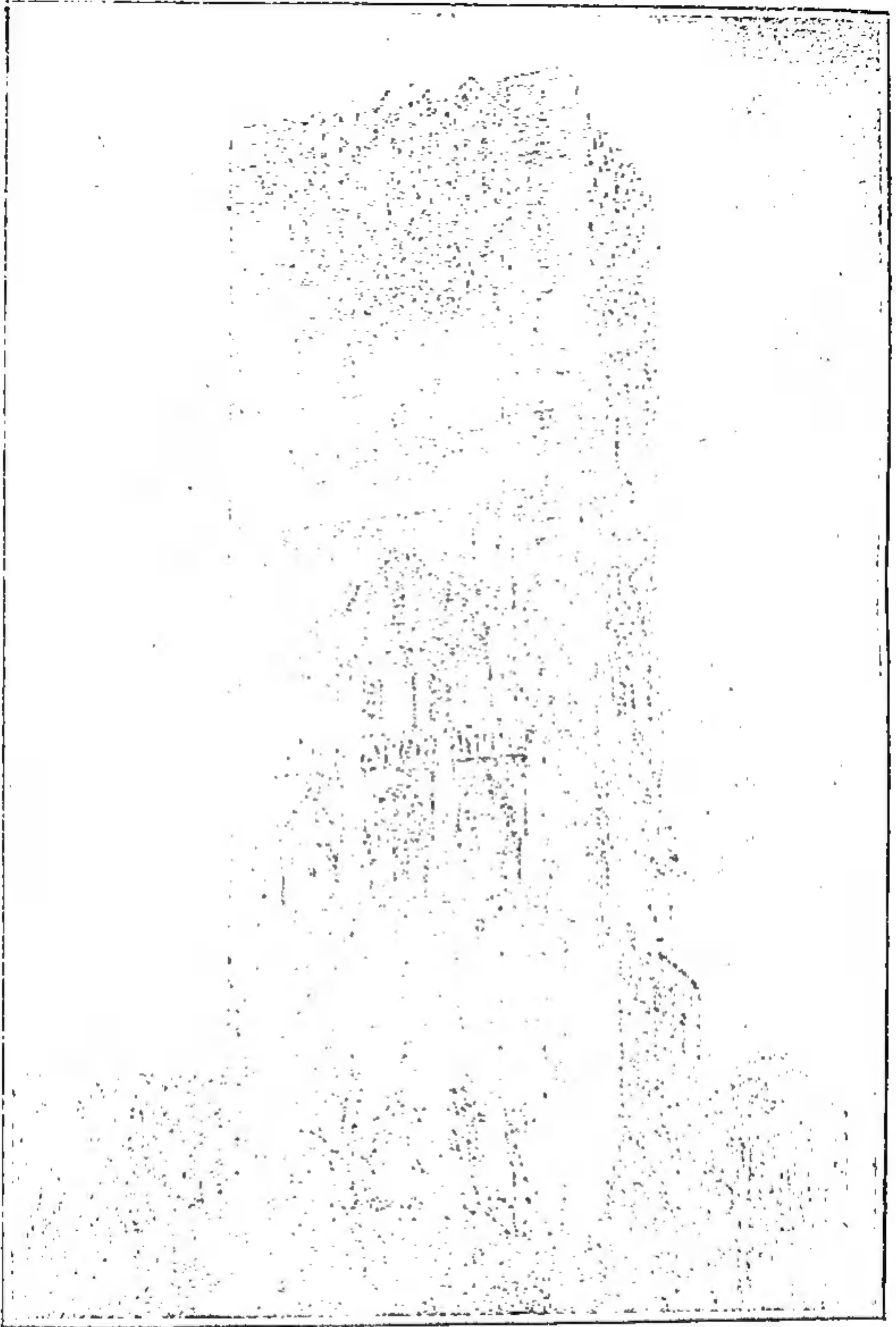
الاسم و سیرت النبی اکرم اودا بام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

«سیرت فخر دو عالم»

شمع شہادت کا پُر خط سید الشہداء حضرت امیر حسینؑ کا روضہ مبارک

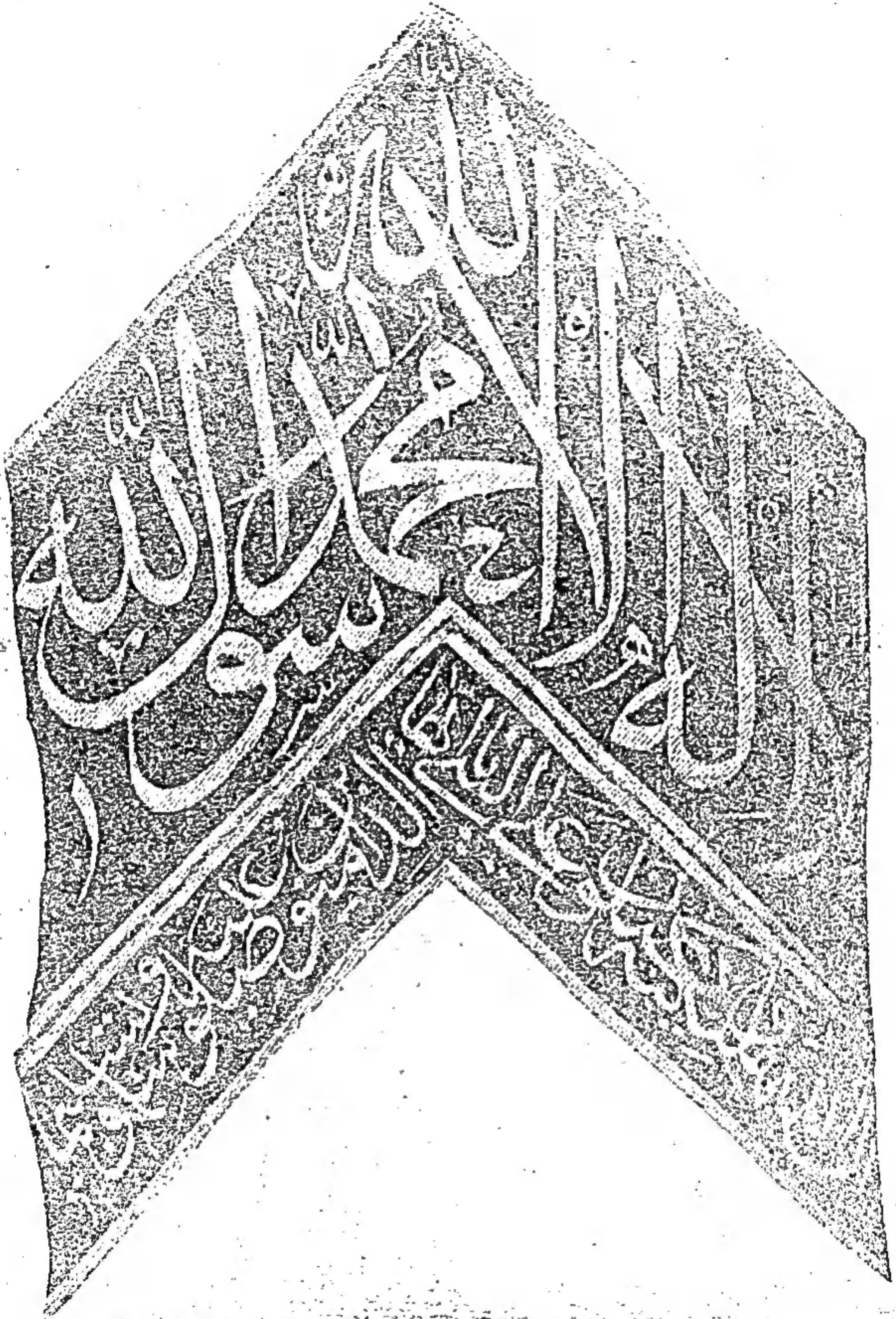


» سیرت فخر دو عالم «



مسجد حسن کا نامکمل منارہ شہر رباط

» سیرت فخر دو عالم «



حجر اسود کا غلاف

«سیرت فخر دو عالم»

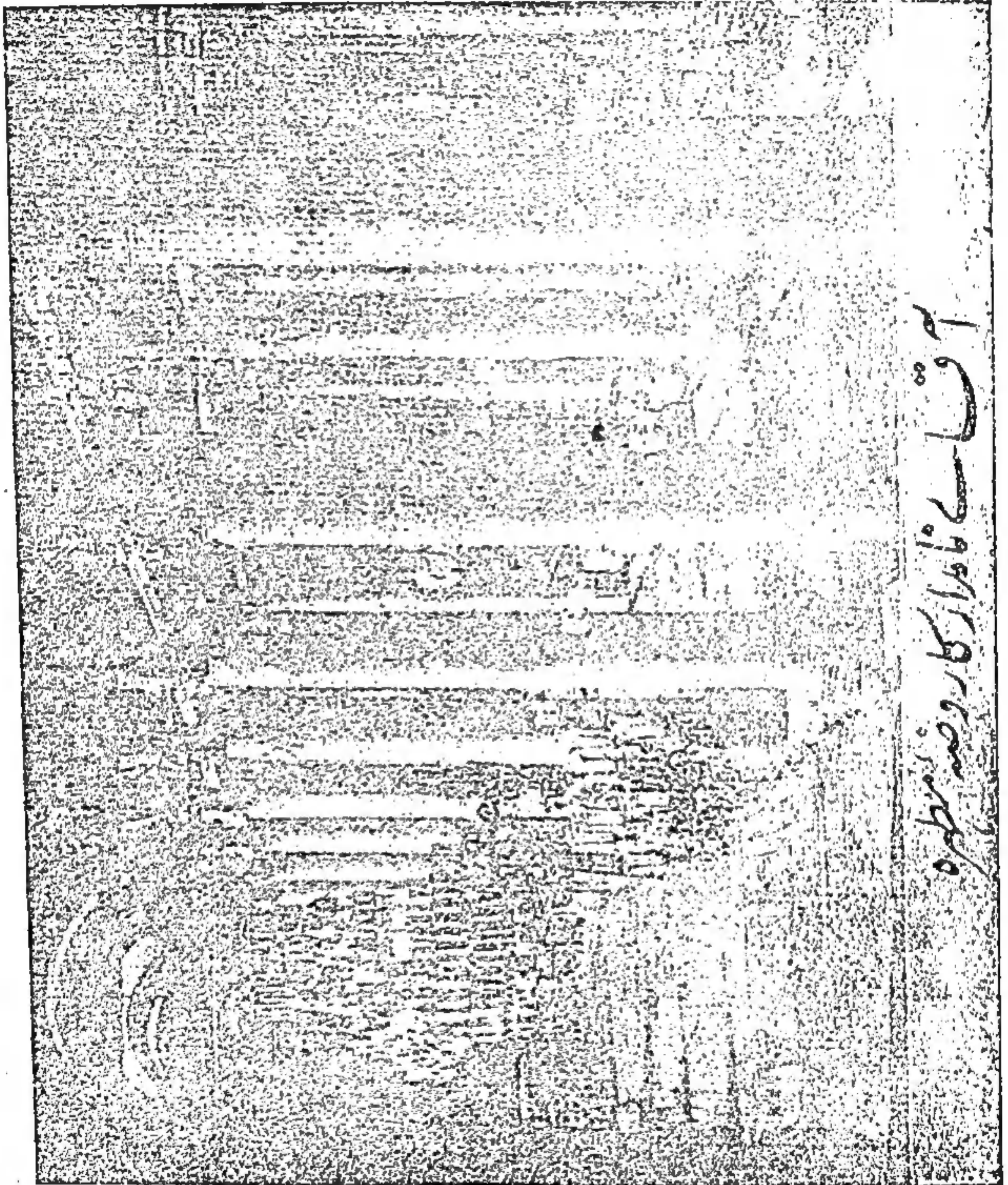
السيرة والاعمال

جولادی کے موعظ پر تاجدارِ دہ جہاں کی عظمت و جلال سے شہ زل میر کیا تھا

وحی الہی کا پیغام لائے
خدا تر

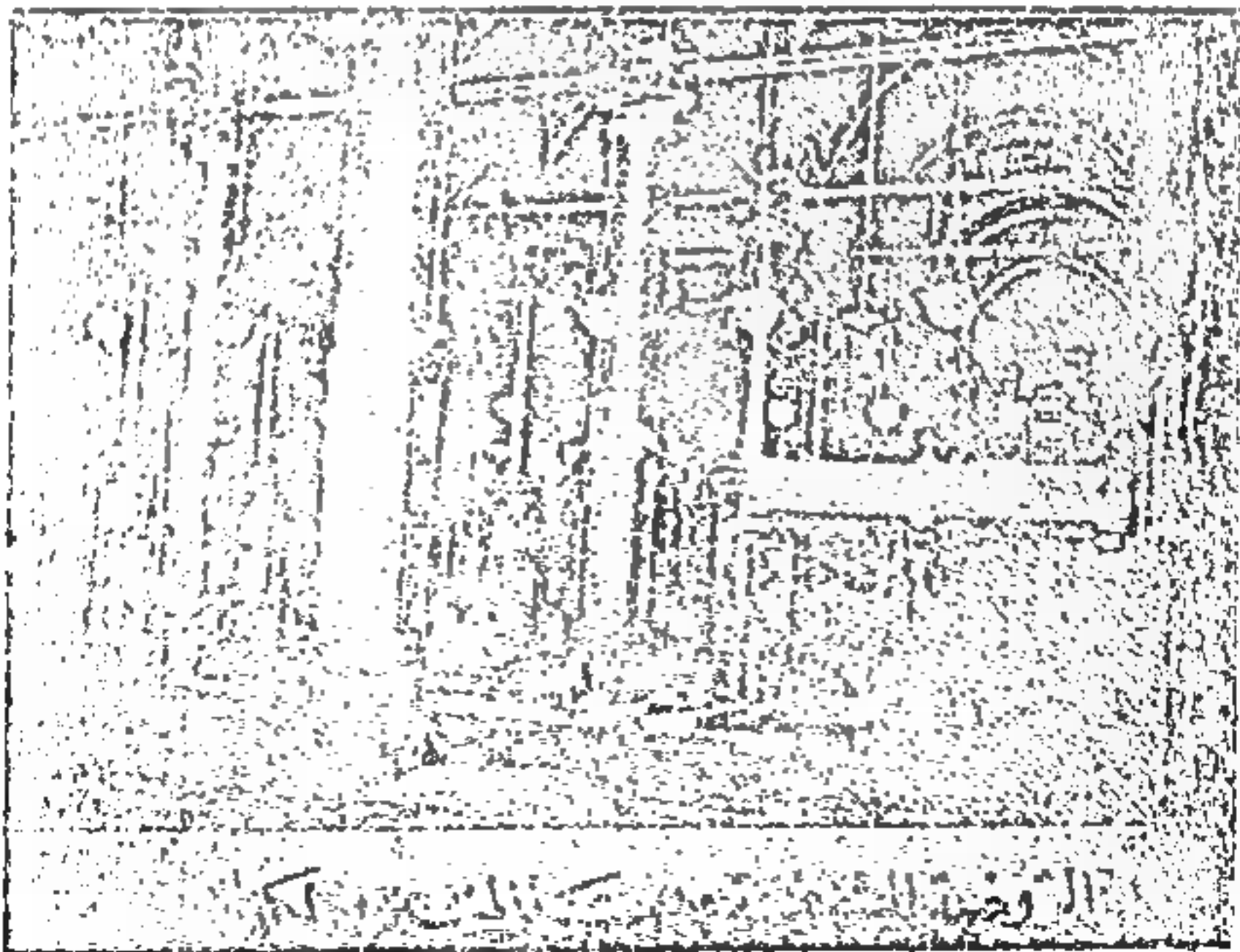
بسم اللہ الرحمن الرحیم

«سیرت فخر دوعالم»

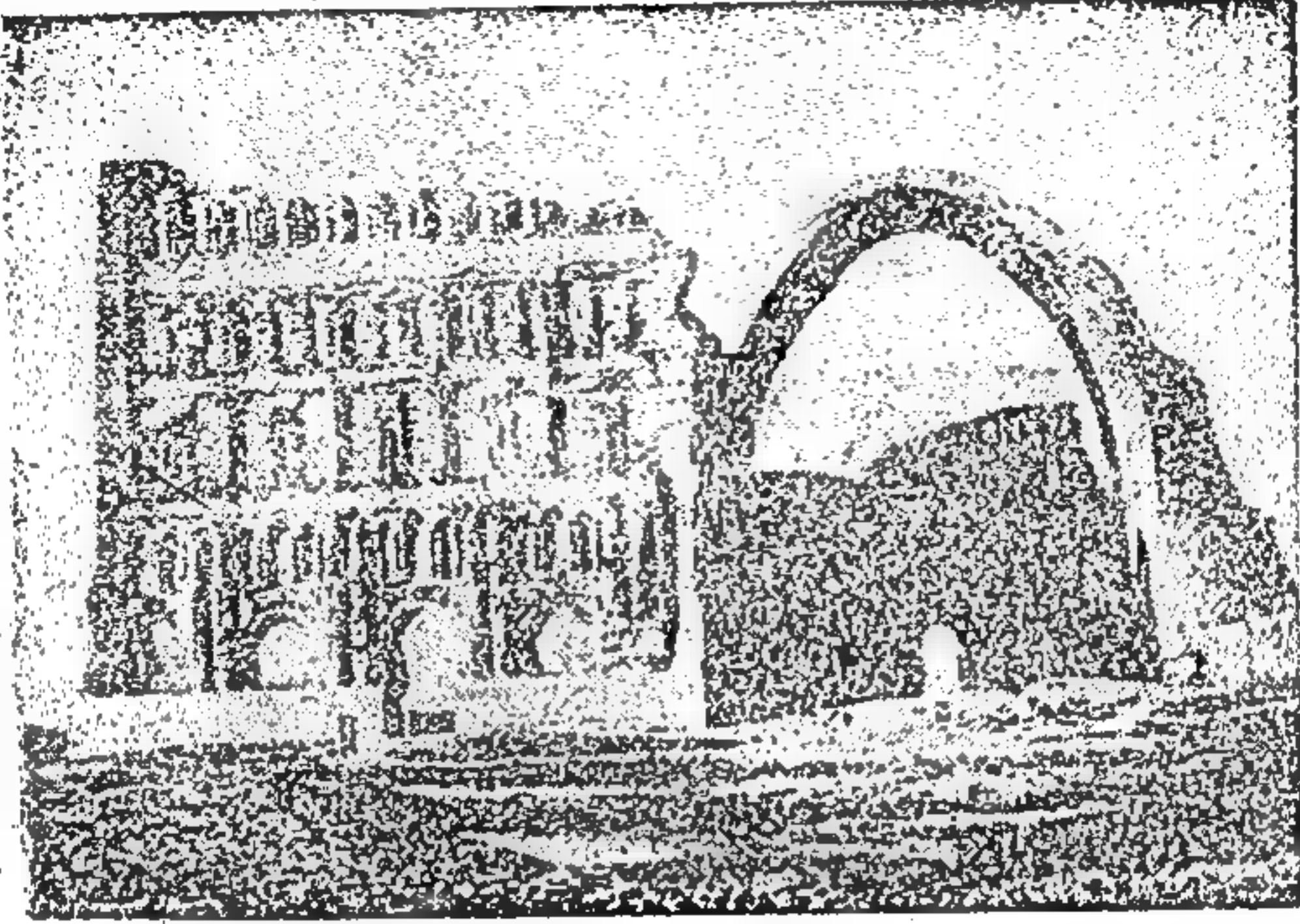


امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

«سیرت فخر در عالم»

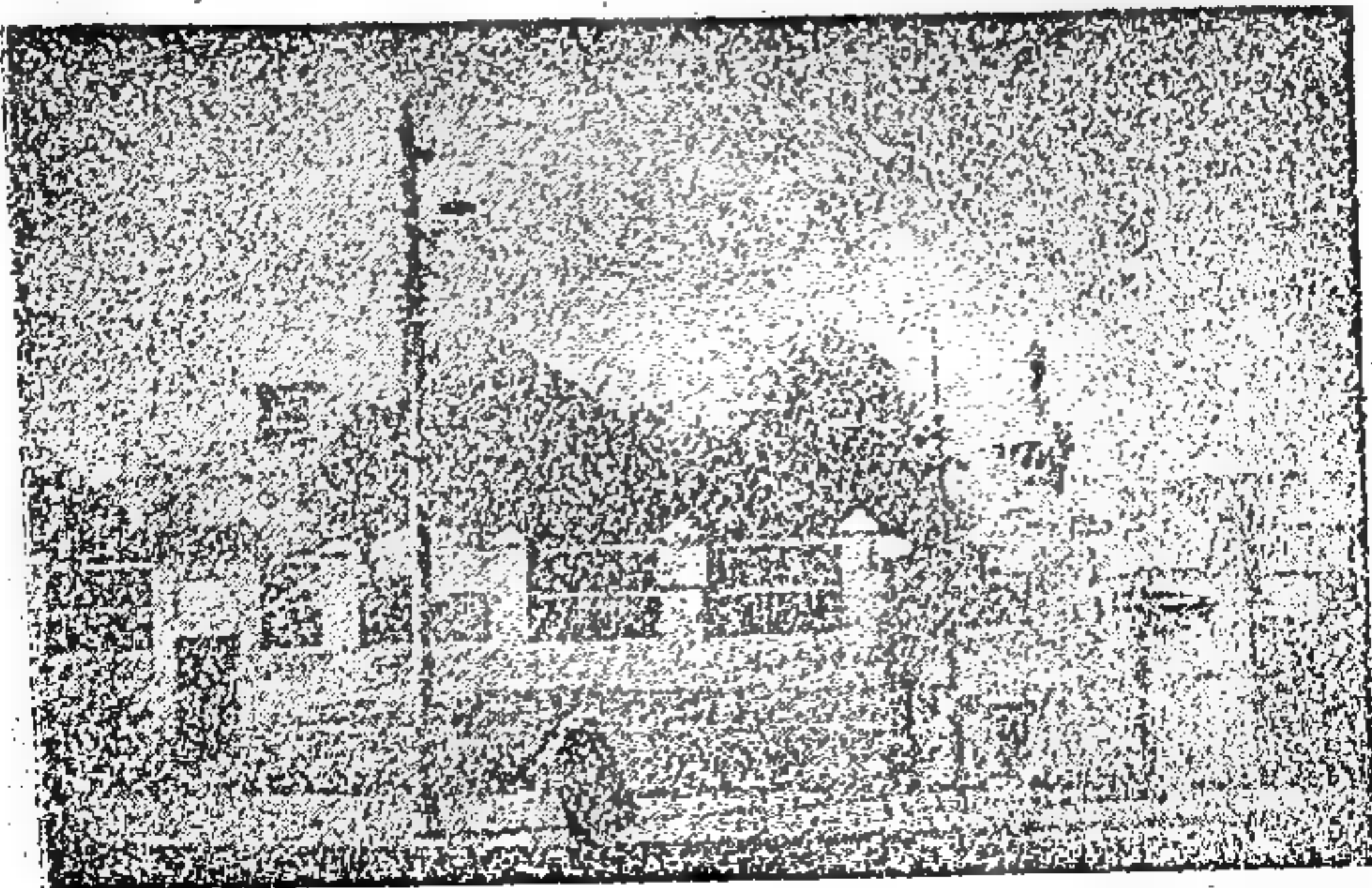


«سیرت فخر دو عالم»



طاق کسی (فارس)

بغداد کے سرکار غوث الاعظم کا روضہ مبارک



اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِکُلِّ شَیْءٍ اَخْلَقْتَهُ فَاغْفِرْ لَیَّ
 اَشَاعَتْ خَلْصًا

فخر و عالم
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

مرتبہ بہ
 م. عطاء اللہ خان عطا
 مولف

رفیق الغریب۔ مجالس المؤمنین۔ خزینۃ ایمان۔ سلطان الہند۔
 رفیق جنتی۔ جو امیر منظوم۔ مکاتیب عالیہ۔ جوش و دیادغیر
 گورنمنٹ ٹونکے لاجپور تانہ

۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء

۲۹۴
۳۳۹۶

انور علی پرنسٹن پبلشرز نے کھنڈ لیتھو پریس چاؤرئی بازار

دہلی میں چھپوا کر دفتر بانو علی بازار چلی قبر دہلی سے شائع کیا

قیمت چار روپے

خبر خوارزم

Marfat.com

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۱۳	بحیرہ راہب	۴۴	۲۰	تاریخی واقعات	۴۴
۱۵	نچاشی بادشاہ حبش	۴۵	۲۱	حجۃ مکہ معظمہ	۴۴
۱۶	ابراہیم گوہر میں	۴۵	۲۲	تہامہ	۴۸
۱۷	۱۔ سورہ فیل	۴۶	۲۳	بین	۴۸
۱۸	۲۔ قلیط	۴۹	۲۴	حیرہ	۴۸
۱۹	ثبوت نبوت (توریت، انجیل، زبور)	۵۲	۲۵	مدینہ	۴۸
۲۰	رسول کریم کے اسلاف	۵۹	۲۶	عراق	۴۸
۲۱	۱۔ قیدار کی شہادت و عظمت	۵۹	۲۷	شام	۴۹
۲۲	۲۔ بخت نصر کا حملہ	۶۲			
۲۳	۳۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۲۴	۴۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۲۵	۵۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۲۶	۶۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۲۷	۷۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۲۸	۸۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۲۹	۹۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۰	۱۰۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۱	۱۱۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۲	۱۲۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۳	۱۳۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۴	۱۴۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۵	۱۵۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۶	۱۶۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۷	۱۷۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۸	۱۸۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۳۹	۱۹۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۰	۲۰۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۱	۲۱۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۲	۲۲۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۳	۲۳۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۴	۲۴۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۵	۲۵۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۶	۲۶۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۷	۲۷۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۸	۲۸۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۴۹	۲۹۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			
۵۰	۳۰۔ بخت نمرود کا قتل	۶۳			

دوسرا باب

مقدس مقامات

۱	۱۔ مکہ و حجاز	۴۹
۲	۲۔ جبل بو قیس	۴۹
۳	۳۔ غار مرسلات	۴۹
۴	۴۔ جبل نور منی	۵۰

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۹۷	مقدس مقامات - ۳ - مسجد الراہ	۸۰	۹۷	بقیہ کیفیت خانہ کعبہ	۲۶
۹۸	۵ - مسجد الاجابہ	۸۰	۱۰۰	۳۳ - فاران	۲۳
۹۹	۶ - مسجد الجین	۸۰	۱۰۱	۲۴ - سائبر	۲۴
۱۰۰	۷ - جنت المعلیٰ	۸۱	۱۰۲	۲۵ - جسدہ	۲۵
۱۰۱	۸ - دار حضرت خدیجہ الکبریٰ	۸۱	۱۰۳	۲۶ - عرفات	۲۶
۱۰۲	۹ - مقام سولہ روضہ عالم	۸۱	۱۰۴	۲۷ - صفاد مرودہ	۲۷
۱۰۳	۱۰ - دار حضرت ابوبکر صدیق	۸۱	۱۰۵	۲۸ - منا	۲۸
۱۰۴	۱۱ - مکان حضرت علیؑ	۸۲	۱۰۶	۲۹ - موقوفہ	۲۹
۱۰۵	۱۲ - مسجد حضرت عائشہ صدیقہ	۸۲	۱۰۷	۳۰ - مرزلفہ	۳۰
۱۰۶	۱۳ - مسجد النبی واقعہ منا	۸۲	۱۰۸	۳۱ - حجرہ	۳۱
۱۰۷	۱۴ - غار ثور	۸۲	۱۰۹	مدینہ و حوالی مدینہ	
۱۰۸	۱۵ - چاہ زمزم	۸۲	۱۱۰	۱ - مدینہ	۱
۱۰۹	۱۶ - مسجد الحرام بیت القیق	۸۳	۱۱۱	۲ - مسجد نبویؐ روضہ مقدس	۲
۱۱۰	۱۷ - حجر اسود	۸۳	۱۱۲	۳ - مشہد حضرت خزیمہ جبل احد	۳
۱۱۱	۱۸ - بیت اللہ شریف	۸۳	۱۱۳	۴ - بیت الفرقد بیت الحزن	۴
۱۱۲	۱۹ - غلات	۹۳	۱۱۴	۵ - تباہ مسجد تبا	۵
۱۱۳	۲۰ - مہملہ	۹۵	۱۱۵	۶ - پیر الہس	۶
۱۱۴	۲۱ - حجازی کعبہ	۹۶	۱۱۶	۷ - دار الصدقہ	۷

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۱۳۴	۱۰۔ یہود کے یادگار تہوار		۱۱۶	۸۔ عرفات	
۱۳۵	۱۱۔ بیت المقدس کے مقامات		۱۱۶	۹۔ بقیہ کیفیت مدینہ منورہ	
۱۳۸	۱۲۔ دیوار گریہ		۱۱۷	۱۰۔ قبیہ حمر الزیت و بئر الضاعہ	
۱۳۹	۱۳۔ وادی بہوشفات		۱۱۷	۱۱۔ جبل الشیطان	
۱۳۹	۱۴۔ وادی گہنوم یا جہنم		۱۱۷	۱۲۔ بئر رومہ	
۱۴۰	۱۵۔ مسجد اقصیٰ		۱۱۸	۱۳۔ مسجد الفتح	
۱۴۳	۱۶۔ لوناہی مسجد		۱۱۸	۱۴۔ سقاوے باب الحدید	
۱۴۴	۱۷۔ مسجد اقصیٰ (مسلمانوں کے نزدیک عظمت و بزرگی)۔		۱۱۸	۱۵۔ بیت المقدس	
۱۴۸	۱۸۔ مسجد اقصیٰ کا بانی کون ہے		۱۱۹	۱۶۔ حدود دارالنبیہ	
۱۵۰	۱۹۔ مختصر تاریخ مسجد اقصیٰ		۱۲۰	۱۷۔ طول	
۱۵۰	۲۰۔ آبادی و بربادی کی داستان		۱۲۰	۱۸۔ موجودہ فلسطین	
۱۵۲	۲۱۔ مکمل سلیمانی		۱۲۰	۱۹۔ فلسطین کی زمین پر دنیا کیلئے	
۱۵۵	۲۲۔ بار اول		۱۲۲	۲۰۔ مقدس زیارتی مقامات	
۱۵۵	۲۳۔ بار دوم		۱۲۵	۲۱۔ یروشلم	
۱۵۵	۲۴۔ بار سوم		۱۲۸	۲۲۔ بیت المقدس کا مقدس مقام	
۱۵۵	۲۵۔ بار چہارم		۱۲۹	۲۳۔ بیت المقدس کی تاریخی عظمت	
۱۵۷	۲۶۔ مکمل کی دوبارہ تسمیر		۱۳۱	۲۴۔ پیغمبروں کی راجدہانی	

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۸	تبایہ و تبریدی بارہی اور تعمیر	۱۵۸	۱۶۶	یہود کی دالپی	۱۶۶
۱۵۹	تبایہ و تبریدی	۱۵۹	۱۶۷	سکندر رومی	۱۶۷
۱۶۰	تبایہ و تبریدی	۱۶۰	۱۶۸	یہود کا عروت	۱۶۸
۱۶۱	تبایہ و تبریدی	۱۶۱	۱۶۹	حضرت مسیح	۱۶۹
۱۶۲	تبایہ و تبریدی	۱۶۲	۱۷۰	حضرت عمر فتح بیت المقدس	۱۷۰
۱۶۳	تبایہ و تبریدی	۱۶۳	۱۷۱	صلیبی جنگیں	۱۷۱
۱۶۴	تبایہ و تبریدی	۱۶۴	۱۷۲	اسلامی اقتدار	۱۷۲
۱۶۵	تبایہ و تبریدی	۱۶۵	۱۷۳	برطانیہ کا آخری سپاہی	۱۷۳
۱۶۶	تبایہ و تبریدی	۱۶۶	۱۷۴	قرطاس ابنی	۱۷۴
۱۶۷	تبایہ و تبریدی	۱۶۷	۱۷۵	تقسیم فلسطین	۱۷۵
۱۶۸	تبایہ و تبریدی	۱۶۸	۱۷۶	میشاق سعید آباد	۱۷۶
۱۶۹	تبایہ و تبریدی	۱۶۹	۱۷۷	۱۔ عراق	۱۷۷
۱۷۰	تبایہ و تبریدی	۱۷۰	۱۷۸	۲۔ لبنان	۱۷۸
۱۷۱	تبایہ و تبریدی	۱۷۱	۱۷۹	۳۔ اردن	۱۷۹
۱۷۲	تبایہ و تبریدی	۱۷۲	۱۸۰	۴۔ سعودی عرب	۱۸۰
۱۷۳	تبایہ و تبریدی	۱۷۳	۱۸۱	۵۔ شام	۱۸۱
۱۷۴	تبایہ و تبریدی	۱۷۴	۱۸۲	۶۔ قومی اشتراکیت	۱۸۲
۱۷۵	تبایہ و تبریدی	۱۷۵	۱۸۳	۷۔ رہنمائے فلسطین	۱۸۳
۱۷۶	تبایہ و تبریدی	۱۷۶	۱۸۴	۸۔ خوناک تبایہ و تبریدی	۱۸۴

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۱۹۳	۱۱۔ شوقِ صدر شریف (پہلی مرتبہ)	۲۱۲	۱۹۴	۱۱۔ یهود اور فلسطین	۱۹۴
۱۹۴	۱۲۔ وفاتِ حضرت آمنہ	۲۱۳	۱۹۵	تیسرا باب	۱۹۵
۱۹۵	۱۳۔ وفاتِ حضرت آمنہ	۲۱۴	۱۹۶	فخر و عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ	۱۹۶
۱۹۶	۱۴۔ تاریخِ بصرہ پر ایک نظر	۲۱۵	۱۹۷	۱۔ اباء الکرام	۱۹۷
۱۹۷	۱۵۔ حجاز کی لڑائی میں شہریت	۲۱۶	۱۹۸	۲۔ بیہ حضرت عبداللہ کا	۱۹۸
۱۹۸	۱۶۔ تعمیر خانہ کعبہ	۲۱۷	۱۹۹	۳۔ قبیلہ بنی زہرہ	۱۹۹
۱۹۹	۱۷۔ تاریخِ کعبہ	۲۱۸	۲۰۰	۴۔ مشرف ہونا حضرت آمنہ کا	۲۰۰
۲۰۰	۱۸۔ دوسری مرتبہ پاک ہونا سیدہ مبارک کا	۲۱۹	۲۰۱	۵۔ وفاتِ حضرت عبداللہ	۲۰۱
۲۰۱	۱۹۔ آمین کا خطاب	۲۲۰	۲۰۲	۶۔ ولادتِ باسعادت	۲۰۲
۲۰۲	۲۰۔ بی بی خدیجہ رضی	۲۲۱	۲۰۳	۷۔ نسب نامہ	۲۰۳
۲۰۳	۲۱۔ پانچواں باب	۲۲۲	۲۰۴	۸۔ منجلی شجرہ نسب نبوی	۲۰۴
۲۰۴	۲۲۔ شوقِ صدر شریف تیسری مرتبہ	۲۲۳	۲۰۵	۹۔ رخصاعت	۲۰۵
۲۰۵	۲۳۔ بنوت	۲۲۴	۲۰۶	۱۰۔ قبیلہ سعدیہ	۲۰۶
۲۰۶	۲۴۔ غارِ حرا کی خوش قسمتی	۲۲۵	۲۰۷	۱۱۔ درسِ کلمہ بانی امت	۲۰۷

صفحہ	عنوان	صفحہ	شمار
۲۵۵	۱۔ سیر پانچواں آسمان	۲۳۲	۴ وحی
۲۵۶	۲۔ چھٹا آسمان	۲۳۴	۵ تبلیغ
۲۵۶	۳۔ ساتواں آسمان	۲۳۹	۶ دبدب اسلام
۲۵۶	۴۔ سدرۃ المنتہی	۲۴۰	۷ حبش کی ہجرت
۲۵۶	۵۔ حجاب اور کثیف	۲۴۱	۸ نظر بندی
۲۵۸	۶۔ مقام مستوی	۲۴۱	۹ وفات ابوطالب اور خدیجہ
۲۵۹	۷۔ رفعت	۲۴۲	۱۰ طائف کا سفر
۲۵۹	۸۔ عرش پرین		
۲۶۰	۹۔ رقاب قوسین		
۲۶۱	۱۰۔ راز و نیاز امروہی		
۲۶۲	۱۱۔ مراجعت	۲۴۳	۱۱۔ شوقِ صدر شریف چوکتی بار
۲۶۵	۱۲۔ تصدیق معراج	۲۴۴	۱۲۔ معراج شریف
	۱۳۔ سالتواں باب	۲۵۲	۱۳۔ اہ براق
۲۶۰	۱۴۔ ہجرت	۲۵۳	۱۴۔ سواری شاد زمیں
۲۶۱	۱۵۔ بیعت عقبہ اولیٰ	۲۵۴	۱۵۔ سیر اول آسمان کی
۲۶۱	۱۶۔ بیعت عقبہ ثانی	۲۵۵	۱۶۔ دوسرا آسمان کی
۲۶۲	۱۷۔ روانگی بجانب مدینہ	۲۵۵	۱۷۔ تیسرا آسمان کی
		۲۵۵	۱۸۔ چوتھے آسمان کی

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۴	مدینہ	۲۴۳	۲	غزوہ بدر	۲۸۸
۵	پہلی مسجد	۲۴۴	۳	غزوہ احد کا موقع	۲۹۰
۶	پہلا جمعہ	۲۴۵	۴	بنی قریظہ سے لڑائی	۲۹۳
۷	نشان اسلام	۲۴۵	۵	بجہ نفر کی جلا وطنی	۲۹۴
۸	مدینہ میں داخلہ	۲۴۵	۶	غزوہ بنی مصطلق	۲۹۵
۹	مسجد نبوی	۲۴۶	۷	خندق یا اضراب کی لڑائی	۲۹۷
۱۰	صفہ والے	۲۴۸	۸	غزوہ بنو قریظہ	۳۰۰
۱۱	نماز کی تکمیل	۲۴۸	۹	غزوہ خیبر	۳۰۲
۱۲	اذان کی ابتدا	۲۴۹	۱۰	اسلام قانون کی صورت میں	۳۰۷
۱۳	تھمیل قبلہ	۲۵۰	۱۱	صلح حدیبیہ	۳۰۹
۱۴	روزہ	۲۵۱	۱۲	فتح مکہ	۳۱۰
۱۵	عبید	۲۵۱	۱۳	روائے شریف	۳۱۳
۲	مواخاۃ مہاجر و انصار	۲۵۲	۱۴	غزوہ حنین	۳۱۵
۳	مدنی زندگی کے ابتدائی مضامین	۲۵۳	۱۵	غزوہ تبوک	۳۱۶
آکھوان باب			نوائے باب		
غزوات و جہاد			سفارت اسلام		۳۱۷
۱	بغزوہ اسلام کا اولین معرکہ	۲۵۵	۱	بصرہ کے حاکم کے نام نامہ (جنگ موتہ)	۳۱۸

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۳۳۱	۵۔ خطبہ		۳۱۹	۲۔ نجاشی کے نام نامہ	
۳۳۱	۶۔ امام		۳۲۱	۳۔ ہرقل قیصر روم کے نام نامہ	
۳۳۱	۷۔ مسجد		۳۲۲	۴۔ شاہ ایران کے نام نامہ	
۳۳۱	۸۔ زکوٰۃ		۳۲۳	۵۔ مقدس والی مدد کے نام نامہ	
۳۳۲	۹۔ بیت المال		۳۲۴	۶۔ دایہ شام کے نام نامہ	
۳۳۲	۱۰۔ عامل		۳۲۵	۷۔ دایہ یمامہ کے نام نامہ	
۳۳۲	۱۱۔ روزہ		<p>وسوال باب</p> <p>عرہ</p> <p>پہلا حج (حج اکبر)</p>		
۳۳۳	۱۲۔ ترا				
۳۳۳	۱۳۔ فیر	۳۲۶			
۳۳۳	۱۴۔ صدقہ العطر	۳۲۷	<p>گیارہواں باب</p> <p>حکومت اسلامیہ</p> <p>تکلیف دین اور اسلامی نظام</p>		
۳۳۳	۱۵۔ حج				
<p>بارہواں باب</p> <p>حجۃ الوداع</p> <p>وفات شریف</p>			۳۲۸	۱۰۹	۱۔ نماز
			۳۲۹	۲۔ جماعت	
			۳۳۰	۳۔ قبلہ	
۳۳۸	اخلاق و عادات	۱	۳۳۱	۴۔ جمعہ	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۰	۱۔ حضرت حسینؑ	۱۰۰	۱۔ چودھواں باب
۱۰۰	۲۔ خطائے رسول اکرمؐ	۱۰۰	۲۔ ازواج مطہرات
۱۰۰	۳۔ امیر المومنین ابو جعفر صدیقؑ	۱۰۰	۳۔ اولاد پاک
۱۰۰	۴۔ خطیف اول	۱۰۰	۴۔ حضرت امام
۱۰۰	۵۔ امیر المومنین فاروق اعظمؑ	۱۰۰	۵۔ رسول کریمؐ کی اولاد اور نواسے
۱۰۰	۶۔ عربین خطاب خطیف دوم	۱۰۰	۶۔ ۱۔ حضرت حسنؑ
۱۰۰	۷۔ امیر المومنین جامع القرآن	۱۰۰	
۱۰۰	۸۔ عثمان بن عفان خطیف سوم	۱۰۰	
۱۰۰	۹۔ امیر المومنین حضرت علیؑ	۱۰۰	
۱۰۰	۱۰۔ ابن ابی طالب اکرم اللہ وجہہ	۱۰۰	
۱۰۰	۱۱۔ خطیف چہارم	۱۰۰	
۱۰۰	۱۲۔ خاتمہ	۱۰۰	
۱۰۰	۱۳۔ التماس و معذرت	۱۰۰	
۱۰۰	۱۴۔ رسالہ	۱۰۰	
۱۰۰	۱۵۔ باتو	۱۰۰	
۱۰۰	۱۶۔ دلی	۱۰۰	

اظہار شکر

اپنی سعادت بہ زورِ بازو نصیب
تانا بخشہ خدا سے بخشندہ !

لاکھ لاکھ شکر ہے اُس خداوند ذوالجلال کا جو اس کُن جہاں کا مالک ہے
جس نے مجھ جیسی نحیف و ناتواں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اُسکے محبوب اور
اپنے آقا سرور کائنات نضر موجودات سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر یہ ایک گرانقدر اشاعتِ خاص پیش کر سکوں
ناظرین بانوسے پوشیدہ نہیں ہے کہ کچھ سال قرآنِ مجید نکال کر
میں نے اپنی مالی حالت تقریباً ناقابلِ برداشت بنائی تھی۔ پھر بھی جس طرح بن
پڑا بانو کو زندہ رکھنے کی جدوجہد کرتی رہی۔ بلکہ درمیان میں تو کئی مرتبہ
تمام امیدیں ختم ہو ہو گئیں۔ لیکن یہ خدا سے ذوالجلال والاکرام کا احسان
ہے کہ اُس نے اپنے حبیبِ پاک کے صدقہ سے مجھے یہ بہت عطا فرمائی اور
میں زندگی اور موت کی تشکیش میں پھنسے ہوئے بانو کو نکال کر پھر ایک
نئی شاہراہ پر لے آئی ہوں۔

آج میرا دل مسرت اور خوشی کے دہریات سے بھر پور ہے کہ کلاف

توقع پھر اس سال میں بانو کی ایک مقدس اور پاکیزہ اشاعت خاص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکی۔

بانو کا فردری مارچ ۱۹۵۱ء کا یہ مشترکہ شمارہ ہے۔ اس مرتبہ میں بجائے اس کے کہ مختلف حضرات کے مضامین شریک اشاعت کئے جاتے، آنحضرت کی سیرت مقدسہ پر ایک مکمل کتاب بطور نمبر کے شائع کر دی ہوں۔ جس کو م عمار اللہ صاحب ٹونکی نے بڑی محنت اور بڑے مطالعہ کے بعد تحریر کیا ہے۔

سرور کائنات کی اس مقدس سوانح حیات کے پیش کرنے میں مجھے جن محترم حضرات نے دامن دے، سنئے، امداد پہنچائی ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرنا بھی میرے فرائض میں ہے اُن حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ہز بانس نواب صاحب۔ ٹونک

قبلہ حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی (مدیر پشوا دہلی)

م عطاء اللہ خاں صاحب ٹونکی

صاحبزادہ محمد مستحسن صاحب فاروقی (مبتولی وقف آستانہ دہلی)

محترم مولانا عبداللہ صاحب فاروقی (نگراں خاتون مشرق دہلی)

محترمہ شمسہ جلیل صاحبہ آفٹ مرزا پور

شیم ٹھیکلی صاحبہ کالی کٹ

سید عصمت بانسا صاحبہ سقف (تنجور)

حاجی عبدالعزیز صاحب (پشاور)

شیخ محمد فیروز صاحب (بھنڈارہ)

مسٹر اصغر بانو سعید (ڈھاکہ جنیرہ) محترم منشی عبدالقادر صاحب دانا خان

حاجی محمد زبیر صاحب دہلی

مختار بیگم صاحبہ ہزاری باغ

سلطان جہاں صاحبہ (کراچی)

افروز بانو صاحبہ غفران (منظرنگر)

مشرف بانو صاحبہ غفران (منظرنگر)

محترمہ ناز درانی صاحبہ آف کوئٹہ بلوچستان

محترمہ یوسف امینہ ہاٹیا آف افریقہ

مسٹر کبیر احمد پاکستان بک ڈپوزٹو گون۔ ممتاز احمد خاں ڈوم ڈوما آسام

مسٹر ایم۔ اے ہمتورانی آف افریقہ

علیہ حضرت بیگم صاحبہ آف محمد گڑھ (بھوپال)

یہ ضخیم اور گرانقدر اشاعت خاص بھی قرآن منبر کی طرح تمام خریداروں کو
مفت پیش کیا جا رہی ہے۔ نئے خریداروں کے لئے بھی پہلے دو مرتبہ انعام کیا جا چکا
ہے۔ کہ جو حضرات ۵ اپریل ساہیوال تک خریدار بن جائیں گے انہیں یہ مقدس تحفہ
مفت پیش کیا جائے گا۔ لیکن پندرہ اپریل کے بعد یہی اشاعت خاص ہر خاص و
عام کو مبلغ چار روپے میں مل سکے گی۔ حالانکہ یہ میعاد پہلے صرف ۲۱ تاریخ تھی۔
لیکن ناظرین بانو کے بے حد اصرار پر مجھے اس میعاد میں پندرہ روز اور بڑھانے
پڑے تاکہ عام حضرات بھی صرف پانچ روپے پانچ آنہ میں چار روپے قیمت کی اس

ضخیم کتاب سے مستفید ہو سکیں۔ اور سال بھر تک بانو کے عام شمارے بھی مطالعہ کر سکیں۔

اس مرتبہ بھی شروع میں بارہ صفحات پر مقامات مقدسہ اور عرب کے مشہور مشہور مقامات کے فوٹو دیئے جا رہے ہیں۔ جن میں شفیع امت حضور پر نور کا فرمان اور مہربانیت کا فوٹو بھی شریک کیا گیا ہے۔

خیال تھا کہ اس اشاعت خاص کی ضخامت تین سو صفحات ہو جائے گی۔ اور تین سو صفحات کا ہی اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن قرآن منبر کی طرح اب کے بھی چار سو تیس صفحات کے قریب ہو گئے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر میں اپنے ہمدردوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور ناظرین بانو کی خدمت میں بھی التماس کرتی ہوں کہ اگر انہوں نے اس مرتبہ بھی میرے ساتھ تعاون فرمایا۔ تو عجب ناچیز کی ہمت بندھی رہے گی اور میں اسی طرح حالات اور وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے خدمت کرتی رہوں گی۔ اور اپنی تمام بہنوں کے لئے ایسی کارآمد چیزیں پیش کرتی رہوں گی۔ جن کی ان کو اشد ضرورت ہے۔

وما توفیقی الا بالہ

خادمہ

زہیبہ النور

مہر اپریل ۱۹۵۱ء

تذکرہ :-

ہر اس فرزندِ توحید کی خدمت میں جو کلمہ طیبہ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
پر ایمان رکھتا ہے پیش ہے :-

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ م ۱۵ جولائی ۱۹۴۹ء

م۔ عطاء اللہ خان عطاء
مؤلف

ٹونک راجپوتانہ

ریویو

بھلا اللہ تاریخ مسلمانوں کا محض فن ہے یا مسلمان اگر اس پر فخر کریں تو خود ستائی کے مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکتے ہیں کیونکہ گذشتہ زمانے کو زندہ و حاضر رکھنے کا صحیح طریقہ دنیا کو اگر کسی نے بتایا تو وہ صرف فرزندانِ اسلام ہیں۔ "فخر و علم کو دیکھ کر مجھ کو اس کے مرتب تالیف کرنے والے عالی حوصلہ اور ستورہ صفات م۔ عطاء اللہ خاں عطا کی علم دوستی اور تاریخ نوازی پر خوشی ہوئی کہ سیرت کی چھوٹی اور مختصر سی کتاب لکھتے ہوئے پہلے مقدس حصص ارضی عرب بیت المقدس سے تعارف کرایا ہے جس سے عامۃ المسلمین ہی نہیں بلکہ عازمانِ عرب، حاجیاں بیت اللہ بھی ان سے کافی مستفید ہو سکتے ہیں۔ بلا خوف کہہ سکتا ہوں کہ مؤلف نے سمندر کو ایک کوزہ میں بند کر دیا جو پاکیزہ صورت میں سب سے پہلی اور سب سے آخری اور عمدہ لچسپ تالیف ہے۔ کتاب کیا ہے ایک تحفہ ہے جو جدید سائنس پر ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ "فخر و علم" کی واقعی تعریف جو اس کے بیش بہا فوائد پر حادی ہو میری زبان اور قلم سے ممکن نہیں۔ اس قدر فخر اس کتاب سے مجھ کو حاصل ہوا کہ یہ ہتم بالشان کا زمانہ میرے ایک دوست کے قلم سے وجود پذیر ہوا۔ چنانچہ اسکولوں، مدرسوں، اور مکتبوں کے کارکنوں اور معلموں سے درخواست ہے کہ وہ اس کو اپنے نصاب تعلیم میں جگہ دے کر مذہبی تعلیم کی ایک بڑی کمی پوری کریں تاکہ ان کے دلوں میں ہلام کی ایک اسپرٹ پیدا ہو جائے۔ خداوند رب العزت سے مستدعی ہوں کہ بقیہ فخر و علم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قریب زمانہ میں اس کی طباعت کا سامان ہتیا فرمادے اور م۔ عطاء اللہ خاں عطا کو اپنی دائمی برکت عنایت فرمائے آمین

حامد خان

ایم۔ ایس۔ سی (الہ آباد) بی۔ ٹی (علیگ)
ہیڈ ماسٹر دربار ہائی اسکول
ٹونک راجپوتانہ

۱۹۴۹ء

۱۶ صفر المنظر ۱۳۶۹ھ ۷ دسمبر

مہر دربار ہائی اسکول ٹونک راج

ریلو

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

ہر مکان کا عقیدہ ہے کہ تقدس حقیقی صرف خداوند تقدس کے لئے ہے اور ہر چیز کو تقدس اسی کے تقدس سے حاصل ہے۔ انسان، مکان اور زمان جس کو تقدس حاصل ہے اسی کے تقدس کا ظہور ہے جس کو اُس کی طرف اصافیت اور نسبت کا فخر حاصل ہے وہی زیادہ مقدس ہے، فخر و عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب اللہ اور خلیل اللہ کی نسبت کافی وافی ہے۔

عطاء اللہ خاں کو بھی یک گونہ نسبت حاصل تھی "فخر و عالم" کی تالیف سے قند مکرر کی نسبت پیدا ہوگی۔ اس کتاب میں خصوصیت یہ ہے کہ فخر و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات کے علاوہ ان مقدس مقامات کا بھی مختصر جغرافیہ بیان کر دیا ہے اور ضرورت کے موافق تاریخ بھی لکھ دی ہے جن کو ان کی ذات ستودہ صفات سے نسبت ہے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ اُمت محمدی مقدس افراد اس کتاب کو بنظر قبول دیکھیں گے اور اس کی اشاعت میں مساعی جمیہ کر کے ماحور ہوں گے اور تمام مسلمان اس کتاب کے مضامین اپنے بچوں کے زیر مطالعہ رکھنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہ بچے مقدس مقامات اور مقدس حالات کو ذہن نشین اور فخر و عالم سے نسبت پیدا کریں۔

محمد علی

منشی، مولوی مولوی فاضل (درس نظامیہ)

ناظم اعلیٰ دارالعلوم ناصریہ
گورنمنٹ کونٹ راجپوتانہ۔

تقریظ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم - اما بعد ، احقر نے کتاب ”نخرد عالم“ تالیف کردہ منشی محمد عطاء اللہ خاں عطاء ٹونکی کو مختلف مقامات سے بنظر غائر پڑھا یہ حقیقت ہے کہ مولف موصوف کی یہ پہلی تالیف نہیں ہے بلکہ اس سے قبل مفید عام فہم چند کتابیں تالیف کر کے اہل اسلام کے ساتھ برادرانہ سلوک کر چکے ہیں سابقہ مولف کتب کو پڑھنے نے بنظر استحسان دیکھا۔ اور عامۃ المسلمین کے لئے نفع بخش ہونے کی وجہ سے پسند کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا اور عام اشاعت کی اچھے لیدر کہ تمام کتب مقبول ہوئیں۔ مجھے یہ ظاہر کرنے میں پاک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قابل مولف کو استعداد اور ملکہ تالیف عطا فرمایا۔

سیرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اگرچہ علماء اور فضلاء و مورخین نے ضخیم کتابیں تالیف فرمائی ہیں لیکن یہ کتاب امتیازی شان لئے ہوئے ہے اور مختصر ہے باوجود اختصار جملہ صحیح مضامین سیرت جامع اور حاوی ہے۔ نیز ایک اچھی خاصی تاریخ بھی ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اردو دان حضرات کو اس کتاب کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے بے انتہا فائدہ پہنچے گا اور خالق کائنات کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ مجیب الدین مولف کی سعی کو مشکور فرمائے اور مزید توفیق عطا فرمائے

عبدالحفیظ

ناظم عدالت شرع شریف
ٹونک گورنمنٹ (راجپوتانہ)

۹ شوال المکرم ۱۳۶۸ھ
مطابق ۵ اگست ۱۹۴۹ء

مہر ناظم صاحب شریعت

تقریظ

”فخر دو عالم“ ایک ایسی کتاب ہے جس کو مولف م عطار اللہ خاں عطا سنے نہایت محنت شاقہ و جانکاه کوشش سے ایک عرصہ میں فراہم کیا۔ فی الواقع یہ ایک بحر و فائز دریا رنایا پیدا کیا رکھا۔ جس کو متعدد ادراک میں مجتمع کر کے ہدیہ ناظرین کیا جس سے مولف کی قابلیت علمی و لیاقت ذاتی کا کافی ثبوت واضح و لا یشع ہوتا ہے۔ اس پر یہ حدت ہے کہ عرب اور فلسطین کے مقدس مقامات زمانہ حال تک مخصوص طور پر بطرز جداگانہ عجیب و غریب طریق سے منہ حالات ضروری مستثنیٰ پیرایہ میں درج کئے ہیں کہ جس کے دیکھنے سے ہر صاحب علم کو ایک خاص دلچسپی ہوگی۔ اگرچہ کتب تاریخ صفحہ ہستی پر اس سے ضخیم و مطول مدون ہیں مگر ان کے دیکھنے سے ہماری طبائع کو خاطر خواہ سیری نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اجل شانہ مولف کو اس عرق ریزی و محنت کے صلہ میں بحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبولیت وافر بخشے اور جزائے نیک عطا فرمائے۔ الحمد للہ۔

عجب خال

مفتی عدالت شرع شریف
ریاست ٹونک راجپوتانہ

۱۹ صفر المنظر ۱۳۷۹ھ
مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۵۹ء

مہر مفتی صاحب

تقریظ

میں نے اس کتاب "فخر دو عالم" کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ عرب کے محل وقوع مقامات کے رقبے۔ حدود کا تعین، مقدس حصص اراضی، اور بیت المقدس کے مفصل احوال ہادی علم علیہ السلام کا حج وغیرہ یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ عامۃ المسلمین ہی نہیں عازمان عرب حاجیان بیت اللہ بھی ان سے کسی نہ کسی نہج پر مستفید ہو سکتے ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، اذان وغیرہ کے کچھ تاریخی واقعات بھی درج ہیں۔ مولف کی محنت ضرور قابلِ داد ہے۔ روایات کا وثوق قابلِ نظر ہے۔

اس سے پہلے بھی بعض رسائل مولف نے تالیف کئے ہیں۔ بعض کو میں دیکھ بھی چکا ہوں چنانچہ موجودہ حالت میں ایک کتاب "سرفیق الغریبا" شیخ غلام علی انیسٹرنسٹراجران کتب و مالکان علمی پرنٹنگ پریس کتاب منزل کشمیری بازار لاہور زیرِ کتابت ہے خدا کرے کہ مسلمان صحیح اور غلط بات کا امتیاز کریں اور متلاشیِ حق ہو کر قبولیت کتب حقہ کا باعث بنیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

احمد حسن

منشی مولوی، مولوی فاضل، حافظ قاری حکیم

مفتی عدالت شرع شریف

ٹونک راجپوتانہ

۲۹ شوال المکرم ۱۳۶۸ھ
مطابق ۲۵ اگست ۱۹۴۹ء

مہر مفتی صاحب

۲۰۳۹۶

دنیاجہ

رحمۃ اللعالمین سرکارِ دو عالم خاتم الانبیاء احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع صفات ایسی نظر آتی ہے جس کی نام لیوا دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہے تاریک زمانہ میں آپ کے اخلاق کا جو معیار قائم تھا۔ آج بھی اُسی طرح اپنی بلند جگہ پر ہے۔ آپ کے وجودِ مبارک سے اسلام کا گلدستہ ایک دھاگے سے بندھا۔ اُس کی ایک ایسی سمج ہے جس کی کو تیرہ سو سال سے آج تک دھیمی نہیں ہوئی، اُس روشنی میں ہر مسافر سیدھے راستے پر پڑ کر بے کھٹکے اپنی منزل تک جا پہنچتا ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر مخلوق کی ہدایت کے لئے تشریف لائے اور خدا کی وحدانیت کا سبق دیا۔ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو بشر کہا۔ آپ کو رحمۃ اللعالمین کا تاج پہنایا گیا۔ اور تمام دنیا کے لئے رحمت اور برکت کا منبع بن کر آئے۔ اور بالکل قلیل عرصے میں عرب کی زمین اور آسمان کو بدل ڈالا۔ مشرکین عرب جن کا آبائی مذہب بت پرستی تھا۔ اُس نیک اور پاک باز انسان کے طفیل توحید کے گیت گانے لگے۔ بتوں کو سجدہ کرنے والوں نے اپنے ہاتھ سے بتوں کو توڑا۔ اور تمام دنیا پر علی الاعلان کہہ دیا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا آپ کے کارنامے، آپ کے اعمال، اور آپ کے اخلاق، آپ کا برتاؤ۔ اُس وقت جب کہ سر پر نبوت کا تاج پہنایا گیا تھا۔ بلکہ اُس سے پہلے ایسے تھے کہ تمام

عرب میں امین مشہور ہو گئے اور کینہ و عداوت سے بھرے ہوئے دل امین و صادق کے لقب سے یاد کرتے تھے جسے آج تمام دنیا تسلیم کرتی ہے۔ مشرکین جو ایذا رسانیوں میں سب سے زیادہ خطرناک تھے اُن میں بھی اکثر آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے ممنون احسان رہے۔ آخر کار مان گئے کہ آپ خاتم الانبیاء شفیع عالم اور سید البشر ہیں یہ امر بالضرورت قابل تسلیم ہے کہ آپ کو معمولی حرف آموزی میں کھیل علم بالکل نہ بھٹی۔ نہ تو لکھنا جانتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے، مگر آپ نے اپنے قول و فعل سے تمام دنیا پر ثابت کر دیا کہ آپ کی تعلیم کے حکمت آموز کلمات آپ زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ چنانچہ تعلیم ایسی مکمل تم ہے کہ دنیا کی کوئی بات انسان کی روحانی و جسمانی ضرورت کے لئے کوئی ایسا قانون نہیں جو اُس میں نہ ہو، حضرت مسیحؑ (عیسیٰ) کوئی کامل شریعت نہیں لائے اور انہوں نے اپنی بہت سی باتیں جن کے حواری برداشت نہ رکھتے تھے، اُن سے نہیں کہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکمل قانون اور کامل شریعت جس میں الہی عبادت کے کل قاعدے اور انسانی ضرورتوں کے تمام قوانین درج ہیں لائے۔

اُس معلم اعلیٰ کی بعثت سے قبل زمانہ جس حالت میں تھا اور عرب کی جو کیفیت تھی اُس کا ایک بیک بدل جانا اسی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا۔ اور سالہا سال کی قبیح رسوم جن کا ترک کرنا ایک امر محال تھا اُس پاک تعلیم نے نیست و نابود کیں۔ ہزار ہا سال کی بت پرستی تثلیث پرستی جو واحد خدائے کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی فدا روجی نے لا الہ الاہو کہہ کر باطل قرار دی اور اُس کے مقابلہ میں ایسی مرشد اعلیٰ تعلیم پیش کی کہ وہی بت پرست و تثلیث پرست جن کے اوقات بتوں کی سجادت میں اور تثلیث پرستی کی دھن میں گزرتے

تھے۔ صبح و شام، دن اور رات یہ کہنے لگے کہ وہ ہی ہے ذات واحد عبادت کے
 لائق جو لم یزل ولا یزال، بصیر مطلق، قدیر مطلق اور حکیم الاطلاق ہے، جس نے سچا دین
 آدم کو اس کی پیدائش کے وقت دیا تھا۔

غرض وہ قوم جو صدیوں سے فسق و فجور میں مبتلا اور طرح طرح کی خرابیوں
 کی خوگر تھی۔ جس کی بندگی بتوں اور پتھروں کو سجدہ کرنا جس کی تفریح جو بازی
 و تمار بازی تھی، جس کا چلن فتنہ انگیزی، جس کا شغل شراب خوری و زنا کاری تھی
 جس کی غیرت زندہ لڑکیوں کا گھانا تھی، اور جو مدتوں سے اُن کی گھٹی میں حائل
 ممتی، چھڑائی۔ اور اس مصلح اعظم کی تعلیم کی بدولت راہِ راست پر آئی اور اسی معلم اعلیٰ
 نے اُن کے دلوں کی سیاہی کو سفیدی سے، اور ظلمت کو نور سے مبدل کیا۔ پس
 اس تعلیم پاک کا اندازہ ہر ایک انصاف پسند کر سکتا ہے کہ آپ نے کس طرح توحید الہی
 کو پیش کیا۔

الغرض آپ کے مواعظ و نصائح جو عمدہ اور صاف ہیں۔ اُن کی بدولت
 زندگی کے راستے میں بچے ہوئے کانٹے پھول بن کر ایمان کی قوت اور دل کی
 روشنی کا باعث ہوئے۔ اور طینون فاسدہ اور تعطبات دور ہوئے۔ آج اُن سے
 قدم قدم پر محبت، استقلال، اثبات، عفو اور امانت کا سبق ملتا ہے۔ اس لئے
 ضرورت ہے کہ سرکارِ دو عالم کے وجود پاک کے سوانح کا ایک ایک حرف ہر مسلمان
 کے کان تک پہنچ جائے تاکہ یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر اور ایمان تازہ ہوتا چلا
 جائے۔

ایک زمانہ سے ارادہ تھا کہ سیرت کی ایک چھوٹی سی کتاب لکھوں، شکر ہے

اُس خالقِ اکبر کا کہ یہ مختصر سی سیرت لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو نہایت صحیح اور معتبر روایتوں سے تالیف کی گئی ہے۔ غیر صحیح روایات اور نامعتبر اقوال کو دخل نہیں دیا گیا۔ عبارت بہت سہل اور روزمرہ کے اُردو محاورہ میں لکھی گئی ہے تاکہ کم استعداد لوگ اور عورتیں اور لڑکے بھی اس کو پڑھ کر اپنے برحق نبی اور اُن کے متعلقین کے حالات سے واقفیت پیدا کر کے واقف ہو جائیں اور انبیار کو تباہ کیوں کہ محمد رسول اللہ دنیا میں حقیقی اور ابدی نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ اس کے بغیر نہ دنیا بستی نہ عاقبت منور تہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو منظر و منصور رکھے آمین ثم آمین

جو لوگ اس کو پڑھ کر خوش ہوں وہ احقر کے لئے دعائے خیر فرمائیں اور بوجہ کمی معلومات کوئی لغزش یا غلطی نظر سے گزرے اُس کو اصلاح سے کارآمد بنالیں اور مجھے معذور خیال فرما کر معاف فرمائیں اور جن کتب سے اقتباس کیا ہے اُن کا حوالہ بھی ضرور دے دیا ہے جن کے مصنفین کا پتہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدامیری مدد کرے۔

م۔ عطاء اللہ خان۔ عطا
ٹونک راجپوتانہ

۹ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ

۱۲ جنوری ۱۹۴۹ء

پہلا باب

(۱) ارضِ عالم پر ظلمتِ تاریکی کا تسلط

۱۔ باغِ عالم پر خزاں کا دورِ مسلط تھا۔ بادِ سموم کے آتشِ بارِ جھونکوں نے برگِ دبار کیا شاخوں اور تنوں میں افسردگی و خستگی پیدا کر رکھی تھی۔ روئیں خاک اڑ رہی تھیں۔ خیابانوں میں سوکھے ہوئے پتے اڑتے پھرتے تھے۔ نگہتیں معدوم ہو چکی تھیں بہاریں آغوشِ فنا میں سو رہی تھیں۔ عنادِ دل کی جگہ زارِ دُرخن کی غیر مانوس اور غیر مرغوب آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ہر طرف سناٹا اور ہر سمت دیرانی بھٹی۔

۲۔ کائناتِ انسانی پر جمود و غفلت کی موت طاری ہو چکی تھی۔ چھ صدیوں کے فصل نے حضرت عیسیٰؑ کی ملہما نہ تعلیمات کو بھی مسخ کر کے رکھ دیا تھا۔ تورات و زبور کے پڑھنے اور ان کے محرف احکام پر بھی عمل کرنے والے مبدل ہو چکے تھے کہنے کو انسان کی بستیاں آباد تھیں۔ جنگل کے جنگلِ ذکر و امانت کے

گلوں سے پٹے پڑے تھے۔ لیکن اُن کی رہبری و رہنمائی اُن کی تعلیم و تربیت اور اُن کی فلاح و بہبود کا کوئی سامان موجود نہ تھا۔ خواص و عوام سب پر عصیان و سرکشگی کے جن سوار تھے۔ انسان اشرف المخلوقات، انسان کی زندگی و زندگیوں سے برتر و فروتر برحق تھی۔ جنگلوں کے بھیڑیوں۔ بھٹوں کے سانپوں اور صحراؤں کے جانوروں سے یہ امید تھی، یہ توقع ہو سکتی تھی کہ وہ قابو پا کر رحم کر دیں بخش دیں چھوڑ دیں، مگر انسانوں سے انسان کو توقع نہ تھی۔ بندے بندوں پر خدائی کر رہے تھے۔ بندے بندوں کو سجدہ کرنے پر مجبور بنے ہوئے تھے۔ خدا کو سمجھنے اور اُس کی عظمت و جبروت سے ڈرنے اور لرز اُٹھنے والے کہیں نظر نہ آتے تھے۔ اس کی عبادت کرنے اور اُس کے سامنے سر جھکانے والے ناپید ہو گئے تھے۔ مذاہب تھے اور مذاہب کے پیشوا بھی مگر فلاح و بہبود انسانی اور رہبری و مساوات کے لئے نہیں بلکہ گمراہی اور جھٹکانے اور دنیا والوں پر ظلم و ستم کی بجلیاں ترپانے اور گرانے کے لئے تھے۔

۳۔ یہ نہ تھا کہ یہ دور، زینت و تہذیب سے خالی ہو۔ امراء و رؤسا ناپید ہو گئے ہوں، مذہبی قائدین کا نام مٹ گیا ہو، کوئی منظم حکومت صفحہ ہستی پر نظر نہ آتی ہو۔ شاہانہ کروفر کے اہتمامات لگا ہوں سے اوجھل ہوں، تھا اور سب کچھ تھا اور ایسی نہج و آئین پر تھا۔ جس طرح کہ آج ہے مگر سب پر بہیمیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ سب غرض کے بندے بنے ہوئے تھے۔ سب عصیان و عدوان کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ڈرنے والے بھی تھے۔ پریش بھی ہوتی تھی اور پوجا بھی۔ لیکن خدا کی نہیں۔ خالق ارض و سما کی نہیں خود تراشیدہ بتوں کی، آفتاب

و مانتاب کی، کو اکب و ثوابت کی مذہبی پیشواؤں کی۔

۴۔ روم و ایران اس عہد کی نہایت منظم و متمدن سلطنتیں تھیں ان کے خزانے زر و جواہر سے معمور تھے۔ لیکن عوام کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی تھی۔ سلاطین و امرا کو اپنے خزانے بھرنے اور اپنے محافل لینے کے سوا اور کوئی غرض نہ تھی۔ غلاموں کی کثرت تھی اور ان کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک روا رکھے جاتے تھے۔ عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ اخلاق کا کوئی معیار باقی نہ رہا تھا۔ عرب کے اندر خود مکہ معظمہ معمولی نہیں ایک عظیم الشان شہر تھا۔ اس کے اندر بڑے بڑے رؤسا اور لکھ پتی تاجر تھے جن کے پاس دولت کی کوئی کمی نہ تھی اور تجارت نے انہیں بہت متمول اور نارغ البال بنا دیا تھا، اور نہایت ہی مرفہ الحال تھے۔ اب استفادہ کے پیش نظر ہم ملک عرب کا مفصل حال درج کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے قبل عرب کی کیا کیفیت تھی؟

۴۔ ملک عرب

حدود

۱۔ ساری دنیا دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ پُرانی دنیا۔ نئی دنیا، نئی دنیا میں شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا گنے جاتے ہیں۔ پُرانی دنیا تین براعظموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ایشیا۔ افریقہ، یورپ، عرب پُرانی دنیا میں۔ اور پُرانی دنیا میں بھی ایشیا کے مغرب میں ہے جو ایک وسیع جزیرہ نما اور بحیرہ قلم (بحرہ)

لال سمندر یعنی ریڈ سی کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔

۲۔ اس کے غرب میں بحیرہ قلزم۔ شمال میں ترکی و آسٹریا۔ جنوب میں بحر ہند و خلیج عرب و ابناء باب المندب، یہ مشرق میں خلیج فارس ہے۔ اس جزیرہ نما کو عموماً (۴) جغرافیہ دان مثلث بتاتے ہیں۔ اور باب المندب کو اُس کا زاویہ قائمہ ٹہراتے ہیں۔ مگر فی الواقع اس کی صورت بے قاعدہ متوازی الاضلاع کی سی ہے۔ صوبہ عمان کو جو ایران کی طرف ہے اور جس کا دار الحکومت مسقط ہے اگر علیحدہ کر دیا جائے تو ہر دو حصہ مستطیل بن جاتے ہیں۔ ایران، سریا، مصر، حبشہ (البحرین یا ایتی اودیہ) اُس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اس کا مغربی و شمالی کنارہ کنعان ہے جس کو قدیم یونانی زبان میں پونیسیا اور زمانہ متوسط میں فلسطین یا ارض مقدس اور زمانہ حال میں سریا یا شام کہتے ہیں۔ ملا ہوا ہے۔ نہر سویر نے اس ملک کو مصر سے علیحدہ کر دیا ہے، رقبہ اس ملک کا ۱۲۰۰۰۰ میل مربع اور آبادی ۱۶ کروڑ سے زیادہ ہے طول زیادہ سے زیادہ ۱۸۰۰ اور عرض ۱۲۰۰ میل ہے۔

۳۔ پرانے عربی جغرافیہ دان نے عرب کو پانچ حصوں پر منقسم کیا ہے یعنی تھامہ، حجاز، نجد، عروص اور یمن۔ بعض نے باعتبار شادابی اور ویرانی کے تین حصے قائم کئے ہیں۔ یعنی عرب البحر، عرب الوادی اور عرب الشاداب چونکہ عرب البحر سے صوبہ نجد مراد ہے جس کا دار الحکومت عید ہے۔ عرب الوادی میں صوبہ تھامہ و حجاز داخل ہے۔ عرب الشاداب صوبہ یمن میں اور اُس جنوبی حصہ ملک کو کہتے ہیں جو بحر ہند پر واقع ہے۔ تھامہ اور حجاز کا

دارالحکومت مکہ معظمہ اور صوبہ یمن کا صدر مقام صنعاء ہے اور حجازیہ دان
 کھامہ، نجد، عمان، حضرموت، یمن، حجاز چھ صوبہ ملک عرب کے بتائے ہیں
 ۴۔ اس تالیف کا زیادہ تر تعلق عرب الوادی یا صوبہ حجاز و کھامہ سے
 ہے جو حصہ بحرہ احمر کے کنارے کنارے لمبائی میں شام کی سرحد سے شروع
 ہو کر یمن کے صوبہ پر ختم ہوتا ہے، حجاز کہلاتا ہے۔ یمن کا صوبہ بحرہ احمر کے
 کنارے کنارے حجاز سے عدن کی کھاڑی تک پھیلا ہے۔ اور یہ عرب کا
 سب سے ہرا بھرا اور آباد صوبہ ہے۔ اس کے قریب عدن کی کھاڑی کے
 کنارہ پر حضرموت ہے اور عمان کے دریا کے غری کنارے پر عمان اور ایران
 کی کھاڑی کے کنارے پر بحرین اور اس سے ملا ہوا بکامہ ہے اور بیچ ملک
 عراق تک کا حصہ نجد (کھامہ) کہلاتا ہے۔ مشہور بندرگاہ ملک عرب، عدن
 جدہ، قحط، بزرع ہیں بڑے بڑے شہر اس ملک میں کم ہیں۔
 ۵۔ شام کی سرحد سے یمن تک بحرہ احمر کے کنارے کنارے حجاز جزیرہ نما
 عرب کا ایک حصہ ہے اس کے مشرق میں بادیہ العرب و نجد اور غرب میں
 بحرہ احمر (لال سمندر) شمال میں بادیہ العرب۔ جنوب میں یمن ہے۔ یہ حصہ
 عرب میں تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہے۔ یہاں ہی سے اسلام کا ظہور ہوا
 اور یہیں سے تمام عالم میں پھیلا ہے۔ اس کے اہم اور مشہور تین شہر یثرب،
 اور اب بھی ہیں۔ ایک مکہ، دوسرا طائف اور تیسرا یثرب (مدینہ) ہمارے
 پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام (ان پر درود و سلام ہو) کو ان ہی تین شہروں
 سے تعلق تھا۔

۶۔ مکہ کل عرب کا دار الحکومت ہے۔ جو بحر قلزم سے چالیس کوس پر آباد ہے۔ جدہ اس کا بندرگاہ ہے۔ اس کے تین طرف پہاڑ ہیں جو فاران کہلاتے ہیں۔ کوہ سینا (کوہ طور) مشہور پہاڑ شمال کی طرف بحیرہ قلزم کے سرے پر واقع ہے۔ چوتھی سمت جس طرف مدینہ منورہ ہے راستہ صاف ہے۔ پہاڑ کم ہیں۔ ۱۱ لاکھ کی مردم شماری ہے۔ ہر قوم و ملک کے اہل اسلام وہاں نظر آتے ہیں۔ سوائے مسلمانوں کے اور مذہب کا آدمی علانیہ وہاں نہیں جاسکتا آبادی شہر دو میل طویل اور ایک میل عرض ہے۔ بڑے بڑے اس شہر میں ۱۲ محلے ہیں دور دور تک سبزہ کا نام نہیں۔ البتہ مکہ سے ستر میل پر ایک شہر طائف ہے جس میں اچھی پیداوار ہے اور جگہ ہر یاول نظر آتی ہے۔ ۷۔ مکہ سے شمال کی طرف ۲۰ میل پر شہر مدینہ آباد ہے۔ لمبائی چوڑائی کے اعتبار سے یہ شہر مکہ سے آدھا ہے۔ اس کے گرد پیرائے زمانے سے ایک شہر پناہ بنی ہوئی ہے، زمین یہاں کی بھی پھرتی اور ریتی ہے۔ آبادی ۸۰۰۰۰ ہے۔

۸۔ اس جزیرہ کا اکثر حصہ کل رگیستان اور کوہستان ہے اس میں کسی قسم کی زراعت نہیں ہوتی۔ بعض جگہ کے جیسے طائف، موخہ وغیرہ ہے، اس جزیرہ نما کے باشندوں کی گذراوقات گوشت اور دودھ پر اکثر ہے۔ مویشی پالتے ہیں اور کوہستانوں میں چراتے ہیں لیکن سمندر کے رہنے والے تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہیں۔

۴۔ عرب قبل از اسلام

یمن

۱۔ حضرت نوحؑ کے زمانے میں طوفان آیا۔ اور ساری دنیا پانی میں ڈوب گئی۔ اس کے بعد حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی اولاد اس ملک میں آکر رہ پڑی۔ سام کی پانچویں پشت میں ایک لڑکا ہوا جس کا نام قحطان بن عابر بن قینان بن ارمشہد بن سام بن نوح علیہ السلام تھا۔ قحطان کا ایک لڑکا عرب نام ہوا۔ جس نے یمن کو بسایا اور دوسرے بیٹے کا نام برہام تھا اُس نے حجاز کو بسایا۔

۲۔ عرب کی سلطنت قحطان کی اولاد میں رہی اور اسلام کے ظہور کے وقت خاندانِ عدنان میں سلطنت قائم ہوئی۔ یہ عرب کا ایک بڑا خاندان اور قبیلہ ہے۔ قریش اسی کی طرف منسوب ہے۔ قحطان کے بعد اُس کا بیٹا عرب بادشاہ ہوا۔ سب سے پہلے عربی زبان اکی نے بولی ہے۔ پھر اُس کا بیٹا شجعت حاکم ہوا۔ اُس کے لید اُس کا بیٹا عبید شمس حاکم رہا۔ اُس کو سب ابھی کہتے ہیں۔ زمین ماریت میں اُس نے ایک سد بنا لی تھی۔ اُس سے ستر نہر بن گئی ہیں پھر اُس کا بیٹا حمیر مالک ہوا۔ غرض قحطان کی اولاد اسی طرح نسل بعد نسل چلی آئی، یہاں تک کہ اسی سلسلہ سلطنت سے یمنی بن تشریحیل بن مالک حاکم ہوئی۔ اور یمن میں حکومت کی۔

۳۔ بعدہ خاندانِ قحطان سے یمن میں دونوں حاکم ہوا۔ یہودی مذہب

رکھتا تھا۔ مسیحی دین مٹاتا تھا۔ جو شخص ملت یہودی میں داخل نہیں ہوتا تھا
 اُس کو آگ کی خندق میں ڈال دیتا تھا۔ اس لئے اُس کو اخذ و دیکھتے ہیں
 پھر زو جہن مالک ہوا۔ اس خاندان سلطنت سے یہ آخری بادشاہ تھا۔
 ۲۳۰ برس تک اُس کے خاندان میں حکومت رہی اور اس مدت میں
 ۳۶ بادشاہ ہوئے زان بعد یمن میں حبشیوں اور آٹھ پارسیوں نے
 حکومت کی، پھر اسلام آیا۔ اور اہل یمن مسلمان ہو گئے۔

(۲) حیرہ

حیرہ بھی عرب کی عزمین ہے جس کا ذکر احادیث میں ہے اس زمین
 میں اول بادشاہ مالک بن ہنم ہوا ہے۔ یہ شخص بھی عرب بن قحطان کی اولاد
 سے ہے۔ اکابرہ سے پہلے ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے وقت میں
 منذر بن نعمان مالک بادشاہ ہوا۔ اور حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کو فتح کر لیا

۴۔ اقوام عرب کی ضلالت اور گمراہی

۱۔ عرب پہلے علم و ہنر سے خالی تھا۔ لکھنا پڑھنا بھی سینکڑوں میں سے
 کوئی جانتا تھا، افلاس کی کوئی انتہا نہ تھی۔ قزاقی، چوری، قتل اور زنا و شراب
 خوری کی بھی کوئی حد نہ تھی۔ شہوت پرستی یہاں تک تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ
 کی بیویوں کو بھی تصرف میں لانا تھا۔ سنگدلی کی یہ نسبت تھی کہ معصوم بچوں
 کو زندہ دفن کر دیا ایک عام بات تھی۔ سینکڑوں معبود اور سینکڑوں جنتوں کے
 پوجتے تھے۔ رمالوں کا ہنوں، عیاروں کے کرشمے ہر وقت پیش نظر تھے۔

اور اُن پر ایمان تھا۔ قابلِ شگون پر مستقر و اقامت منحصر تھے گندے اور میلے وحشی بنے ہوئے تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت حالت تھی۔

۲۔ گو پہلے عرب میں شاہانِ مین کے ذریعہ شائستگی ہوئی ہوگی اور علوم بہتر کی چمک اُن پر پڑی ہوگی مگر اُس وقت تو چاروں طرف جہالت کی گھٹائیں چھپائی ہوئی تھیں۔ ملتِ ابراہیمیہ بالکل مٹ گئی تھی اور اسی طرح تمام مذاہب اور جمیع اقوام کی حالت تھی۔ مجوس کا مذہب جو کچھ ہو، مگر شہوت پرستی اور عنصر پرستی کا مجموعہ رہ گیا تھا۔ اسی طرح اہل کتاب کی حالت خراب تھی۔ یہود توریت اور انبیاء علیہ السلام کے اصل صحیفے کھو بیٹھے تھے صرف کچھ مضامین اصل کتابوں کے باقی، قصص و حکایات یا مذہبی دستور تھے جن کو توریت و صحفِ انبیاء کہتے تھے۔

۲۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ اپنی کھیتی اور چار پاؤں کو بتوں کے نام پر چڑھاتے تھے اور اُس کو اچھوتا کہتے تھے۔ اور بجز بجا رہوں کے اور کسی کو کھلانا درست نہ سمجھتے تھے۔ عورتوں کو بھی کھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اور ان جانوروں پر تعظیماً سوار ہونا بھی بُرا اور حرام جانتے تھے، جانوروں پر بوقت ذبح اللہ کا نام بھی نہ لیتے تھے۔ بلکہ بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے۔ اور ان کو کسی کارِ خیر میں صرف نہ کرتے تھے۔ اور اس فعل کو خدا کا حکم سمجھتے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ اگر حاملہ جانور کے پیٹ سے زندہ بچہ پیدا ہوتا تو اُس کو خالص اپنے مردوں کے لئے حلال جانتے تھے اور عورتوں پر

اُس کا کھانا حرام کر رکھا تھا۔ اگر مردہ پیدا ہوتا تو اُس کے کھانے میں سب
زن و مرد شریک ہوتے۔ غرض کہ اُن ناپاک باتوں میں سب سے بُری
بات اولاد کا قتل ہے۔

۵۔ مذاہب

مذاہب کا یہ حال تھا کہ گو بعض اشخاص موحّد موجود تھے اور نیز حضرت
ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ وغیرہ انبیاء کو مانتے تھے مگر تاہم ہر ایک کا میلان بُت
پرستی کی طرف تھا۔ ۳۱۵ قبل ہجرت عمر بن یحییٰ نے شام سے ہیل۔ اساقہ
و نائلہ بتوں کو اپنی ہمراہ لاکر اول مقام زمزم میں رکھا لیکن آخر میں وہ داخل
خانہ کعبہ کر لئے گئے۔ رفتہ رفتہ ہر ایک قبیلہ اور خاندان کا بُت اور معبود جدا جدا
ہو گیا۔ سال کے دنوں کے اعتبار پر ۳۶۰ بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ حرم اور
کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ قبیلہ خزرج کا میلان لامذہبی کی طرف ہی ہوتا تھا
قبیلہ ربیعہ اور عسائینہ نے عیسائی دین اختیار کر لیا تھا۔ حمیری بنی کنانہ بنی الحارث
اور کنذہ قبائل موسوی اور بنی تمیم محسوس ہو گئے تھے اور علاوہ بُت پرستی کے
اجرام فلکی کی پرستش بھی ہوتی تھی ہر ایک ادنیٰ بات کو باعث خیر و شر کا سمجھا
کرتے تھے اور اسی وجہ سے اور بہت سی باتوں پر تغافل کیا کرتے تھے۔

۶۔ اہل عرب

۱۔ عرب عموماً دو طرح پر آباد ہے۔ یعنی اہل بدر اور اہل دیر۔ اہل بدر
وہ ہیں جو دیہات اور قصبہات میں مل کر آباد ہو گئے تھے۔ ان ہی پر ملوک یا سلاطین
عرب حکمرانی کرتے تھے۔ اور ان ہی عرب نے تجارت و زراعت کا پیشہ اختیار کیا تھا

باغ و باڑی لگاتے اور تجارت کرتے تھے۔ تجارت کے واسطے دوسرے ملکوں میں جاتے تھے چنانچہ قریش حجاز ہر سال میں ایک مرتبہ شام اور ایک مرتبہ بمین کا سفر کرتے اور خرید و فروخت مال کی کیا کرتے تھے۔ ان وجوہ سے ان میں صنعت اور کاشتکاری کرنے والے بھی موجود تھے۔

۲۔ دوسرا گروہ عربوں کا وہ تھا جو اہل ویر تھے جن کو بادیہ نشین یا بدو کہا جاتا ہے۔ ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ پہاڑوں کے دامنوں، جنگلوں اور جہاں ان کی مویشی کے واسطے پانی میسر آسکتا تھا جھونپڑیوں میں بسر کیا کرتے تھے۔ اس فرقہ کا میلان تجارت یا صنعت کی طرف مطلق نہ تھا۔ ان کے خیوں کا مقصد صرف دھوپ کی گرمی سے اپنے آپ کو بچانا تھا۔ خیمہ صرف ایک کبل کا ہوتا تھا جو اونٹ، دنبہ، بکری، یا گھوڑی کے بالوں سے بنایا جاتا تھا۔ جھونپڑی کھجور کے پتوں یا بعض گھانس سے بنائی جاتی تھی۔ سفر کی مشکلات کی برداشت کرنی اور گرمی کے وقتوں میں بھی پایادہ، اونٹ یا گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے میں بڑے مشاق اور باہر تھے۔ دھوپ گرمی کی انہیں بالکل پروا نہیں ہوتی تھی۔

۳۔ قحط ابراہیم

۱۔ آدم کی اولاد میں مشہور پیغمبر حضرت نوحؑ اور نوحؑ کی اولاد میں ابراہیمؑ سب سے بڑے پیغمبر ہوئے۔ یہ عراق کے ملک میں پیدا ہوئے اور وہیں بڑھے اور جوان ہوئے۔ اُس وقت عراق کے لوگ، چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب یہ دیکھا تو دل میں غور کیا کہ یہ سنا سے خدا ہو سکتے ہیں؟ لیکن جیسے ہی رات ختم ہو کر صبح کا ترکا ہونے لگا

سنا سے جھللائے لگے۔ اور جب سورج نکلا تو وہ بالکل نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ پکار اُٹھے کہ ایسی فانی بہتیاں سے تو میں دل نہیں لگانا پھر رات آئی اور چاند پر نظر پڑی تو خیال کیا کہ شاید اس روشنی میں خدائی کا جلوہ ہو۔ لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو بول اُٹھے کہ میرے پروردگار نے اگر مجھے راہ نہ دکھائی تو مجھے سچائی کا راستہ کبھی نہ مل سکے گا۔ اب خیال ہوا کہ اچھا سورج کی روشنی تو سب سے بڑھ کر ہے کیا یہ ہمارا دیوتا نہیں ہو سکتا؟ لیکن شام کی تاریکی نے اس بڑی روشنی کو بھی بجھا دیا۔ تب اُن کے دل سے آواز آئی کہ میرے پروردگار کا نور تو وہ نور ہے جس کو اندھیرا نہیں۔ میں اسی خدا کو ماننا ہوں جس نے آسمان اور زمین اور اُن کے جلووں کو پیدا کیا۔ پھر لوگوں سے پکار کر کہا کہ میں تمہارے مشرکانہ دین کو چھوڑتا ہوں اور ہر طرف سے مڑ کر اُس ایک خدا سے برحق کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ خدا نے اُن کو پیغمبر بنایا اور آسمان و زمین کی حقیقتوں کے دفتر اُن کے سامنے کھول دیئے اور دنیا میں توحید کا پیغام سنانے کے لئے اُن کو مامور کیا۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ نے عراق سے شام اور مصر کے ملکوں کی طرف رخ کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو توحید و خدا کو ایک ماننا اور کہنا کا وعظ سنایا۔ اور جب کہیں یہ آواز سنی نہ گئی تو عرب کے صوبہ حجاز میں چلے آئے۔ یہاں اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو دو بیٹے دیئے، بڑے کا نام اسمعیلؑ اور چھوٹے کا نام اسحاقؑ رکھا اسحاق کو شام کے ملک میں اور اسمعیلؑ کو حجاز کی زمین میں آباد کیا۔ خدا نے اسمعیلؑ کے گھر کو بزرگی بخشی اور حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حجاز کی زمین میں

ایک مقام پر ہماری عبادت کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے ایک گھر بناؤ۔
 اور اُس گھر (کعبہ) کی خدمت کے لئے اپنے لڑکے اسمعیلؑ کو اُس مقام پر
 آباد کرو۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت اسمعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ نے
 مل کر خدا کے اُس گھر کو کھڑا کیا۔ اُس گھر کا نام کعبہ اور بیت اللہ یعنی خدا کا گھر
 رکھا گیا۔ حضرت اسمعیلؑ کی اولاد بھی یہیں رہنے لگی اور اس مقام کا نام مکہ رکھا
 حضرت اسمعیلؑ کا گھر اُس شہر میں جس کا نام مکہ پڑا تھا آباد رہا۔ حضرت اسمعیلؑ
 ابو عرب، جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا لقب ذبیح اللہ ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر خانہ کعبہ کو آباد کر کے ایسا شرف بخشا کہ قیامت تک
 کے لئے آپ کا نام روشن کر دیا۔

۳۔ سینکڑوں برس گزرنے کے بعد عرب کے لوگ دوسری قوموں کی دیکھا
 دیکھی ایسے خدا کو چھوڑ کر مٹی اور پتھر کی عجیب عجیب شکلیں بناتے اور کہنے لگے
 کہ یہی ہمارے خدا ہیں چنانچہ ہر قبیلے کے بت کا جدا جدا نام بھی رکھ چھوڑا تھا
 مثلاً کہتے ہیں جو سب سے بڑا بت تھا۔ اُس کا نام ہبل تھا۔ متعاً صفایں
 آساف۔ مروہ میں نائلہ، طائف میں لات تھا۔ قبیلہ قریش کے بت کا نام
 عزیٰ اور اوہن اور خزرج کے قبیلوں کے بت کا نام منات تھا۔

۴۔ کہتے ہیں کہ منات کو اہل ہند نے زمانہ ظہور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 خانہ کعبہ سے لاکر سو منات کے مندر واقع گجرات (ہندوستان) میں رکھا تھا
 ۱۲۴۷ء مطابق ۱۲۴۷ء میں سلطان محمود غزنوی نے اس مورتی کو توڑا۔ اور ایک
 ٹکڑا اُس بت کا اپنے ساتھ غزنی لے گیا جو غزنی کی جامع مسجد کی سیڑھی میں

لگایا گیا۔

اُس زمانہ میں بعض فرستے بالکل دہریے تھے۔ یعنی خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا موجزن ہوا اور پیغمبر خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ایک آن کی آن میں سائے ملک کی کایا لپ ڈی

اقوام عرب کی فصاحت و بلاغت

۱۔ عرب میں صرف علم اس قدر تھا کہ اپنے نسب نامے اور باپ دادا کی تاریخ سے پوری پوری واقفیت رکھتے تھے۔ خوالوں کی تعبیر بیان کرتے تھے۔ جانوروں کی آواز اور ان کی پرواز سے ہر کام کا شگون لیتے تھے۔ البتہ شروع اسلام اور اس سے قبل ہر پہلے ان لوگوں میں فصاحت اور بلاغت کا بہت چرچا تھا۔ اور انہیں انہوں نے ایسا کمال پیدا کیا تھا کہ فصیح صاحب تقریر اپنے کلام کی تاثیر سے لوگوں کے دلوں کو جید ہرچاہتا تھا اور ہر پھیر دیتا تھا۔ یہ جو ہر انسان میں خدا داد تھا شریف خاندانوں کے بچے یہ جو ہر ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوتے تھے۔ لڑائی کے میدانوں میں جب یہ لوگ رجز خوانی کرتے تو مخالفوں کے جی چھوٹ جاتے جب اپنے مقتولوں کی لاشوں پر نوحہ کرنے تو سننے والوں کے آنسو نکل پڑتے۔ جب اپنے قبیلے کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرتے، تو ہزاروں کے دل ادھر سے ادھر پھیر دیتے تھے۔

کاہن یا راجہ

بڑے بڑے سن رسیدہ بوڑھے دنیا اور دنیا کی لذتوں کو ترک کر کے جنگوں

پہاڑوں یا عبادت گاہوں میں جا بیٹھے تھے۔ غیب دانی کے دعوے کرتے تھے اور لوگوں کے سامنے پیشین گوئیاں بیان کرتے انہیں دھوکے کے حال میں بھیساتے تھے یہ لوگ کاسن یا راجست کہلاتے تھے۔

قریش

اسماعیلؑ کے گھرانے کے آدمی بہت سے خاندانوں اور قبیلہ میں بٹ گئے تھے ان میں ایک مشہور قبیلہ کا نام قریش تھا۔ یہ خاص مکہ میں آباد اور کعبہ کا متولی تھا۔ دورِ دور سے کعبہ کے حج کے جو لوگ آتے جن کو حاجی کہتے ہیں ان کو ٹہرانا، کھانا کھلانا، پانی پنانا اور کعبہ شریف کے دوسرے کاموں کی دیکھ بھال اسی قبیلہ کے ہاتھوں میں تھی۔ اس لئے یہ قبیلہ سراسر عرب میں ہجرت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ اسی قبیلہ کے اکثر آدمی تجارت اور سوداگری کا پیشہ کرتے تھے۔

بنی ہاشم

قریش کے قبیلہ میں کئی بڑے بڑے خاندان تھے۔ ان میں سے ایک بنی ہاشم تھے۔ یہ ہاشم کی اولاد تھے۔ ہاشم اس خاندان کے بڑے ناٹی گرامی شخص تھے۔ جو حاجیوں کو دل کھول کر کھانا کھلاتے تھے۔ یہ ایک طرح سے مکہ کے امیر تھے۔ ہاشم (جن کا مفصل ذکر آگے آئے گا) نے اپنی شادی یثرب (مدینہ منورہ) کے شہر میں بنو نجار کے خاندان میں کی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اصلی نام "تو" تھیں مگر شہرت عبدالمطلب کے نام سے ہوئی۔

مکہ کی مذہبی و اخلاقی حالت

ایام جاہلیت کے مکہ کا ذکر آتا ہے تو فرزندِ توحید بالعموم یہ تصور قائم کر لیتے ہیں کہ اس کی حالت اس عہد کے ایک قصبہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور لوگ بالعموم دیہاتی زندگی بسر کرتے ہوں گے، انہیں ہرگز نہیں۔ ارضِ عرب کا یہ ایک واحد عظیم الشان اور دولت مند شہر تھا، ہونا چاہیے تھا اس لئے کہ یہاں کے تمام خاص و عام کا شغل معاش تجارت تھا۔ اور تاجر قوم کبھی مفلس و غریب نہیں رہ سکتی۔ پھر مکہ کی جائے وقوع بھی تجارتی اعتبار سے بہت اہم تھی۔ اس کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں دولت مند اور زرخیز ممالک شام اور ایشیائے کوچک، یمن و بحرین، مصر و سوڈان، عراق و ایران واقع تھے۔ ان سب میں ہر فاصلِ عرب کے بے آب و گیاہ ریگزار تھے، جس کی تمازت اور گرمی ان ممالک اطراف کے لوگ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ان کے لئے ریگ اور حدت کے اس سمندر کو عبور کرنا غیر ممکن تھا۔ اور وہ باہمی تجارت کے لئے عربوں کے محتاج تھے۔

عرب میں صرف ایک مکہ ہی وہ مقام تھا جس کے حوصلہ مند فرزند ایک ملک سے مال خرید کر دوسرے ملک میں لے جاتے اور اسے بڑے نفع کے ساتھ فروخت کرتے تھے۔ ساتھ ہی وہ اپنی ملکی اشیاء بھی شام و یمن میں کثیر نفع پر فروخت کرتے تھے۔ یہاں کا چمڑا تمام دنیا میں بہتر اور اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ غرض اس تجارت اور اجارہ داری نے باشندگانِ مکہ کو مالا مال بنا رکھا تھا اور اس شہر کے اندر زرو دولت کا دریا بہہ رہا تھا۔ اور لوگ بڑی فارغ البالی کی زندگی

بسر کر رہے تھے۔ ہر قسم کی راحتیں اور فراغتیں انہیں نصیب کھتی تھیں اس غیر معمولی
عیش اور تنعم اور نسلی ہشرف و عظمت نے انہیں بہت مغرور و سخت دل بنا دیا۔
دولت کثیر ہو اور کسی کا ڈر نہ ہو تو انسان کا توازن دماغی قائم نہیں رہتا۔ اور وہ
دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

اسی وجہ سے صد ہا اخلاقی عیوب بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ عربوں کے
اندر کوئی بد اخلاقی ایسی نہ تھی جو موجود نہ ہو۔ سبیلی ماؤں سے شادی کرنا، نرکیا
کو زندہ دفن کرنا، باہمی جنگ و جدال۔ نسلی غرور و تکبر، زنا بے حیائی و بے شرمی
میخواری و قمار بازی، اُبت پرستی و بے کس آزادی تمام عیوب ان کے اندر موجود تھے
اور اخلاقی و مذہبی اعتبار سے اُن پر ایک موت طاری تھی۔ اور ایک عرب کیا پوری
دُنیا کی یہی حالت تھی۔ غم و نامرادی کی فریادوں، مظلوموں و بے کسوں کی چیخوں
اور اندوہ و کرب کی صدائے دل سے گنبد افلاک پڑا گونج رہا تھا۔ تیامی کی آپہں
بیواؤں کا شیون اور ضعفا کے نالے عرش الہی کو جنبش میں لائے تھے۔ ناموس
السانیت بیچ کھیت پڑی لٹ رہی تھی۔ ہر طرف فتنہ خیزیوں اور ہر طرف آتش
خیزیوں تھیں کہ یکایک غیرت حق کو حرکت ہوئی اتنی عالم پر ایک چمک پیدا ہوئی
اور آفاقی عالم، ماوانے انسانیت اور ملجائے مظلومیت حضور نبی کریم علیہ السلام
والتسلیم ایک نوید مسرت اور پیغام راحت بن کر پیدا ہوئے۔ اُس آفتابِ ہدایت
کا طلوع ہونا تھا کہ ربع سکون پر روشنی پھیل گئی صیروں کی تھجالی ہوئی ظلمتیں
معدوم ہو گئیں، غنچے کھل گئے، پھول مہکنے لگے سمجھیں منور ہو گئیں۔ کائنات
انسانی میں مسرت و انتہاج کی لہریں دوڑ گئیں۔ قمر و سرکشی کے اُمڈے ہوئے

سیلاب کھٹم گئے۔ عصیان و عدوان کی آندھیاں کھم گئیں۔ چمنستانِ سعادت میں بہاریں کھلنے لگیں۔ رشد و ہدایت کا چشمہ ابلا اور پرتوِ قدس سے اخلاقِ انسا کا دریا اُمڈا اور بُتِ کدوں میں کہرام مچ گیا۔ مشرق و متن کے دفتر اُلٹ گئے۔ اور شیاطینِ عالم کے تختِ اوندھے ہو گئے۔

گلہ بانیِ عالم کا دیباچہ

بکریاں چرانا اُس عہد میں ایک مشرفانہ کا سمجھا جاتا تھا۔ سرِ ولیم میوز کو اس میں لپٹی کی بُرائی ہے۔ لیکن انہیں کون بتائے کہ اُس عہد میں ولید بن مغیرہ اور عاصم بن داہل جیسے لکھ پتی اور روسائے عرب کے بیٹوں نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ اور انبیائے عظام کا یہ پیشہ ابتدا سے چلا آیا ہے اور یہ گلہ بانیِ عالم کا دیباچہ تھی۔

بحیرہِ راہب

بحیرہِ راہب اُس عہد کا ایک صاحبِ باطن عارف تھا۔ اس وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نافذ تھی۔ وہی دینِ مقبول بارگاہِ دین تھا۔ اُس میں اولیاء بھی موجود تھے۔ بحرہ بھی یقیناً اولیائے امت عیسوی سے تھا۔ اُسکی چشمِ باطن کھلی ہوئی تھی جس سے اُس نے شجرِ حرج کو سر بسجود دیکھ لیا اور اندازہ کر لیا کہ جس پیغمبر کے ورود کی بشارت و خبر انجیل میں دی جا چکی ہے وہ یہی مقدس بچہ ہے جو ختم المرسلین ہے اور جو کچھ اُس نے کہا تھا۔ اٹھائیس سال کی مدت منقضى ہونے کے بعد وہی بحیرہ وقوع پذیر ہوا۔

نجاشی

نجاشی ملک حبش کا زیر دست، اور اہل دہلی بادشاہ تھا۔ غاشیہ حکم کو
دوش ہوش رکھ کر مثل غلامانِ کمترین بارگاہِ رسالت کاتبِ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ادنیٰ ترین خادم بن گیا

ابوہریرہؓ

کعبہ ایک تکرہ کی صورت ضرور اختیار کئے ہوئے تھا مگر یہ گھر حضرت
خلیل اللہ کے مقدس ہاتھوں سے تیار کیا ہوا تھا۔ قریش حضرت ابراہیمؑ کی
نسل میں تھے وہ تو اس کی جو کچھ قدر کرتے وہ تو کرتے ہی۔ عام قبائل عرب بھی
اس کا احترام کرتے اور ہزاروں کی تعداد میں ہر طرف سے لوگ اس کی زیارت و
حج کے لئے آتے رہتے تھے اور اسے تقدس عام کا درجہ حاصل تھا۔

ابوہریرہؓ بادشاہ حبش کا خراج گزار گورنر بن گیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ چہا
جانب سے ایام حج میں لوگ ہوق در ہوق خانہ کعبہ جاتے ہیں اور بڑے سے بڑا
کام بھی اس مبارک فرض کے سامنے پس پشت ڈال دیتے ہیں، تو حاسد حسد کی
آگ میں جل بچھا اور کعبہ کی توقیر و مرکزیت دیکھ کر بھڑان میں ایک عظیم الشان
عبادت خانہ بنوانے کا حکم دیا کہ اس سے بہتر ایک قصر عالی تعمیر ہو جس کے
تکلف، آرائش اور زیب و زینت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا جائے۔ اس کے
گرد چہر چھوٹے چھوٹے قصر بھی بنائے جائیں اور ضروری سامان سے سجائے جائیں حکم
کی تعمیل شروع ہوئی۔ اور مختصر وقت کا عرصہ میں وہ قصر اور اس کے متعلق عمارتیں
تیار ہو گئیں۔ ابوہریرہؓ بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ بجائے خانہ کعبہ جاتے کے لوگ ہمارے

اس قصرِ عالی کا طواف کرنے آیا کریں۔ اس حکم کی تعمیل کون کرتا۔ اہلِ عرب اور خصوصاً قریش کو بہت ہی ناگوار ہوا۔ جب اُس کے من مانے کعبہ کا طواف کرنے کوئی بھی نہ آیا اور کامیابی نظر نہ آئی تو حسد کی آگ میں جل بجھا۔

ایک دن اتفاق سے ایک عرب یمن میں پہنچا اور اُس کے قصرِ عالی کے تمام پُر تکلف مقامات پر بگ کر چلا گیا۔ ابرہہ نے جب یہ سنا اور مجرم کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا یہ ایک عرب کا کام تھا۔ پھر کیا تھا، بے حیا ابرہہ سرِ پاشغلہ آتش بن گیا اور خانہ کعبہ کے شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تیاری لشکر ہی میں مصروف تھا کہ ایک نیا گل کھلا۔ اہلِ حرم کا ایک قافلہ حیب اتفاق سے اُس قصرِ عالی کے قریب ایک رات شبِ بانش ہوا۔ صبح جب قافلہ والے چلنے لگے تو آگ جلائی اور اُس کی روشنی میں گری پڑی چیزیں اٹھانے لگے۔ خداوند قضا و قدر کے حکم سے تیز ہوا چلنے لگی اور آگ کی کچھ چنگاریاں اڑ کر اُس شیطانی قصر میں جا گریں۔ پھر کیا رکھا تھا۔ آنا فانا سارا قصر معہ سامان جل کر خاک ہو گیا۔ جو عمارت بچی بھی وہ اس قدر سیاہ ہو گئی کہ شاید شبِ دیو بھی ایسی نہ ہوتی ہو۔ اہلِ قافلہ یہ ہوشِ رُبا سا نہ دیکھ کر ڈر گئے۔ اور کھام کھام بھاگتے ہوئے دور نکل کر دشمنوں کی زد سے محفوظ ہو گئے۔ ابرہہ یہ سن کر سن ہو گیا اور چھان بین کے بعد حیب یہ معلوم ہوا کہ یہ کام انہیں اہلِ قافلہ کا تھا تو غصے سے بقیاب ہو گیا فوراً لشکر تیار کرایا۔ بارہ ہاتھی جن میں ایک کا نام محمود تھا، ساتھ لے اور خانہ کعبہ پر چڑھ دوڑا۔ ہر چند اُس خدا کے دشمن کو راہ میں اہلِ قریات نے روکا۔ اُس کا نقصان دینے کو کہا مگر ایک نہ سُنی۔ یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب جا پہنچا

اور دادی محترم میں خانہ کعبہ سے پانچ کوس ہٹ کر عرفات کے راستے پر ڈیرے ڈال دیئے۔ جب یہ وحشت ناک خبر مکہ میں پہنچی تو کل اہل لیاں شہر ڈر کے دار خانہ کعبہ سے بھاگ بھاگ کر مختلف پہاڑیوں پر جا چڑھے لیکن آفا سے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ بزرگوار حضرت عبدالمطلب وہیں ٹہرے اور تائبہ غنیمی کا انتظار کرتے رہے۔

جب ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کے لئے قدم بڑھایا تو جدہ کی طرف سے (جو سمندر کی ایک بندرگاہ ہے) بہت سی سبز چڑیاں اڑتی ہوئی اُس پر سے باندھ ہوئے ابرہہ اور اُس کے لشکر کی طرف آئیں۔ ہر چڑیا کے پاس تین تین کنکر کھتے۔ ایک ایک پونچوں اور دو دونوں پونچوں میں دبائے کھتے۔ جب اُس لشکر پر پہنچی تو فوراً کنکریاں پھینکنی شروع کیں۔ ایک ایک کنکری کی تاثیر بڑے بڑے خوفناک گولوں کے برابر ثابت ہوئی۔ کنکریاں اہل فوج کے سروں پر پڑتی کھتیں اور مثل تیر شہاب۔ ٹانگوں کے بیچ سے نکل جاتی کھتیں۔ دم بھر میں سارا لشکر فی النار ہو گیا۔ خدا نے ابرہہ کو اس سے پہلے ایک تنبیہ بھی فرمائی تھی کہ وہ اس ارادہ فاسد سے باز آجائے مگر اُس کے سر پر شیطان سوار تھا قدرت کی نشانیوں کی ذرا پروا نہ کی۔ صورت یہ تھی کہ جب حملے کے لئے یہ لوگ آگے بڑھے تو محمود ابرہہ کی سواری کا ہاتھی زمین میں گر گیا۔ قدم نہ بڑھاسکا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھیوں نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے۔ بڑی کوشش کے باوجود بھی کوئی ہاتھی نہ بڑھا۔ چاہئے تھا کہ ابرہہ اُس سے سبق لیتا تو بہ کرتا، پلٹ جاتا، مگر اس کے خلاف اُس نے فیل بانوں کو دھمکاتے ہوئے کہا، تم چاہتے ہو

کہ میں خانہ کعبہ کا معتقد ہو جاؤں۔ لیکن مطمئن رہو کہ میرا ارادہ بدلنے والا اور میں
 واپس پلٹنے والا نہیں۔ یہ آخری لفظ اُس کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ چڑیوں نے
 کنکریوں کی بوچھار کی اور معہ شکر کی غیر کو دار کو پہنچا۔ مذکورہ کنکریاں زمانہ نبوت تک
 موجود تھیں۔ بلکہ اُس کے ایک عرصہ بعد تک لوگوں کے گھروں میں پائی جاتی تھیں
 جو انہوں نے عبرت کے لئے رکھ چھوڑی تھیں۔ بہت سے صحابہ کرام نے وہ
 کنکریاں دیکھی تھیں۔ اس قصے کے پچپن روز بعد آقائے نامدار رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں خاکدان میں تشریف لائے۔
 ہم نے مناسب خیال کر کے یہ واقعہ تفسیر عزیزی سے نقل کیا ہے جو
 تاریخ سے بھی زیادہ معتبر ہے۔

سورۃ فیل

سورۃ فیل مکی ہے تیس کلے ۹۹ حروف

السمتر کیتف فحل کرٹلٹ	کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے
یا صاحب الفیل السم یجھل کتدھم	ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ ان کا داؤں غلط اور
فی تضلیل وازسل علیہم طیر اباہل	بیکار نہیں کر دیا اور ان پر غول کے غول اڑتے ہوئے
نومہم یجھارۃ من سجیل فجعلہم	جانور نہ بھی رہے۔ وہ جانور ان لشکر والوں کو کنکریوں
کغضیف ما کرل ہ	سے مارتے تھے پھر ان لشکر والوں کو کھائے
	ہوئے تھیں کے مانند کر دیا۔

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس مبارک سورۃ کی تفسیر بھی نہایت شد و مد
 کے ساتھ پوری وضاحت سے فرمائی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ولادت باد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دنوں پہلے یہ واقعہ رونما ہوا تھا۔ اور یہ برکت
 نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اس بڑے فتنہ کا سد باب کر دیا تھا
 یہ سورہ اس لئے نازل فرمائی کہ کفار قریش اس عینی شہادت کے دیکھتے ہوئے
 تو حضور اکرمؐ پر ایمان لے آئیں۔ اس سورۃ کا گہرا تعلق قریب ولادت حضور
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لہذا عبرت اور نصیحت کے لئے یہ سورہ نازل
 فرمائی گئی۔

فارقلیط

یہ کس زبان کا لفظ ہے۔ اس میں کس قدر اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں
 کہ زبان خلدیہ کا لفظ ہے جو ہائل اور اس کے اطراف کی زبان تھی اور اسی کو
 کلدیہ یا کلدانی بھی کہتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ اس لئے کہ یہ بشارت
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی تھی اور یہ مسلم ہے کہ
 حضرت کی زبان عبرانی تھی جو ملک یہودیہ کی زبان ہے۔ آپ کو کلدانی لفظ
 بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر یہ ممکن ہے کہ کلدانیوں کے غلبہ سے اور بنی اسرائیل
 کے مدت دراز ان میں رہنے سے اس زبان کے الفاظ بھی عبرانی میں شامل
 ہو گئے ہوں۔ جیسا کہ اور زبان میں اختلاط ہوا اور ہوتا رہتا ہے۔ اس تقریر
 پر یہ لفظ خاص حضرت کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔ پھر یونانی میں یا تو اس کا
 ترجمہ پیرکلوٹس کیا گیا یا اخیر کر کے ایبا گیا جس کے معنی احمد کے ہیں۔ لیباش
 اسی کے قائل ہیں، جو عیسائیوں میں مسلم الثبوت مانے گئے ہیں۔ دوسرا

قول یہ ہے کہ یہ سریانی لفظ ہے۔ یعنی ملک سریا یا شام کی زبان کا تفسیر یہ کہ یہ عربی لفظ ہے۔ بشب مذکور ان دونوں قولوں کو بھی مانتے ہیں مگر زبان عرب میں اس کا پتہ نہیں معلوم ہوتا۔

چوتھا قول وہ ہے کہ جس کو فاضل محقق مولوی رحمتہ اللہ نے اپنی کتاب اظہار الحق میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے عبرانی زبان میں پیشین گوئی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص نام احمد لیا۔ مگر جب اس کا یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو اس کے ہم معنی لفظ پیرکلوٹوس ذکر کیا جس کا معرب فارقلیط ہوا۔ اور یونانی زبان میں پیرکلوٹوس ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ سینڈ جروم نے جب انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان میں لکھنا شروع کیا تو پیرکلوٹوس کی جگہ پاراکلوس لکھ دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کتاب سے نقل کیا تھا پیرکلوٹوس تھا۔ دستی تحریروں کا ضائع ہونا اس گمان کی اور بھی مدد کرتا ہے اور لفظ پیرکلوٹوس صومر وغیرہ شعراء و فضلاء کے استعمال میں بھی آیا ہے جس کے معنی ستودہ کے ہیں جو محمد یا احمد کا تحفیک ہم معنی ہیں۔ یوحنا نے انجیل کی ۱۷ فصل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا فارقلیط

وہی ہے جس کو میرا باپ آخری زمانہ میں بھیجے گا۔ وہ تم کو ہر چیز سے خبردار

کرے گا۔ سو سوائے ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کوئی مقصود نہیں ہو سکتا۔ آپ ہی سے تمام اسرار الہیہ کو صغہ عالم پر شائع کیا۔ آپ پر قرآن مجید کی وحی نازل ہوئی جس میں تمام علوم اولین و آخرین کے مخزون ہیں بے کم و کاست اس میں سب چیزوں کا بیان ہے چنانچہ

خداوند نے اپنی کتاب ازلی میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ کوئی بتا دے کہ بعد
حضرت عیسیٰؑ کے کوئسا نبی اس دھوم دھام اور عز و شان سے مبعوث ہوا
یوحنا کی انجیل کے ۱۴ فصل میں لکھا ہے کہ ”مسیح نے فرمایا کہ میرا باپ
فارقلیط پہنچنے والا ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہے گا۔ راستبازی
کے تم کو راز بتا دے گا۔ حوادث اور امور غیبی کی تم کو اطلاع دے گا“ متواتر
چیزوں سے یہ امر یقینی ہے کہ یہ صفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔
بجز اس شخص کے جو خدا کے دروازہ حجت سے لٹکارنے آگیا ہو۔ آپ کی
ان صفات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آپ ہی کی یہ صفت تھی کہ اپنی نفسانی
رغبت سے کوئی بات نہ کرتے تھے۔ جس کی شہادت قرآن میں بھی ہے۔ آپ کا
غیبات اور حوادث سے اطلاع دنیا ایک وسیع بات ہے۔ بہت سی کتابیں
اس امر میں تصنیف کی گئی ہیں اور ایک ناپید کنار سمندر ہے۔
امام حجتہ الاسلام ابوالفضل نے ایک مستقل کتاب میں اس کو تفصیلاً لکھا
ہے وہ بالکل کافی ہے اور ارباب بعیرت اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔
اب رہا انبیائے سابقین سے اس کا ثبوت منجملہ اس کے زبور کی ۷۲ فصل میں
حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ

”وہ اس سمندر سے اس سمندر تک فیصلہ کرے گا۔ نہروں سے انتہائی
”زمین تک وہ مالک ہوگا۔ جزیروں اور مین کے بادشاہ اس کے پاس
بدیہ لائیں گے۔ بادشاہ اس کو سجدہ کریں گے۔ خود سرنگوں ہو جائیں گے
ہر وقت اس پر درود بھیجا جائے گا۔ ہر روز اس کی برکتیں

پھیلتی جائیں گی۔ مدینہ سے اُس کی روشنی چمکے گی۔ اس کا ذکر
ابد الابد تک رہے گا۔ اس کا نام آفتاب کے وجود سے پہلے
موجود ہے.....“

یہ صفات بھی آپ کے وجود باظہر میں سب ظاہر اور موجود ہیں جو شخص
آپ پر ان صفات کو صادق نہ کرے گا پھر وہ کسی پر ان کے قابل نہ پائے گا
اور اگر کسی اور نبی پر صادق ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ بہتان بندی ہے۔
سوائے حضرت داؤدؑ کے ہم کسی کی طرف ایسی پر جلال صفات منسوب نہیں
کر سکتے۔ اور ان کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے ہے۔ یہودیوں کو اس کا خوب
یقین ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی صفات ہیں لیکن چونکہ ازل سے
ان پر خدا کی بھڑکار ہے اس لئے وہ ان باتوں کو ظاہر نہیں کرتے۔ منجہ ان کے
حقوق بنی کی کتاب کی تیسری فصل میں شہادت ہے کہ آخر زمانہ میں پروردگار
قبلہ کی طرف سے آئے گا اور مکہ کی پہاڑیوں سے قدس ظاہر ہوگا۔ پروردگار
آئے کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہاں وحی الہی کا نزول ہوگا اور قدس سے مراد
سرور عالم کی ذات اقدس میں ہے جو کہ مکہ کی پہاڑیوں سے ظاہر ہوئی۔
تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل العلیب۔

ثبوت نبوت

توریت، انجیل، زبور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت ہر ایک کتاب الہی میں موجود ہے

یعنی توریت، انجیل و زبور کی آیتوں سے اور اس امر کا بیان ہے کہ انبیاء علیہ السلام نے آپ کی پیدائشی اور انتہائی زمانہ تک آپ کے تقاضے دین کی بشارت دی ہے۔ توریت میں بعض بشارتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی قرار دی گئی ہیں۔ لیکن وہ نہایت مجمل طور پر ہیں جن سے دل کو اطمینان نہیں ہو سکتا ہے لیکن جو بشارتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہیں وہ اگر بے تعصبی اور ایمانی آنکھ سے دیکھی جائیں تو ان کے ثبوت میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ اس لئے دو قسم کی بشارتوں کو ہم پیش کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جو کتب میں درج ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں ان پر ہم بحث کریں گے لیکن سیدنا ونبیاء عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہیں وہ مفصل ذیل ہیں :-

”جب احاز یہود کے بادشاہ پر، ایتین بادشاہ ارم اور یضخ بادشاہ رملیا بنی اسرائیل کے بادشاہ نے چڑھائی کی تو احاز بادشاہ یہود بہت گھبرایا۔ اُس زمانہ میں حضرت اشعیاہ نبی تھے۔ ان سے التجائی۔ انہوں نے احاز کو تسلی دے کر فرمایا کہ تو خوف نہ کر تیرے دشمن تجھ پر غالب نہ ہوں گے اور اُس کی تصدیق کی یہ علامت فرمائی کہ ایک کنواری کا حمل ہے گا اور وہ بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھا جائے گا اور جب وہ ہو شیار ہوگا تو جو خوف تجھ کو دشمنوں سے ہے وہ دور ہو جائے گا اور تیرے لئے بہت اچھے دن آئیں گے۔“

یہ مضمون اشعیاہ نبی کی کتاب کے ساتویں باب میں مندرج ہے پھر

اسی کتاب کے آٹھویں اور نویں باب میں مذکور ہے کہ :-

”وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ماہیر شلالی نامیشر رکھا گیا اور جب وہ ہوشیار ہوا تو احاز کو دشمنوں سے جو خوف تھا وہ جاتا رہا۔“

بادشہ اس کے کہ اس لڑکے کا نام عسراحتہ لگے بابوں میں بتا دیا گیا ہے اور پیشین گوئی اُس پر منطبق کر دی گئی ہے۔ تاہم متی کی انجیل میں پیشگوئی حضرت علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہے جس سے متلاشی کی حیرت دور نہیں ہو سکتی متی اپنی انجیل میں لکھتے ہیں کہ :-

”یہ سب کچھ اسی لئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوا دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھیں گے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے“

حضرت میکابی نے آئندہ انقلابات کے متعلق اشارۃً کچھ باتیں کہی تھیں ان میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ :-

”اے بیت لحم افزا ماہ اگرچہ تو یہودا کے ہزاروں میں چھوٹا ہے لیکن تیرے لئے وہ نکلے گا جو بنی اسرائیل میں سلطنت کرے گا اور اس کا ہونا بہت قدیم زمانہ سے مقرر ہو چکا ہے۔“

(کتاب میکا باب ۲۰۵)

متی نہ کہا کہ یہ پیشین گوئی بھی حضرت عیسیٰ کی ہے کیونکہ جب ہر دس بادشاہ نے سردار کاہنوں اور یہودیوں کے فضلہ کو جمع کر کے پوچھا تھا کہ مسیح کہاں ہے اور کہاں پیدا ہوگا تو انہوں نے میکابی کی کتاب کی اُس آیت

استدلال کر کے کہا کہ وہ بیت لحم میں پیدا ہوگا۔
 (انجیل متی، باب ایک، ۳۰ لغایت ۴۰۔ اور جو کہ حضرت عیسیٰ بیت لحم میں پیدا ہوئے
 حضرت عیسیٰ کو دنیاوی سلطنت نبی اسرائیل پر نہیں ملی مگر متی نے
 اس سے روحانی سلطنت مراد لی اور ان کے لئے اس پیشین گوئی کا ہونا قرار دیا
 حضرت یوشع متی نے معتمہ کے طور پر کچھ فرمایا.....

خداوند فرماتا ہے کہ راہ ماہ میں دھاڑیں مار مار کر رونے اور
 نالہ کرنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ راجیل اپنے بیٹوں کے لئے
 روتی ہے اور تسلی نہیں پاتی کیونکہ وہ نہیں ہیں کتاب پر نگاہ پڑھا
 متی کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی بھی حضرت عیسیٰ کے لئے اس وجہ سے کہ
 حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے زمانہ میں ہیرودس بادشاہ نے اس شبہ سے کہ
 حضرت عیسیٰ کو نسا بچہ ہوگا۔ بیت لحم اور اس کے اطراف میں دو سالہ اور اس سے
 کم سن بچے قتل کر دیتا تھا۔ اب صرف اتنے تعلق سے ان بچوں کے مارے جانے
 سے راماہ رونا پٹینا ہوا تھا۔ یہ کہہ دیا کہ یہ پیشین گوئی حضرت عیسیٰ کی نسبت
 حضرت اشعیاہ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ۔ ”بیت المقدس میں تکلیف باقی نہ رہے گی
 اور یہ بھی بیان کیا کہ:.....

”تنگی کی ظلمت جس میں زمین مبتلا ہوتی ہے باقی نہ رہے گی جس طرح
 کہ اگلے زمانوں میں زبولون کی زمین اور نفتالی کی زمین کو حقیر کر کے
 آخر کار اسی طرح دریائے اردن (فرات) کے کنارے جلیل میں،
 بڑے قبیلے ہوں گے جو قوم کہ اندھیرے میں چلتی ہے نور عظیم کی

اور موت کے سایہ کی زمین کے رہنے والوں پر ایک نور چمکے گا۔

(کتاب اشعیاہ باب ۵، ۹، ۱۰ و ۲)

متی کہتے ہیں کہ یہ بشارت بھی حضرت عیسیٰ کی ہے کیونکہ جب حضرت عیسیٰ نے سنا ہے کہ حضرت یحییٰؑ پیغمبر گرفتار ہو گئے تو وہ حبلیل کو چلے گئے اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفرناحوم میں جو دریا کے کنارہ زبولوں اور نفتالی کی سرحدوں پر ہے جا رہے تھے۔ (باب ۲ - ۱۳ - ۱۳) - متی نے صرف اتنی بات پر کہ حضرت عیسیٰؑ دریا کے کنارے جا رہے تھے حضرت اشعیاہؑ کے اس قول کو حضرت عیسیٰؑ کی بشارت قرار دیا۔ حضرت ملاکی نبی نے بنی اسرائیل کو خدا کی عدول حکمی پر ملامت کرتے کرتے یہ فرمایا :-

”اب میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے برابر راہ کو تیار کرے گا اور جس خداوند کی تلاش میں ہو۔ یعنی رسول عہد کی۔ اور اُس سے خوش ہو گا۔ وہ یکایک اپنی سیکل میں آجائے گا۔ لشکروں

کا خدا فرماتا ہے کہ اب وہ آقا ہے (کتاب ملاکی باب ۳ - ۱) اور جس وقت اشعیاہؑ نے بنی اسرائیل اور بیت المقدس کو تسلی دی اُسی وقت آپ نے یہ فرمایا کہ :

”پکارنے والا پکارتا ہے کہ بیابان میں خداوند کے لئے ایک راہ تیار کرو اور جنگل میں ایک شاہراہ میرے خداوند کے لئے درست کرو“

(کتاب اشعیاہ باب ۴۰ و ۴۱)

متی اور مرقس اور لوقا تینوں حواریوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں

بشارتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہیں۔ اس لئے کہ حضرت یحییٰؑ پیمبر نے جب لوگوں کو اصطبارغ دیا تو گویا حضرت عیسیٰؑ کے لئے راہ بنائی اور حضرت عیسیٰؑ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے بعد ایک اور آتا ہے وہ مجھ سے بھی زیادہ قوی ہے پس حضرت یحییٰؑ کا اصطبارغ دینا تو راہ بنانا ہو گیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کا یہ کہنا کہ میرے بعد ایک اور آتا ہے پکارنے والا یا پکارنے والے کی آواز ہوگی اور وہ دونوں بشارتیں حضرت عیسیٰؑ پر صادق آگئیں۔

بشارات مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ انبیائے سابقین کی بشارتیں بے تحقیق کی ہوئی کیسے چسپاں ہوا کرتی تھیں کہ وہ خود کسی چیز کی طرف رہبری نہیں کر سکتے۔ بخلاف حضرت سرور کائنات خرموجودات کی بشارت کے۔ ان میں آپ کے اوصاف معہ اکہ مبارک کے نہایت صاف اور روشن طریقہ سے مذکور ہیں۔

صلوٰۃ اللہ علیک یا سید الانبیاء (خطبات احمدیہ)

منجملہ ان کے تورات کی پہلی کتاب ۱۱ فصل میں ہے کہ

”جب حضرت ہاجرہ، حضرت سارہ (زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام)

کے پاس سے چلی آئیں تو انہوں نے رات کے وقت ایک فرشتہ کو

خواب میں دیکھا، اس نے کہا اے ہاجرہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے اور

تم کہاں سے آئیں؟“ کہا میں سارہ کے پاس سے آئی ہوں، کہا تم کو

انہیں کے پاس لوٹ جانا چاہیے۔ جاؤ اور خوب ان کی فرمانبرداری

کرو۔ خدا عنقریب تمہاری اولاد کو بڑھاٹے گا۔ تم حاملہ ہوگی۔

علا تورات کی پانچ کتابیں ہیں اور سب کے مجموعہ کا نام تورات ہے۔

اور ایک لڑکا تمہارے یہاں پیدا ہوگا۔ جس کا نام اسمعیل ہوگا۔
 خدا نے تمہاری نالہ و زاری کو سُن لیا۔ تمہارا لڑکا سب لوگوں میں
 یگانہ ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب پر بالا ہے گا۔ قروتی سے سب
 کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے۔ تمام دنیا میں اس کا حکم نافذ ہوگا۔۔۔
 (توریت کی آیت ختم ہوئی)

اب یہ امر یقینی ہے کہ حضرت اسمعیل اور ان کی صلیبی اولاد میں سے کوئی
 ایسا نہیں ہوا جس نے تمام دنیا پر قبضہ کیا ہو۔ یہ اشارہ بجز ذات اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اور کسی کی طرف نہیں۔ صرف اسلام ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو
 زمین کے رہنے والوں پر بالادستی نصیب ہوئی۔ آباد ملکوں کے اکثر حصوں پر
 اسی نے اپنا سکہ جمایا۔ آپ کی امت نے مشرقی اور مغربی ملکوں میں کیسی کیسی
 نمایاں ترقیاں کیں۔ علمائے یہود اس امر سے خوب واقف ہیں لیکن وہ کمبخت
 عام لوگوں سے اس کو چھپاتے ہیں۔ توریت کی ۵ کتاب ۱۸ فصل میں ہے کہ
 ”خدا نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیلیوں سے کہہ دو کہ میں
 اخیر زمانہ میں تجھ سا ایک نبی ان کے برادر زادوں میں سے بھیجوں گا“

جو جو نبی حضرت موسیٰؑ کے بعد آئے وہ سب اسرائیلی ہی تھے۔ اور
 سلسلہ اسرائیلی حضرت عیسیٰؑ پر ختم ہو گیا۔ اب کوئی برادر زادوں میں سے سوائے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر نہیں آتا۔ آپ ہی حضرت اسمعیلؑ کی اولاد سے
 ہیں اور حضرت اسمعیلؑ و اسحاقؑ بن حضرت ابراہیمؑ کے بھائی ہیں اور اسحقؑ سب
 اسرائیلیوں کے جد ہیں جن بھائیوں کا توریت میں ذکر ہے وہ یہی ہیں اگر

یہ بشارت کسی ایسے نبی کی ہوتی جو کہ خود اسرائیلی ہوتا تو اس وقت اس کو بردار
اسرائیلیوں کا کہنا محض بے معنی ہوتا اور نیز یہودیوں کا اتفاق ہے کہ جتنے
انبیاء بعد حضرت موسیٰ کے مبعوث ہوئے ان میں سے کوئی موسیٰ کا ہمتا نہ تھا
مثلاً ایسا شخص ہو جس کی تمام فرقتے اور قومیں پیروی کریں۔ یہ صفت اگر ہے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے کہ آپ ہی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے
ہیں۔ شریعت آپ کو ایسی عطا کی گئی ہے کہ تمام شریعتیں اس کے سامنے
ہیچ ہو گئیں اور تمام فرقتے آپ کا لوہا مان گئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ
توریت کی ۵ کتاب ۳۳ فصل میں ہے کہ ”پروردگار طور سینا کی طرف سے
ہماری طرف متوجہ ہوا اور کوہ ساعیر سے اس نے ہم پر طلوع کیا فاران کی
پہاڑیوں پر اس نے ظہور کیا۔“

رسول کریمؐ کے اسلاف

قیدار کی شوکت و عظمت

حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے فرزند گرامی حضرت اسماعیلؑ کی شادی جرمی
قبائل میں ہوئی جو چشمہ زمزم کے نمودار ہونے پر حضرت ہاجرہ کی اجازت سے
ارضِ مکہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ان سے جو نسل پھیلی وہ عرب مستقرہ کے نام سے
تاریخ میں مشہور ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کے صلب سے گیارہ اولاد ہوئیں ان میں
ایک لڑکے کا نام قیدار تھا جس کی نسل میں سب سے زیادہ شہرت عدنان
کو حاصل ہوئی۔ قریش کا سلسلہ نسب ان ہی عدنان تک پہنچ کر ختم ہوتا ہے۔

مورخین نے اس کے بھی تین حصے کئے ہیں۔ اولاً حضرت اسماعیلؑ سے لے کر
عدنان تک ثانیاً، عدنان سے لے کر فہر تک۔ ثالثاً فہر سے لے کر آخر تک
فرزند ان اسماعیلؑ میں دو صاحبزادوں قیدار و زیارت کو بہت عروج حاصل ہوا
اور انہوں نے بڑے جاہ و جلال اور شکوہ و طمطراق کے ساتھ زندگی بسر کی
قیدار کی اولاد نے بھی بڑی ترقی اور نام حاصل کیا۔

انہیں فرماں روا یا نہ صولت تو حاصل نہ تھی۔ تاہم چونکہ کثیر التعداد تھے
بالعموم شہروں میں رہتے تھے۔ ایک سردار کی زیر قیادت تھے۔ اس لئے ان کی
شہرت بھی زیادہ ہو گئی تھی اور انہیں اقتدار و عظمت بھی حاصل تھی اس لئے ہمسایہ
قبائل بھی ان کے زیر فرمان رہا کرتے تھے۔ ان میں تمدنی مشاہد بھی نمایاں تھے
اور زندگی بالکل مدبرانہ زندگی نہ تھی۔ بنو اسماعیلؑ دولت و ثروت میں بہت
نمایاں تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تجارت کرتے تھے اور دور دور تک مال لے جاتے
اور خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان کی کاروباری شہرت
دور دور تک پھیلی۔ لکھا ہے کہ وہ مشہور قافلہ بھی جو تجارتی اشیاء کو لے کر مصر
گیا تھا اور جس نے کہ کنزین سے حضرت یوسفؑ کو نکالا تھا انہی لوگوں کا
قافلہ تھا۔

تورات میں لکھا ہے کہ یہ قافلہ گرم مصالح اور روغن بلسان وغیرہ کثیر
مقدار میں لئے ہوئے مصر جا رہا تھا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے
توہلے کتنے بلند تھے اور کاروبار کس قدر فروغ حاصل کر چکا تھا اور ہر ملک میں
ان کی عزت و وقعت کی جاتی تھی گو اس تجارت و تمول نے انہیں عام عزت

واعزاز کا مستحق بنا دیا تھا لیکن سب سے بڑی عزت ان کے لئے یہ تھی کہ بیت اللہ شریف کے متولی بھی تھے۔ جس کی وجہ سے تمام عرب انہیں محترم و مشرف سمجھتا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ کے بعد کعبہ شریف کی تولیت قیدار کے خقبہ میں آئی لیکن دو ہی نسلیں گزری تھیں کہ نسل کے بڑھنے کی وجہ سے یہ لوگ اطراف میں اپنی بستیاں بسانے پر مجبور ہوئے اور جو لوگ ارض حرم میں رہتے تھے وہ اس کے اہل ثابت نہ ہوئے۔

بخت نصر کا حملہ

چنانچہ تولیت قبیلہ جرہم کے ہاتھ میں آگئی۔ کئی پشت تک تو جرہم اس منصب جلیل کے حامل رہے لیکن یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ فسق و فجور میں مبتلا اور مدہوش ہو گئے ہیں اور تولیت کا شرف رکھنے کے باوجود حرمت کعبہ کا بھی پاؤں نہیں کرتے۔ حجاج کو ستانے اور ان کے چڑھا دوں کو بھی خرد برد کر جاتے ہیں آل اسماعیل نے انہیں تنبیہ کی لیکن وہ باز نہ آئے۔ قرابت داری کا لحاظ کرتے تھے مگر تابہ کے مجبور ہو کر وہ قبیلہ جرہم کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن چلتے چلتے یہ شرارت کی کہ حجر اسود کو اکھاڑ کر دیگر تبرکات کے ساتھ چاہ زمزم میں ڈال دیا۔

اس طرح تولیت آل اسماعیل میں آگئی اور عرض مکہ کی سیادت کا منصب بھی انہی کو حاصل ہوا اور عدنان تک پہنچ گئی۔ عدنان بہت حوصلہ مند اور نامور شخص تھا۔ بڑے غرور و شکوہ کے ساتھ سرداری کر رہا تھا۔ بہت سے انتظام

اس کے پیش نظر تھے کہ بخت نصر اپنی پوری ستم گاریوں اور شقاویوں کے ساتھ
عرب پر حملہ آور ہوا۔ عدنان نے بڑی جرات و ہمت کے ساتھ مقابلہ کیا مگر
ارض کلدانیہ کے اس عظیم الشان لشکر سے مقابلہ کرنا اور فتح پانا اس کے قابو کی
بات نہ تھی شکست ہوئی عدنان اسی حملہ میں مارا گیا۔ بخت نصر کی سفاکیاں عالمگیر
شہرت اختیار کئے ہوئے تھیں اس نے برا فروختہ ہو کر سارے عرب کو تباہ
کر دیا۔ انتہائے ظلم و تشدد کے مظاہر پیش کئے بمشکل ایک فرزند معد کسی نہ
کسی طرح بچ گیا۔

بخت نصر کون تھا؟

بخت نصر آتش پرست اور معزز مشریف خاندان کا ایک یتیم بچہ تھا مگر
گردش زمانہ کی وجہ سے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنی ماں اور خود کی شکم پوری
کرتا تھا۔ جب وہ بیمار ہوا تو حضرت دانیال نے اس کی تیمارداری کی اور تعلیم
و تربیت دی۔ بخت و اقبال نے وہ زور پکڑا کہ سنجاریب بادشاہ بابل نے
اس کی قدر و منزلت کرتے ہوئے امارت پر پہنچایا۔ یہاں تک کہ وہ بادشاہ کا
ولی عہد ہوا۔ بعد وفات سنجاریب بادشاہ بابل ہوا۔ فتح و ظفر اس کے استقبال
کو آتے تھے۔ بیت المقدس کی تباہی و بربادی کا بانی یہی ہے جو تاریخ عالم میں
ایک دائمی یادگار ہے۔

ہمیں چونکہ اختصار سے کام لینا ہے اس لئے اس بات کو مد نظر رکھتے
ہوئے کچھ حالات چاہ زمزم اور حجر اسود کے ربط مضمون کی خاطر اس جگہ درج

کرتے ہیں اور موقع ملا تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ زیب صفحات کریں گے۔

حجر اسود کیا ہے؟

اس کے متعلق دو قول زیادہ مستند طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ حیت کے قیمتی پتھروں میں سے ایک ہے دوسرے یہ کہ حیب آدمؑ نے خطا کی توجہ فرشتہ ان کا محافظ تھا اُس پر بھی آدم علیہ السلام کے ساتھ ساتھ عذاب نازل ہوا اور وہ پتھر بنا دیا گیا۔ دہی جبریل امین نے لا کر خلیل اللہ کو دیا جسے آپ نے نصب فرمایا اور اُس کا نام حجر اسود ہو گیا۔ لیکن ہمارے خیال میں پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پتھر صوب کی مانند سفید تھا لیکن گناہگاروں کے پاؤں سے مس ہو کر اب بالکل کالا پڑ گیا ہے اور صرف نقطہ کے برابر سفید باقی رہ گئی ہے اس کو بوسہ دینے والے ہاتھ لگانے والے حیب قیامت میں پیش ہوں گے تو یہ اُن کی گواہی دے گا اور وہ اُس کی سفارش سے بخش دیئے جائیں گے۔ لیکن جن لوگوں کا مقصد حج سے نام و نمود بھٹی ان کے خلاف یہ پتھر گواہی دے گا۔ اُس کی گواہی پر ان کا حج مردود ہو جائے گا۔ اور وہ سزا پانے کے لئے دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے۔ اسی وجہ سے حجر اسود زمینوں اور آسمانوں میں متبرک سمجھا جاتا ہے لیکن اُس کی تعظیم سے ہندو وغیرہ یہ اعتراض نہ پیش کریں کہ مسلمان بھی پتھر کو پوجتے ہیں۔ معاذ اللہ عمر رضی اللہ کے اس قول نے حجر اسود کے متعلق صاف تصریح کر دی چنانچہ

آپ بوسہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں.....

”تو کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع لیکن چونکہ میں نے اپنے

آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے

ہوئے دیکھا ہے اس لئے آپ کے ہتھ میں۔ میں بھی تجھے بوسہ

دیتا ہوں.....“

یہی کفار کے پھر اعتراض پر توحید کی بجلی گر گئی۔ تو نہ نفع پہنچا سکتا

ہے نہ نقصان۔ کیا بتوں کو پوجا کے وقت بھی ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نفع

نقصان نہیں پہنچا سکتے، کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں جو حجر اسود سے مرادیں

مانگتا ہو اسے خدا کی ذات و صفات میں شریک ٹھراتا ہو۔ معاذ اللہ۔

آپ زمزم کس طرح جاری ہوا

جب خلیل اللہ سید ہاجرہ کو چھوڑ کر چلے گئے تو آپ ہشاس ہشاس لہی

خونناک اور وحشت انگیز جنگل میں ریت کی ایک ڈھیری سر کے نیچے رکھ کر

لیٹ گئیں اور اپنے معصوم بچے کو دودھ پلانے اور اس ننھے سے کھلونے

سے کھیلنے لگیں۔ جب بھوک بہت لگتی اور پیاس کی بہت شدت ہوتی تو چند

کھجوریں یا تھوڑا سا ستوکھا پانی پی شکر الہی بجالاتیں۔ تاہم آب طعام کا یہ

قلیل ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اور ایک دو نہیں پوسے سات وقت صاف گزر گئے تو

حضرت ہاجرہ بھوک پیاس سے بہت بیتاب ہوئیں۔ زیادہ اضطراب کی

یہ وجہ تھی کہ آب و طعام نہ ملنے کے سبب سے دودھ خشک ہو گیا تھا اور

سردِ عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان اسماعیل علیہ السلام بھوک پیاس کے مارے ریت پر ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ بھلا ماں اپنے بچے کی یہ حالت دیکھ کر کب ہوش میں رہ سکتی ہے۔ سیدہ بے قرار ہو کر اٹھیں معصوم کو وہیں چھوڑا اور دوڑ کر وہ صفا پر چڑھ گئیں۔ اس لئے کہ شاید کہیں پانی نظر آجائے۔ مگر جدھر آنکھ اٹھاتیں جہاں نظر دوڑائیں۔ ریت کے دریا یا چند بے برگ بار درختوں کے سوا کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ مانتا نے اجازت نہ دی کہ وہ بھٹوری اور یہاں ٹہر سکیں۔ خیال آیا کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی موزی درندہ میرے بچے کے پاس آجائے۔ اور معصوم کو منہ میں دبا کر لے بھاگے۔ اتنی اندیشے کے تحت فوراً دوڑتی ہوئی پہاڑ کے نیچے اتریں بھوک پیاسے بچے کے پاس آئیں، زمین سے گود میں اٹھایا، گلے لگایا پیار کیا پھر وہیں ٹا دیا اور دوڑ کر کوہ مروہ پر جا چڑھیں۔ اسی طرح سات مرتبہ پانی کی تلاش میں سیدہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑ دوڑ کر چڑھیں اور اتریں۔ سیدہ کا یہ بے اختیارانہ فعل حق جل مجدہ کو اس قدر پسند آیا کہ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے لئے حج کے موقع پر صفا و مروہ پر سات سات مرتبہ دوڑنا لازمی کر دیا۔ جب سیدہ اس دوڑ دھوپ سے تھک گئیں تو بے جان ہو کر اپنے پیاسے بچے اسماعیل کے پاس آکر گر پڑیں۔ اور ان کی نگاہیں آسمان کی طرف جا لگیں۔ خدا جاسے ان نگاہوں میں کیسا زبردست اثر تھا کہ زمین لرز گئی۔ آسمان کا نیپ گیا اور عرش ٹھرا گیا۔ جہاں معصوم اسماعیل ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہیں فوراً خدا کی قدرت کا ایک نمونہ نظر آیا۔ حضرت ہاجرہ نے دیکھا کہ میرا معصوم ایڑیاں رگڑ رہا ہے وہاں سے

ایک پانی کا چشمہ اُبل پڑا۔

حق تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی یہ بے چینی دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ یا جبریل
جبریل نے کہا۔ "لیسٹ دینا وسعدیلک" حکم ہوا فوراً جاؤ اور اعلیٰ حبیب محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد (اسمعیل) اور ان کی والدہ کے لئے
زمزم نھو دو۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ پلک جھپکالے میں یہ سب کچھ ہو گیا۔
جہاں ذبیح الشدا یریاں رگڑ رہے تھے۔ جبریل امین نے اپنا پر مارا اور وہاں
سے زمزم کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

فاذا هی بصوت فقال
اغث ان کان عندک
خبر فاذا جبریل وغمر
عقبہ علی الارض فانمشق
المساء

سیدہ نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکار رہا ہے
تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم سے ہمیں کچھ فائدہ
پہنچ سکتا ہے تو ہمارے پاس آؤ۔ جبریل امین
تشریف لائے اور اپنی ایڑی زمین پر ماری ساتھ ہی
پانی کا ایک چشمہ زمین سے اُبلنے لگا۔ (صحیح بخاری)

زمزم کی خوش قسمتی

زمزم نصیب اس پانی کے جو جبریل امین کے پاؤں مارنے سے ذبیح اللہ
جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ کی بھوک پیاس بجھا دینے کے
لئے جاری ہو گیا اور یہ ہی نہیں بلکہ شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا مبارک قلب دھونے کے لئے یہی زمزم لایا گیا۔

اے زمزم تو کتنا قابل رشک ہے کہ تو ذبیح اللہ، اور ام ذبیح اللہ

کے کام میں آنے کے لئے جاری ہوا۔ اور پھر تو دادا دادی کا ورثہ ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہوا، واقعی تو اپنے اُپر جتنا ناز کرے صحیح اور جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ حضرت ہاجرہؓ نے جب زمین سے چشمہ اُبلتے ہوئے دیکھا تو عبدی سے معصوم ذبیح اللہ کو پانی پلایا اور خود بھی پیا۔ پھر چاروں طرف سے بالوریت سمیٹ کر منڈیر بنائی کہ کہیں الیا نہ ہو یہ قدرتی چشمہ جو میرے لئے جاری ہوا ہے بہہ جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”خدا ہاجرہ کا بھلا فرمائے اگر وہ اس پانی کو روکنے کے لئے منڈیریں نہ بنادیتی، تو یہ ایک جاری چشمہ ہو جاتا اور میری ادنیٰ اُمت کے گھر میں بھی جاری پایا جاتا۔“ (تاریخ الانبیاء ابن خلدون)

بنو قضاۃ کا چاہ و حلال

عدنان سے حضرت اسماعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فصل ہے۔ عدنان کی نسل سے صرف ایک ہی لڑکا معد بن عدنان تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل میں برکت دی اور اس کی اولاد اس کثرت سے پھیلی کہ دور دور تک آباد ہو گئی۔ معد کے لڑکے نزار سے پانچ مشہور قبیلے نکلے جنہوں نے تاریخ عرب میں بہت اہمیت حاصل کی ان پانچوں میں ربیعہ، قضاۃ، اور مضر کی نسلیں یکثرت پھیلیں اور انہوں نے دنیوی اعزاز بھی حاصل کیا ربیعہ بن نزار کے متعدد لڑکے تھے جو بڑے بڑے عرب قبائل کے مورث ہوئے جن میں بنو جدیلہ، بنو وائل، بکر بن وائل، بنو عجل، بنو عبد قیس اور

بنو تغلبہ وغیرہ کے بہت مشہور تھے۔ بعد کو یہ قبائل بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی شاخوں میں منقسم ہو گئے۔

بنو قضاۃ کی نسل نے بڑی ترقی کی۔ بنو جریم۔ بنو اسد۔ بنو متمر۔ بنو کلب۔ جہینہ، نہدیہ وغیرہ اسی نسل میں ہیں۔ اور ان کی بھی بہت سی ذیلی شاخیں ہیں۔ مضر بن نزار کی نسل سب سے زیادہ پھیلی اور بکثرت قبائل میں تقسیم ہو گئی۔ انہوں نے دنیوی اعزاز بھی حاصل کیا اور عرب کی دستوں میں پھیل کر ترقی حاصل کی۔ مختصر یہ کہ آل اسماعیل د آل عدنان بہت بڑھی جس کی مزید تفصیل کی گنجائش نہیں اور نسلیں تو بدویانہ زندگی بسر کرتی رہیں مگر قضاۃ۔ ربیعہ اور مضر نے متعدد بڑی بڑی حکومتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں جو صدیوں تک قائم رہیں۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ حجاز سے لے کر شام تک اور عراق تک بنو قضاۃ کی حکومتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان میں بھی تنوخ اور سلیم نے تو اس درجہ اقتدار حاصل کر لیا کہ وہ یکے بعد دیگرے تخت شام پر متمکن ہوئے اس سلطنت کے ماسوا تبوک اور دمشق نجد میں بھی ان کی بڑی بڑی ریاستیں فرماں روائی کرتی رہیں۔ ربیعہ کو سلطنت تو نصیب نہ ہوئی مگر اقتدار انہیں بھی اتنا حاصل ہوا کہ تمام قبائل کی گردنیں ان کے سامنے خم رہیں اور ان کی ادنیٰ مخالفت بھی اعلان جنگ کے مترادف خیال کی جاتی تھی۔ یہ مضر تو ان میں بکر و تغلبہ کی ریاستیں حجاز میں تھیں اور بنو عامر کی حکومت عراق پر قائم ہو گئی تھی۔

بیت پرستی اور بلائے افتراق

یہ تو ضرور ہے کہ قریش کے علاوہ قریب قریب تمام عدنانی بدویانہ ہی زندگی بسر کرتے تھے لیکن ان کا خاص پیشہ اور مخصوص ذریعہ معاش تجارت تھی، جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بخت نصر کے حملہ عرب کے وقت متعدد عدنانی کاروانی تجارت اس کی سلطنت کے حدود میں موجود تھے جن کی گرفتاریاں سب سے پہلے عمل میں آئیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بیت شکن تھے۔

ان کی نسل کو دین حنیف کا حامل اور خالص موحّد ہونا چاہئے تھا۔ لیکن انسان ظلوں کا جہول واقع ہوا ہے۔ چند پشت تک تو ضرور اس میں توحیدی شمعیں روشن رہیں لیکن جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ اسی نسل میں ایک شخص عمرو بن لُحی نے اُٹھ کر اس کا شانہ توحید میں جو بیت اللہ کے نام سے موسوم تھا متعدد دُبت لاکر رکھ دیئے رفتہ رفتہ تمام عرب احنام پرستی کی دبا کا شکار بن گیا تاہم حج و طواف کے لئے لوگ برابر آتے رہے۔

اسی طرح عدنان بیت پرست ضرور ہو گئے اور دین حنیف مٹ گیا۔ جو لوگ اس دبا کا شکار ہونے سے بچ گئے انہیں دیگر مذاہب نے نگل لیا۔

بنی کنانہ میں یہودیت اور سارہ پرستی دونوں نفوذ کر گئیں۔ فہمائے اور رتبہ نصرانیت کی طرف گئے۔ یم میں مجوسیت آگئی۔ کچھ ایسے بھی تھے جو بالکل دہریہ کے آغوش میں پہنچ گئے۔ دین حنیف کے پیرو کہیں کہیں خال خال رہ گئے

ان کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی اور مذہب کی صورت بڑی حد تک بگڑ چکی تھی اس ابتدائی دور کفرانِ نعمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدائے قدوس نے اُن پر بلائے افتراق مسلط کر دی اور یہ حالت ہو گئی کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر صدیوں تک جنگیں جاری رہنے لگیں جن میں سے بعض تو بڑی خونریز تھیں۔ اگر آفتابِ اسلام نے طلوع ہو کر ان ظلمتوں کا خاتمہ نہ کر دیا ہوتا تو یہ لڑ لڑ کر ہی تباہ ہو جاتے۔

قریش کی جنگجوئی اور ہمان نوازی

بکر و غلبہ ایک معمولی بات پر لڑ بیٹھے اور چالیس سال تک برابر سلسلہ جنگ جاری رہا۔ قبیلہ قریش کے بانی فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ تھا۔ قریش تجارت کے ہم معنی ہے۔ یہ خطاب سب سے پہلے فہر کے مورث اعلیٰ نصر کو اُس کی تجارتی حوصلہ مندوں کے باعث حاصل ہوا تھا۔ لیکن چونکہ اس کی نسل زیادہ تر فہر ہی سے پھیلی اس لئے وہ خطاب بھی اُس کی طرف منتقل ہو گیا اور تمام بنو فہر قریش کہلانے لگے۔ یہ بہت عظیم الشان خاندان تھا۔ جو چھوٹے بڑے دس خاندانوں پر مشتمل تھا۔ فہر کے تین لڑکے محارب، حارث اور غالب میں سے حارث و محارب کی نسل زیادہ نہیں پھیلی۔ عہدِ رسالت میں شاہپر میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح الہی کی اولاد میں تھے۔ باقی تمام خاندانے جو اعلانِ نبوت کے وقت موجود تھے وہ غالب ہی کی اولاد میں تھے۔ یہ قریش بھی نہایت جنگجو تھے۔ اور ان میں بھی تلواریں چلتی رہتی تھیں۔ تاہم بہت پرستی اور انتہائی ابتدالی و اختلال کے باوجود ان میں خوبیاں بھی تھیں۔ اور سب کے سب

تجارت میں مشاق اور دولت مند تھے۔ حرم کی عزت، اقربا نوازی، مہمان پروری، فیاضی، پختگی عہد میں عالمگیر شہرت رکھتے تھے اور اس درجہ مغرور بھی تھے کہ کسی کے سامنے گردن خم کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ کسی حکومت کے ماتحت ہو کر نہ رہتے تھے۔ کسی کا تابع فرمان ہو کر رہنا باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔ اور خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے انہیں مذہبی پیشوائی کا منصب بھی حاصل ہو چکا تھا۔ اور تمام عرب اس اعتبار سے انہیں وقعت و احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔ عرب پران کی سیادت بھی مسلم تھی۔

قصہ بن کلاب کے اولوالعزم کارنامے

تمام قریش کی زندگی بالعموم بدویانہ زندگی تھی۔ صرف ایک شہر مکہ میں کچھ آثار تمدن نظر آتے تھے۔ اب وہ دور شروع ہوا کہ ایک اولوالعزم اور جوانمرد قریشی میدان میں اُترا اور قریش کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اس صاحبِ عزم شخص کا نام قصہ بن کلاب تھا۔ قہر کی پانچویں پشت میں کلاب بن مرہ کے صلاب سے یہ جوان مرد و مدبر پیدا ہوا۔ ابتدا بہت حقیر تھی۔ ابھی ہوش بھی نہ سنبھالا تھا۔ آنکھ بھی نہ کھولی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ماں رہ گئی تھی۔ اُس نے قبیلہ بنی عذرہ میں عقد ثانی کر لیا۔ بچہ تو تھا ہی ماں کے ساتھ رہا اور وہیں پرورش ہوئی۔ ہزار شفقت کی جائے مگر پھر جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ قصہ بن کلاب اپنی ماں سے اپنی خاندانی عظمت و وجاہت کا حال سنتا اور خاموش ہو جاتا۔ یہ زمانہ تو اُس نے جوں توں کر کے گزار لیا مگر

سبزہ زار شباب میں قدم رکھتے ہی اُس کی غیور اور غیرت مند طبیعت نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ بے کسانہ زندگی بسر کرے۔ مضافات میں پڑا ہے فوراً عازم مکہ ہوا۔ دادھیال والوں نے نہایت محبت سے اُسے اپنے آغوش عاطفت میں لے لیا۔ طلب صادق ہو تو اللہ تعالیٰ انسان کو فائز المرام کر دیتا ہے یہ اپنی ترقی کی فکر میں لگا ہوا تھا کہ موقعہ دیکھ کر اُس نے حلیل بن حبشہ حزامی کی لڑکی سے شادی کر لی جو حرم کا متولی تھا۔

حلیل کے مرتے ہی اُس نے یہ سوچ کر کہ قریش کے ہوتے ہوئے بنو خزاعہ کو ولایت حرم کا کوئی استحقاق نہیں۔ قریش و کنانہ کو ساتھ ملا لیا جنگ کی اور انہیں حرم سے نکال دیا۔ قصی حوصلہ مند و مدبر بھی تھا۔ اور حلیل کا داماد بھی۔ لوگوں نے اس منصب اہم کے لئے اسی کو منتخب کر دیا اس کے بعد جو اُس نے گرد و پیش نظر ڈالی تو دیکھا کہ قبائل قریش کی حالت ابتر ہے۔ بے اہتول اور منتشر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دور دور آباد ہیں۔ عنوان زندگی خانہ بدوشانہ ہے چنانچہ یہ ایک عزم صمیم کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ پہاڑوں اور صحراؤں میں جو قبائل منتشرانہ آباد تھے۔ انہیں ترغیب دے کر مکہ لے آیا اور انہیں حرم محترم کے گرد و پیش آباد کیا۔ چونکہ خود ایسی قبیلہ کا چشم و چراغ تھا اس لئے اس اجتماعی زندگی سے جہاں قریش کو فائدہ پہنچا وہاں اس کا اقتدار بھی بہت بڑھ گیا۔ اس کے بعد قحطی نے مکہ میں ایک دارالندوہ کی بنائیں استوار کیں اور اسے اُس عہد کا ایک نہایت فعال اور کارفرما ادارہ بنا دیا۔ تمام اہم امور کے مشورے اسی دارالندوہ میں ہوتے تھے۔ قریش کو جب کبھی

جنگ کی تیاری کرنی ہوتی کسی اہم کام کا اقدام کرتے تو وہ باہمی مشورہ کیلئے
 اسی میں مجتمع ہوتے۔ زرقانی کی تصریحات کے مطابق تمام معاشرتی تقریبات
 کی رسوم بھی اسی عمارت میں ادا کی جاتی تھیں۔ اس سے بھی زیادہ ممتاز اور
 یادگار زمانہ کام قصی نے یہ کیا کہ ایک روز دارالندۃ میں قریش کو مجتمع کر کے
 ان کے سامنے ایک پرچش تقریر کی اور کہا کہ زیارت حرم کے لئے جو لوگ
 بعد اذکثر یہاں آتے ہیں ان کی میزبانی قریش کا ایک اہم فریضہ ہے۔ ہر طرف سے
 اس کی تائید ہوئی اسی وقت حجاج و زائرین کے آرام و طعام کے لئے خرچ کی جانے
 کو ایک رقم کا تعین ہو گیا اور میزبانی کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ قصی ہی نے
 مشعر حرم تیار کیا جس پر حج کے زمانہ میں چراغ جلائے جاتے تھے۔ ان کے
 پانی پلانے کے لئے چرمی حوض بنائے اس سے قریش کی عظمت عرب بھر میں
 مسلم ہو گئی۔ گویا قصی نے ایک چھوٹی سی جمہوریہ مکہ میں قائم کردی حقیقت
 یہ ہے کہ قصی پہلا شخص تھا جس کی اطاعت تمام قبائل قریش نے قبول کی اور
 یہی پہلا دن تھا جب کہ حجاز میں سیاسی اہمیت حاصل ہوئی۔ قصی رئیس عظم قریش
 نہ تھا بلکہ دراصل بادشاہ تھا۔

ہاشم کی اولوالعزمیاں

قصی نے تجارت کو بھی ترقی دی اور ترقی کیا دی قریش کی کایا پلٹ کر
 رکھ دی اگر وہ کچھ دن اور زندہ رہتا تو خدا جانے قریش کو کہاں سے کہاں
 پہنچا جاتا بہر کیف یہ کارنامہ ہی کچھ کم اہم نہیں کہ اس نے قریش کو فرش خاک سے

اٹھا کر عرشِ عزت پر پہنچا دیا۔ قریش کے چھ بیٹوں میں سب سے چھوٹا بیٹا عبدالدار سب سے زیادہ ناقابلِ تھا لیکن قحطی نے حرمِ محترم کے تمام مناصب اس خیال سے اُسی کو تفویض کر دیئے کہ وہ اس طرح اپنی حالت قائم رکھ سکے گا لیکن سچھے بھائی عبدالمناف نے کچھ ہی مدت بعد اپنے اقتدار و ہوشمندی سے تمام مناصب پر قبضہ کر لیا۔

یہ عبدالمناف ہی حضور نبی کریم کے مورثِ اعلیٰ ہیں جنہوں نے بڑی پرشکوہ زندگی بسر کی ان کے چھ بیٹوں رجن کا مفصل ذکر اگلے صفحات میں کیا جائے گا) میں ہاشم سب سے زیادہ صاحبِ اثر و جہت اور شجاع تھے۔ عبدالدار سے مناصبِ حرمِ حائل کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ انہی کا تھا چونکہ بہت مقتدر اور بہت مدبر تھے۔ اس لئے باپ کے تمام مناصب پر انہی کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے دادا کے کارناموں کو زندہ کیا اور اس شان کے ساتھ زندگی بسر کی کہ ہر طرف ان کا طوطی بولنے لگا۔ ہر قلب پر سکے بیٹھ گیا۔ فروغ و ترقی تجارت اور قیام امن کے سلسلہ میں ان کی سرگرمیاں بہت مستحق اور بہت کامیاب ہیں انہوں نے کاروبار تجارت کو بے حد ترقی ہی نہیں دی بلکہ فلک الافلاک تک پہنچا دیا۔ قیصرِ روم اور شاہِ حبش کے درباروں میں پہنچے اور اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ان سے اس مضمون کے فرامین حاصل کر لئے کہ وہ اپنے حدودِ سلطنت میں عربوں سے مال تجارت پر کوئی ٹیکس نہ لیں گے۔

ایک طرف تو یہ فرامین حاصل کئے اور دوسری طرف مختلف قبائل میں

دورہ کر کے اُن سے معاہدات کئے۔ ان میں یہ طے ہو گیا کہ وہ قریش کے کاروان تجارت کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے جس کے صلہ میں کاروان قریش ان کی ضروریات کی اشیاء لے کر خود ان کے پاس جائے گا۔ اور خرید و فروخت کرے گا۔ ہاشم کے وقت تک قریش تجارت کو کرتے چلے آتے تھے۔ مگر یہ تجارت کتنی بہت محدود خطرات زیادہ تھے۔ قافلے لٹ جاتے تھے۔ لیکن اب جو بیرونی ممالک میں ٹیکس معاف ہو گیا اور عرب کے اندر قافلوں کے لٹنے کی طرف سے اطمینان ہوا تو قریش کی تجارت کو پر لگ گئے۔ قریش کے کاروان جنوب میں یمن اور بحرین تک شمال میں شام اور ایشیائے کوچک تک مشرق میں عراق اور ایران تک اور مغرب میں مصر و حبش تک گھومتے اور بے شمار منافع حاصل کرتے رہتے تھے۔ یہی نہیں جہاں جاتے تھے وہاں عزت ہوتی تھی۔ کہیں ان کا قافلہ نہ لٹا تھا۔ قیصر و نجاشی خود قریشی تاجروں کو بنظر وقعت دیکھتے تھے۔

قریش نے جتنی ترقی اس عہد میں کی اور جتنی دولت کے انبار اس زمانہ میں فراہم کرے اس کی نظیر اس سے پیشتر کے کسی زمانہ میں بھی نہیں مل سکتی اس کے علاوہ ہاشم حجاج کی مینربانی بھی بڑی سیر چشمی کے ساتھ کیا کرتے تھے ایک دفعہ قحط پڑا تو انہوں نے شوربے میں روٹیاں چورہ کر کے لوگوں کو کھلائی جس سے اور زیادہ شہرت ہو گئی۔

عبدالمطلب کی مہولت و سیادت

ہاشم نے مدینہ میں بنی نجار کی ایک حسین و شریف لڑکی سے شادی کر لی تھی

جس سے عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ ہاشم کے بھائی مطلب کو جو آٹھ سال کے بعد علم ہوا تو وہ جا کر لے آئے جو ان ہو کر یہ بھی خلف الرشید ثابت ہوا۔
 قریش کی سرداری بھی انہی کو مل گئی۔ بڑے جاہ و اقتدار اور طنطنہ کے ساتھ سرداری کرتے رہے کسی میں ہمت نہ تھی جو ان کی مخالفت میں قدم اٹھاسکے دور دور تک دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور بنو ہاشم کا ستارہ عروج پر تھا جاہ زمزم کو آپ ہی نے از سر نو تعمیر کرایا اور یتیم ہو جانے پر حضور نبی کریم کی بڑی محبت سے پرورش کی۔

عبداللہ کی ہرلعزیزی

عبدالمطلب کے بیٹوں میں حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ ابو طالب نے بہت شہرت پائی عبداللہ کی شادی مدینہ کے ایک ممتاز قبیلہ زہرہ کی چشم و چراغ بی بی آمنہ سے ہو گئی ابتدا ہی سے تجارت شروع کر دی تھی۔ ایک دفعہ مال تجارت لے کر عازم شام ہوئے۔ واپسی میں مدینہ پھرے اور وہیں انتقال کیا۔ خاندان میں سب سے زیادہ عزیز بھتے اور محاز حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے بنو ہاشم کو ان کی موت کا بہت صدمہ ہوا۔ عبدالمطلب بہو کو مکہ ہی لے آئے جن کے لطن سے حضور نبی کریم پیدا ہوئے لیکن چند برس کے بعد شفیق دادا اور مہربان ماں دونوں کا انتقال ہو گیا۔

ابوطالب کی شفقت و جہاں نشاری

عبدالمطلب مرتے وقت حضور نبی کریم کا ہاتھ آپ کے حقیقی چچا ابوطالب

کے ہاتھ میں دے کر وصیت کر گئے تھے کہ اس بچہ کو اولاد کی طرح پرورش کرنا۔ ابو طالب نے اس وصیت کو جس شان و عظمت کے ساتھ نبھایا تا ریح اسکی شاید ہے کوئی باپ بیٹے کے ساتھ بھی اتنی محبت نہیں کر سکتا جتنی محبت آپ نے بھتیجے کے ساتھ کی کبھی دل سیلا نہ ہونے دیا زندگی پھر لپٹ پناہ بنے رہے۔ محبت نہ کھتی عشق تھا۔ آپ کے لئے کوئی مصیبت ایسی نہ تھی جو برداشت نہ کی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر یہ اُن کا سب سے بڑا احسان ہے اور مسلمان ان کا نام ہمیشہ شکر گزاری کے جذبہ سے لیتے ہیں۔

تاریخی واقعات

جس زمانے میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اپریل ۵۷۰ء م ۱۲ ربیع الاول ۵۷۰ء قبل الہجرت عہد آرائے عالم دنیا ہوئے، اور قبل الہجرت اپنی تبلیغ رسالت شروع کی اُس زمانہ میں حجاز اور اُس کے اطراف کی حکومتوں کا حال یہ تھا۔

حجاز مکہ معظمہ

حجاز مکہ معظمہ اور اُس کے اطراف عرب قبائل میں تقسیم تھے اور ہر ایک قبیلہ کا سردار اُن کا حاکم تھا۔ مگر قریش کی برتری کو یہ سب تسلیم کرتے تھے گویا ملک حجاز قریش میں سے ہوا کرتے تھے۔

تہامہ

یمن اور حجاز کے مابین ایک ملک کا نام ہے اس میں بنی بکر اور بنی ثعلب عربوں کے شیوخ کی حکومت تھی۔

یمن

یمن میں حمیر اور مزاریہ یعنی عموہ داران دولت ایران کی حکومت تھی۔

حیرہ

حیرہ یعنی مشرقی عرب میں متاثرہ کی حکومت تھی مگر ایرانیوں کا عرب وداب اور دغل بھی وہاں تھا۔

مدینہ

مدینہ میں اوس اور خزرج قبیلوں کی حکومت تھی اور اوس کے اطراف یعنی خیبر وغیرہ میں یہودی حکمران تھے۔ علاوہ ازیں مشرقی و شمالی بادیہ العرب میں متفرق ملوک عرب بھی تھے۔

عراق

عراق ساسانیوں یعنی ایرانیوں کی سلطنت میں تھا۔

شام

شام میں ملوک غاسہ یا غسانہ کی حکومت رومن الیٹرن ایمپائر کی حمایت میں تھی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ملک عرب اور حجاز کے اطراف میں کثیر حکومتیں یا سلطنتیں تھیں لیکن ان سے زیادہ اور توجہ کے لائق اس زمانہ کے عادات ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اس نبی عربی کے مبعوث ہونے سے ان پر کیا اثر پڑا۔

دوسرا باب

مقدس مقامات

مکہ و حوالی مکہ

جبلہ بوقیس

حرم شریف سے بجانب شرق ہے۔ یہاں حضرت بلالؓ لے اول اذان دی تھی اور اس مقام پر معجزہ شق القمر واقع ہوا تھا۔ حضرت بلالؓ کی اذان دینے کی جگہ پر ایک مسجد ہے۔

غار مرسلات

بمقام منی متصل مسجد حیف۔ یہاں سورہ مرسلات نازل ہوئی تھی اس

غار کے گوشہ میں ایک پتھر ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے۔

جبلِ نور منیٰ

راستہ آبادی شہرِ مکہ سے جانب مشرق تین کوس ہے۔ اسی پہاڑ پر شق الصدور ہوا تھا اور اس پہاڑ میں غارِ حرا ہے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔

مسجد المرایہ

یہ ایک بلند مقام پر جنتِ المعلیٰ کے راستہ میں ہے یہاں حضور نے فتحِ مکہ کے بعد نماز پڑھ کر نشانِ فوج گاڑا تھا۔ اور اس جگہ سورہ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحِ بھی نازل ہوئی تھی۔

مسجد الاجابہ

قریب جنتِ المعلیٰ کے۔ حرم شریف بغاصتہ ایک میل معمرہ حضرت علی السلام ہے۔

مسجد الجن

دھن کوہ میں بطور دالان بنی ہوئی ہے اسی کے قریب ذرا اوپر کو مسجدِ الشجرہ ہے جہاں مسجد الجن ہے۔ وہاں پہلے آبِ گانہ تھی۔ اسی جگہ جنات قرآن سن کر مسلمان

ہوئے تھے اب اس جگہ آبادی ہو گئی ہے۔

حیثیت المعالیٰ

آبادی شہر سے ملحق گوشہ شمال و مشرق۔ مابین دو پہاڑیوں کے بطور
زاویہ ایک قبرستان ہے۔ مدینہ منورہ کو اسی میں ہو کر راستہ ہے۔ یہاں حضرت
خدیجہ خاتون رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ ابن رسول اللہ علیہ وسلم اور
حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ
و اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم جمعین و دیگر بندگان و اکابران
دین کے مزار ہیں۔ اور بقول بعض حضرت آمنہ خاتون کا بھی مزار اسی جگہ ہے۔

دار حضرت خدیجہ الکبریٰ

جہاں حضورؐ ہجرت مقیم ہے اور یہاں ہی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا
پیدا ہوئی تھیں۔

منقام مولد مسکین و دعا

شعیب بن ہاشم کے زفاق المولد (پیدائشی کوچہ) محمد بن یوسف نزار کے
گھر میں پیدا ہوئے جو متصل حرم شریف زیر کوہ البقیع ہے عمارت دو منزلہ ہے
دار حضرت ابوبکر صدیقؓ

اس کے قریب دو پتھر ہیں۔ ایک حجر متکلم جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

علیہ وسلم سے کلام کیا تھا دوسرا حجر متکا جس پر حضور کی کہنی کا نشان ہے۔

مکان حضرت علیؑ

واقعہ محلہ شعیب بن ہاشم متصل حرم شریف اس جگہ ایک پتھر رکھا ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعد پیدا ہونے کے اس پر تکیہ لگایا تھا۔

مسجد حضرت عائشہ صدیقہ

شہر سے بفاصلہ تین میل ہے۔

مسجد النبی واقع منا

یہاں سورۃ انا اعطینا نازل ہوئی تھی۔

غار ثور

واقعہ جبل ثور۔ حرم شریف سے گوشہ جنوب و مشرق ہے یہاں حضرت ابوبکر صدیق بروز ہجرت رونق افروز ہوئے تھے۔

چاہ زمزم

حضرت ابراہیم خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل کو اور ان کی والدہ

ہاجرہ کو حجاز کی زمین میں جہاں اب کعبہ اور بیت اللہ ہے چھوڑ گئے حضرت اسماعیل کو پیاس نے بے چین کیا۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں قریب کی پہاڑیوں پر حن کا نام صفا اور مردہ سے تشریف لے گئیں۔ وہاں پانی نہ ملا۔ واپس آئیں تو دیکھا کہ بے قراری کی حالت میں حضرت اسماعیل زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور ان کے قدموں کے نیچے سے پانی کا چشمہ پیدا ہو کر جاری ہے۔ حضرت ہاجرہ نے بتیابی میں پانی کو روک دیا۔ اگر نہ روکتیں تو اس چشمہ سے ہمیشہ حجاز کی تمام زمین سیراب ہوتی۔ اب یہ چشمہ کنوئیں کی صورت میں ہے جس کا نام چاؤ زمزم ہے اور داخل حرم شریف ہے حاجی لوگ بطور تبرک ہر سال اس کا پانی لے جاتے ہیں۔

مسجد الحرام و بیت العتیق

خانہ کعبہ کے چار زائیلے ہیں۔ اور قریب قریب مربع شکلی ہے خانہ کعبہ کی خدمت خاندان شیبی کے سپرد ہے۔ اس مقام مقدس کی ایک سمت کی بلندی جو باب الصفا کے سامنے حجر اسود سے رکن یمانی تک ۱۹ ہاتھ ہے باقی سمتیں ۱۸ ہاتھ بلند ہیں۔ اس لئے کہ اوپر کا سطح پر نالہ کی طرف ڈھلوان رکھا ہے۔ پہلا وہ کونہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے۔ اس کونے سے طواف شروع کرتے ہیں اور حجر اسود کے سامنے سیدھے کھڑے ہو کر کھڑا سا پیچھے ہٹ کر طواف کی ابتدا کرتے ہیں تاکہ تمام جسم اس کے مقابل ہو کر گزریں اور خانہ کعبہ طواف کرنے والے کے بائیں طرف رہتا ہے۔ اس کے بعد میں عراقی ملتا ہے

اُس کا رُخ شمال کو ہے۔ پھر رکن شامی ہے اُس کا رُخ مغرب کو ہے اور
پھر رکن یمانی ہے اُس کا رُخ جنوب کو ہے۔ ہر پھرے میں اسی طرح ملتی
ہیں۔ ہر دور رکن اسود کے پاس آکر ختم ہوتا ہے۔ اس رکن کا رُخ مشرق
کی طرف ہے۔

حجر اسود

قصص الانبیاء میں ہے کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ اس کو خدا کی طرف سے حکم
ہوا تھا کہ عہد نامہ قول و قرار روز الست لکھ کر اپنے مُنہ میں رکھ۔ چنانچہ اُس نے
عہد نامہ اپنے مُنہ میں رکھا اور اُسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فرشتہ
پھٹر ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اس کو بہشت سے اپنے ہمراہ لائے
اور حیب خانہ کعبہ تیار کیا تو اس پھٹر کو داہنے رکن میں رکھا۔ اب اس کو حجر اسود
کہتے ہیں۔ روز قیامت یہ ہی پھٹر اپنی اصلی صورت پر ہوگا (یعنی فرشتہ) اور
ہر ایک کا عہد نامہ کھولے گا۔ جو شخص اپنے عہد پر قائم ہوگا اُس کو جنت ملیگی
اور جو برخلاف ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا۔ لیکن یہ روایت معتبر نہیں سمجھی
جاتی ہے۔

بیت اللہ شریف

بیت اللہ شریف کا دروازہ رکن اسود اور رکن عراقی کے درمیان
حجر اسود سے دس بالشت کے فاصلے پر ہے۔ اس فاصلہ کا نام منتزم ہے

اور یہ جگہ بجائے اجابت دعا کے واسطے مخصوص ہے۔ دروازہ زمین سے
گیارہ بالشت اونچا ہے۔ چوکھٹ چاندی کی ہے اور اس پر سونا چڑھا ہوا ہے
چوکھٹ میں نہایت اعلیٰ درجہ کی عسائی کی ہے۔ جس کے نظارہ سے نگاہ کو میری
نہیں ہوتی۔ دروازے کے اوپر دو بالشت کی چوڑی سونے کی تختی ہے۔
دروازہ میں چاندی کے دو کندھے ہیں۔ ان میں قفل پڑھے رہتے ہیں۔
دروازہ کا رخ مشرق کو ہے اور اس کا طول تیرہ بالشت اور عرض
آٹھ بالشت ہے جس دیوار میں دروازہ ہے اس کا آثار پانچ بالشت کا ہے
مکان مقدس کے اندر دو رنگ کے پتھر کا فرش ہے اوپر کی جانب آدھی آدھی
دیواروں پر چاندی کی تہہ لے کر موٹا سونا چڑھا یا ہے۔ دیکھنے میں ساری
سطح چاندی کی معلوم ہوتی ہے۔ چھت سائک کی لکڑی کے تین ستون پر
قائم ہے۔ اور یہ ستون عمارت کی لمبائی میں اس طور پر واقع ہیں کہ درمیانی
ستون وسط میں ہے۔ اور ایک ستون ارکان یمانی اور اسود کی دیوار کے
مقابل، دیوار سے تین قدم کے مقابل ہے۔ ہر ستون کے درمیان میں چار
قدم کا فاصلہ ہے۔ چھت بالکل رنگین ہے اور ریشمی کپڑے کی چھت گیری کی
ہوتی ہے۔ باہر کا رخ چاروں طرف سے سبز حریر کے پردوں سے ڈھکا
ہوا ہے۔ پردوں کا تانا سوت کا اور بانا ریشم کا ہے۔ اور اس پر ریشم کے
مخطوط میں یہ آیت لکھی ہوئی ہے۔

اِنَّ اَدْلَیٰ بَیْتٍ دَضَعُ لِلنَّاسِ اَلَّذِیْ
بَیِّنَتْهُ الْحَجُّ

تحقیق چلا کر بنایا گیا لوگوں کے واسطے
مکہ میں۔

اور غلاف کے باقی خلیفہ ناصر دین اللہ کا نام بھی بقدر تین باہر کے چوڑی
جگہ میں ریشم سے بچھا ہوا ہے۔ اس کے سوا بہت نقش و نگار اور بسترہ
کی صنعت کی محرابیں جن میں ذکر خدا اور ناصر عباسی کے واسطے دعائیں منقوش
ہیں۔ پردوں میں بنی ہوئی ہیں مگر تمام نقوش کا رنگ یکساں ہے کلی پرشے
تعداد میں ۴۴ ہیں۔ دو بڑے صحنوں کے ۱۸ اور دو چھوٹے صحنوں کے سوا

پرشے ہیں۔

مکان مقدس میں پانچ روشن دن ہیں اور ان پر منقوش عراقی شیشے کے
ہوتے ہیں جو چاروں کونوں میں ہیں اور ایک وسطہ سقف میں ہے مگر ایک
کونے کا روشن دان جو زینے (قبو) کے اندر ہے نظر نہیں آتا۔ ستونوں کے
درمیان ۱۴ بانڈیاں (زاگوں) آویزاں ہیں۔ ایک تو سونے کی ہے اور باقی چاندی
کی ہیں۔ کعبہ میں داخل ہونے کے وقت پہلے بائیں جانب رکن اسود میں دو صندوق
ملتے ہیں جن میں کلام اللہ مشرف ہیں۔ یہ صندوق رکن اسود میں فرش سے
تقدیم بندی پر چاندی کی دو چھوٹی کھڑکیوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ رکن بیانی
میں بھی اسی شہ کی کھڑکیاں ہیں۔ لیکن ان دونوں کے چاندی کے کواڑا کھڑکے
ہیں۔ فقط چوکھٹ باقی ہیں۔ ارکان شاہی اور عراقی میں بھی ایسی ہی کھڑکیاں
نصب ہیں اور وہ ہنوز باقی ہیں۔ رکن عراقی میں ایک دروازہ ہے اس کو
باب الرحمتہ کہتے ہیں۔ اسی دروازہ سے چھت پر جانے کا راستہ ہے۔ یہ زینہ
(قبو) چاروں طرف سے بند تہ خانہ کی شکل پر ہے اور اس کے اندر سیڑھیاں
ہیں۔ زینہ کی بلندی چھت کے قریب تک ہے اور زینے کی وجہ سے رکن عراقی

کی دونو دیواریں آدھی آدھی ڈھک گئی ہیں۔ اور اسی سبب سے مکان مقدس کے پانچ رکن نظر آتے ہیں۔ دوثلث کے قریب زینہ ریشمی پوشش سے ڈھکا ہوا ہے اس کے اندر ایک چھوٹا سا گھر مقام کریم سے رہتے کا بنا ہوا ہے۔ مقام کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی چیز ہے۔ یہ تین بالشت کا بلند اور دو بالشت کا چوڑا پتھر ہے۔ جو چاندی سے منڈھا ہوا ہے۔ بلاشبہ کہار کے چاک کی شکل ہے اور درمیان میں نیچے کے حقے سے بھی تنگ ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دونو قدم اور انگلیوں کے اس پر نشان ہیں۔ مقام کریم اور مکان مقدس کے دیکھنے سے ایک ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے جس سے عقل کو حیرت اور طبیعت کو وحش ہوتا ہے۔

آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور زبانیں آد و زاری میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ گوشہ چشم سے زیادہ دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی۔ دروازہ مقدس کے بازو سے رکن عراقی کی طرف کو بارہ بالشت کا لمبا سا رُخ پانچ بالشت کا چوڑا، اور بالشت بھر اُنچا ایک حوض بنا ہوا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں اسی مقام پر مقام کریم رکھا جاتا تھا۔ حضرت سرور کائنات خضر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام کریم کو خانہ اقدس کے باہر مصلے کے قریب رکھوا دیا تھا۔ حوض میں خانہ کعبہ کے غسل کا پانی جمع ہوتا ہے۔ اسی جگہ روضہ فردوس کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ اور اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ شبہ میں سنبھد ریت بچھا ہوا ہے۔ اب مقام کریم کی جگہ کعبہ شریف کے اوپر باہر دروازے اور رکن عراقی کی دیوار کے سامنے مصلے کے پاس ہے

مقامِ کریم پر لکڑی کا منقش قُبَّہ قد آدم بلند لگا دیا ہے اور اس کے اندر
مقامِ کریم رکھا ہوا ہے۔ قُبَّہ کے چاروں ضلع برابر ہیں اور ہر ایک ضلع چار بالشت
کا ہے۔ اس کے گرد آٹے پتھروں کا کٹہرا بالشت بھر اونچا پانچ قدم لمبا اور
تین قدم چوڑا حوض کی طرح بنا دیا ہے۔ اس قُبَّہ اور خانہ کعبہ کے درمیان عاقدم
کا فاصلہ ہے۔ اس کے علاوہ مقامِ کریم کا ایک قُبَّہ لوہے کا زمزم کے پاس رکھا
ہوا ہے۔ ایامِ حج میں آدمیوں کی کثرت کے سبب سے لکڑی کا قُبَّہ علیحدہ کر دیتے
ہیں۔ اور لوہے کا رکھ دیا جاتا ہے۔

رکنِ اسود سے رکنِ عراقی تک ۵۴ بالشت کا فاصلہ ہے۔ حجرِ اسود
زمین سے چھ بالشت بلند لگا ہوا ہے۔ دراز قد آدمی آسمان سے اس تک
پہنچ جاتا ہے اور پستہ قد اچان کر بوسہ دیتا ہے۔ رکنِ عراقی سے رکنِ شامی تک
۲۸ بالشت کا فاصلہ ہے۔ مگر اس سمت کا فاصلہ داخل حجر ہے بیرون
حجر کا فاصلہ ۴۰ قدم یا ۱۲۰ بالشت ہے۔ طواف بیرون حجر کرتے ہیں۔
رکنِ شامی سے رکنِ یمانی کا فاصلہ رکنِ اسود اور رکنِ عراقی کے برابر اور رکنِ
یمانی سے رکنِ اسود کا فاصلہ رکنِ عراقی اور رکنِ شامی داخل حجر کے برابر تصور کرنا
چاہیے۔ طواف کی زمین پر پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں کا فرش ہے پتھر سفید اور
بجھوے رنگ کے ہیں۔ طواف کے فرش کی زمین بیت اللہ شریف کی
دیوار سے نو قدم تک چوڑی ہے۔ مگر مقامِ کریم کی جانب نو قدم سے چوڑائی
بڑھا کر اس کو بھی شامل کر لیا ہے۔ باقی حرم شریف کے کل صحن اور صوب
والاؤں میں سفید ریت بچھا ہوا ہے۔ عورتیں فرشِ سنگین کے باہر طواف کرتی ہیں

رکن عراقی اور حجر کے درمیان میں حجر کے اندر داخل ہونے کا راستہ چار قدم یا چھ ہاتھ چوڑا ہے۔ اتنی جگہ میں دیوار اس واسطے نہیں بنائی کہ اہل قریش نے اس مقام کو کعبہ شریف میں داخل نہیں کیا۔

رکن شامی کی طرف بھی اتنا ہی چوڑا راستہ ہے۔ میزاب کے نیچے کی دیوار سے حجر کے سامنے والی دیوار کا فاصلہ بچھڑا مستقیم ۴۴ بالشت کا ہے۔ اور اس کی چوڑائی مدخل سے مدخل تک یعنی رکن شامی تک ۱۶ قدم ہے حجر کی دیوار کے دور میں بڑی صنعت سے مینا کار پتھر لگائے ہیں اور ان میں خراہیں زرد پٹیاں چار رخانے کی قطع کی بنائی ہیں۔ آفتاب کی چمک سے ایسی چمک ان میں پیدا ہوتی ہے کہ نظر کو خیرہ کرتی ہے۔ یہ دیوار ۵ بالشت بلند اور ۴ بالشت چوڑی ہے اور اس کی شکل دوثلث دائرے کے طور پر واقع ہوئی ہے۔ اندر کا فرش بھی مینا کار پتھروں سے بنایا گیا ہے۔ گول گول پتھر بعض بعض کی برابر اور بعض دینار کے برابر کچھ اس سے بھی چھوٹے تر ہیں اس خوبی سے جوڑے ہیں کہ مینے کا کام معلوم ہوتا ہے۔ ان پتھروں میں شطرنجی اور انگشتری کے نقشے کچھ اس صنعت سے بنائے ہیں کہ دیکھنے سے طرح طرح کے پتھروں کا فرش معلوم ہوتا ہے۔ محرابیں بالکل کمان کی طرح خمیدہ بنا کر ان میں یہ نقش و نگار بھرے ہیں۔ میزاب کے مقابل کی دیوار کے قریب دو پتھروں میں درخت شاخیں اور پتے اس خوبی سے بنائے ہیں کہ کاغذ کے تڑپے ہوئے بھی ایسے نازک نہیں ہو سکتے۔ وسط حجر میں میزاب کے سامنے ایک پتھر عجیب و غریب نقوش کا دیوار میں نصب ہے اور اس کی پیشانی پر

نہایت عمدہ حلی حروف میں یہ عبارت لکھی ہے : —

امیر تہمد عبد اللہ خلیفہ
ابوالعباس احمد الناصر الدین اللہ
امیر المومنین فی ۵۷۶ھ
اس کی تعمیر کے بابت شدہ خدا خلیفہ
ابوالعباس احمد الناصر الدین اللہ امیر المومنین
نے ۵۷۶ھ میں حکم دیا۔

مینراب یا پرناہ حجر کی جانب کی دیوار پر نصب ہے۔ یہ دیوار سے چار ہاتھ حجر کے باہر نکلا ہوا ہے اور ایک بالشت چڑا ہے۔ اس پر زرد رنگ کا روغن ہے۔ مینراب کے نیچے کی جگہ قبولیت دعا کے واسطے مشہور ہے۔ یہی خصوصیت رکن پیمانی کو بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ رکن شامی کی طرف مینراب کے متصل ہے اسی وجہ سے اسے مستحار کہتے ہیں۔ حجر کے صحن میں مینراب کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے۔ قبر کے نشان کے واسطے ایک سبز رنگ کا لمبا ٹھراپا دار پتھر لگا ہوا ہے اور اس کے قریب ایک گول پتھر ہے۔ دونو پتھر فرش میں بھوار لگے ہیں۔ اور ان پر زردی مائل نقطے اس طرح کے ہیں کہ جیسے سونے کی معدن کے پتھر میں سے سونا نکال لینے کے بعد کچھ سنہری دھبے رہ جاتے ہیں۔ اس قبر کے برابر رکن عراقی کی جانب ان کی والدہ باجرہ کا مزار ہے اس کے نشان کے واسطے بھی سبز رنگ کا بالشت چڑا پتھر لگا ہوا ہے دونو قبروں کے درمیان میں سات بالشت کا فاصلہ ہے۔ ان دونو مقامات پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اس لئے یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ مقام حجر احاطہ بیت اللہ شریف میں سے ہے۔ دوسرے ان احباء مقدسہ کا مدفن ہے وہاں جو کوئی نماز پڑھتا ہے اس کو نفع پہنچتا ہے۔

جاء زمزم کا قبہ رکن اسود سے ۲۴ قدم کے فاصلہ پر اس کے مقابل ہے
 اس قبہ کے دہنی طرف ۱۰ قدم کے فاصلہ پر مصلے کی جگہ ہے۔ قبہ کے اندر
 بالکل سفید پتھر کا فرش ہے۔ اور رکن اسود کے مقابل کی دیوار کے قریب یہ
 کنواں ہے۔ کنویں کی گہرائی گیارہ فامست اور پانی کا عمق سات فامست ہے
 قبہ کا دروازہ مشرق کی طرف ہے اور کنویں کا من سنگ رخام کا اس استحکام سے
 بنایا ہے کہ دونوں تک نقصان کا اندیشہ نہیں۔ ہر پتھر کے جوڑ میں سیسہ پھیلا کر
 ڈالا ہے۔ گولی کے اندر بھی سیسے سے جوڑ ملائے ہیں۔ سیسے کی ۳۳ سلاخیں
 گولی سے ملا کر پانی کے اندر تک لگائی ہیں اور من کے اوپر ان کے سرے خوب
 اچھی طرح جمادیتے ہیں۔ من کا محیط ۱۲۰ بالشت اور بلندی ساڑھے چار بالشت
 اور چوڑائی ڈیڑھ بالشت ہے، قبہ کے اندر بالشت بھر چوڑا دو بالشت گہرا زمین
 سے پانچ بالشت اونچا ستقایہ بنا ہوا ہے۔ اس میں وضو کے واسطے پانی بھرا رہتا
 ہے۔ ستقایہ کے چاروں طرف چوترہ ہے۔ اس پر بیٹھ کر لوگ وضو کرتے ہیں
 اس قبہ کے پیچھے قبہ المشراب ہے جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے
 منسوب ہے پہلے اس میں حجاج کو پانی پلایا جاتا تھا۔ اب اس میں زمزم کا
 پانی سرد کر کے شام کو حجاج کے واسطے پلانے کے لئے باہر نکالتے ہیں۔
 قبہ عباسیہ کے عقب میں کسی قدر بڑا قبہ یہودیہ ہے۔ ان دونوں قبوں میں حرم
 شریف کی روشنی کا سامان وقف شدہ کلام اللہ شریف اور کتابیں رشتی ہیں
 دونوں کے دروازے شمال کی جانب ہیں۔ قبہ یہودیہ کے کعبہ رخ دیوار کا کونہ قبہ
 عباسیہ کے مشرق اور دیوار کے بائیں کونے سے ملا ہوا ہے۔ حجر اسود سمت مشرق

ہیں۔ اور ان کے نیچے چبوترے ہیں۔ اسی طرح اس کے سامنے کے دالان کی دیوار میں جو جنوب سے مشرق کو آتی ہے۔ محرابیں اور چبوترے ہیں۔ باقی دالانوں کی دیواروں کے نیچے بغیر محرابوں کے صرف چبوترے ہیں اور یہ عمارت مکمل ہے۔ باب ابراہیم کی طرف مغرب سے جنوب کو آنے والی لائن میں بھی دالان ہے۔ مغرب سے شمال کو جو لائن آتی ہے اس کی دیوار پر یہ عبارت تحریر ہے۔

امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المؤمنین صلحہ
بقوسیعہ المسجد الحرام لحاج و عمارت فی شہ
حرم شریف کے سات مینار ہیں۔ چار چاروں کونوں پر ایک دارالبند
ہیں۔ ایک باب ابراہیم پر ایک باب الصفا پر۔ یہ آخری مینارہ اسی دروازہ کے
نام سے مشہور ہے اور سب سے چھوٹا ہے۔ تنگی کی وجہ سے اس پر چڑھنا دشوار
ہے۔ باب الصفا جنوب سے مشرق کو جانے والی سلسلہ عمارت میں رکن اسود
کے مقابل ہے۔ اس دروازے کے سامنے کے دالان میں جو رکن اسود کے
مخازات میں ہے دوستوں ہیں۔ اور ان پر یہ عبارت لکھی ہے :
”امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المؤمنین صلحہ اللہ یا قاضی“

کعبہ شریف کے دروازے پر سونے کے پانی سے جلی حروف میں یہ

عبارت نہایت خوشخط تحریر ہے

دروازے کی چوکھٹ پر موٹے موٹے چاندی کے پتر بڑے ہوئے ہیں
 بائیں جانب کے کوارٹر میں چاندی کے منقش مینی لگی ہوئی ہے اور اس پر سونا
 چڑھا دیا ہے۔

غلاف

خانہ کعبہ پر ایک سیاہ غلاف چڑھا رہا ہے۔ اس کو قسودہ کہتے ہیں۔ حج
 کے موقع پر پُرانا غلاف اتار کر نیا غلاف چڑھا دیتے ہیں۔ یہ سلطان کے خرچ
 سے شہر قاہرہ میں تیار ہوتا ہے۔

۱۵۷۷ء میں ابو الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ پانچ برس کی عمر
 میں گم ہو گئے۔ چنانچہ اُن کی والدہ فاطمہ بنت عمر نے آپ کے ملنے پر حریرو دیا
 کا غلاف خانہ کعبہ پر چڑھانے کی نذر کی تھی بفضل ایندلی اس نذر کے بعد ہی
 مل گئے اور فاطمہ بنت عمر نے اپنی منت پوری کی۔ یہ سب سے اول عورت ہیں

جنہوں نے خانہ کعبہ پر حریر و دیا چڑھایا۔ الناصر الدین الشہراحمہد بن لہستانی کے
قبل کعبہ پر سفید دیا کا چڑھتا تھا۔ اُس نے سبز پہنایا۔ اور پھر سیاہ اُس وقت
سے آج تک پہنایا جاتا ہے۔

غلاف کے ۳۳ ٹکڑے ہیں۔ مگر ان کو آپس میں اس طرح ملا دیا ہے
کہ ایک ہی پردا معلوم ہوتا ہے۔ دیوار کے زیریں حصہ میں ایک بالشت اونچا
اور دو بالشت چوڑا چولنے کا گولہ بنا کر اس کے اندر لکڑی کا چوکھٹا جما دیا۔
چوکھٹے میں لوہے کی کھلیں ہیں اور کیلوں کے سروں پر لوہے کے کندھے ہیں
ان کندھوں میں چاروں طرف ڈوری پڑی ہوئی ہے۔ پردے کے دامن ڈوری
کے نیچے سے نکال کر نیچے کی طرح مضبوط ڈوری سے سی دیئے ہیں۔ کعبہ شریف
کے چاروں کونوں پر قد آدم تک پردے یا ہم سیلے ہوئے ہیں۔ اور قد آدم کے
اوپر بکوں سے جوڑ دیئے ہیں۔ خانہ کعبہ کے اوپر کی جانب دیوار میں بھی چاروں
طرف نیچے کی طرح گولہ بنا کر اس میں لکڑی کا چوکھٹا اور کندھے لگائے ہیں۔
اور اسی طرح پردے کے دامن ڈوری سے سی دیئے ہیں۔ غرض کہ یہ پردے
نہایت مضبوط سیلے ہوئے ہیں اور سال میں ایک بار بدلے جاتے ہیں۔

مذہب

مسجد الحرام میں چار مشہور مصلے تھے۔ ایک حنفی دوسرا شافعی تیسرا حنبلی
اور چوتھا مالکی۔ ہارون رشید بن مہدی کے زمانہ میں۔ مذہب ابوحنیفہ، امام شافعی
امام حنبلی اور امام مالک کی بنا پڑی۔ اور مذاہب اربعہ کے لوگ ایک دوسرے کو

مکروہ نظر سے دیکھنے لگے اور جھجکا کرنے لگے تو آٹھویں صدی کی ابتدا میں
 حاکم مصر ملک ناصر فرخ بن برفرق نے مکہ شریف میں چار مذہب کے چار
 مصلے علیحدہ کر دیئے جس سے ایک تفرقہ بین المسلمین کی صورت ہو گئی اور بجائے
 ایک جماعت کے چار جماعتیں ہو گئیں۔ لیکن اب موجودہ حکومت نے ایک ہی
 باقی رکھا ہے۔

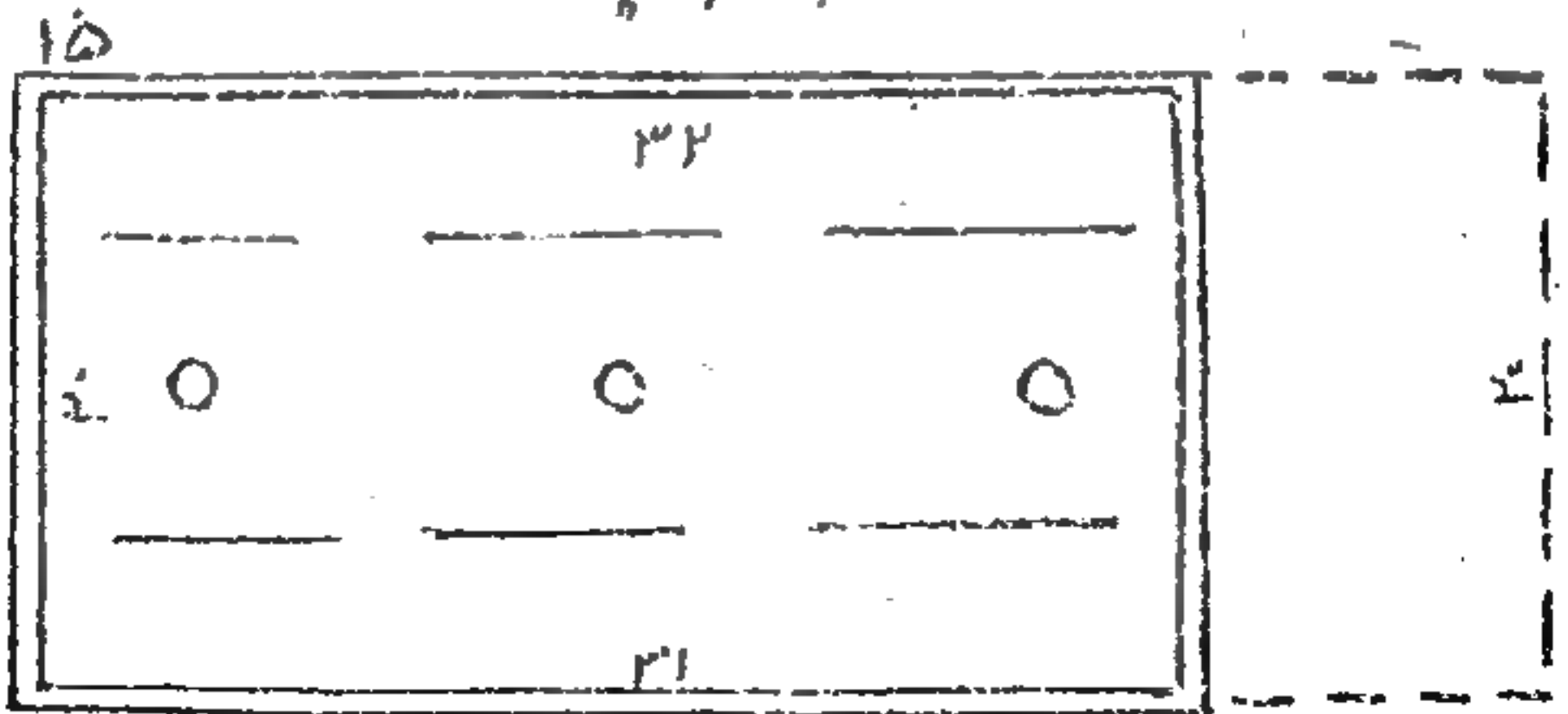
محاذی کعبہ

بیت المعمور (بیت الاقصیٰ) ساتویں آسمان پر ہے حضرت ابراہیم
 علیہ السلام وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ ہر روز ہزار فرشتے اُس کی
 زیارت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک بار زیارت کر جاتے ہیں پھر قیامت تک نہیں
 آتے کہتے ہیں کہ بیت المعمور محاذی کعبہ ہے اگر وہاں سے کوئی چیز پھینکیں
 تو کعبہ کی چھت پر گرے۔ گویا وہ کعبہ آسمانی ہے شاید ابراہیم علیہ السلام اسی
 وجہ سے وہاں تشریف رکھتے ہیں کہ انہوں نے زمین پر کعبہ بنایا۔ اور خدا نے
 انہیں کعبہ آسمانی عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت الاقصیٰ کو یا قوت
 موتی اور سبز زمرہ سے بنایا۔ اُس میں ۱۳ ستون یا قوت سرخ کے ہیں اور صحن
 اُس کا موتی کا ہے۔ بیت المعمور بنی مانہ لوح زمین سے فلک ہضم پر بعد زیارت
 لوح ۲۸ فرشتوں نے اٹھا لیا تھا۔ لیکن یہ روایت اسلام میں سند صحیح سے
 ثابت نہیں ہے۔

کیفیت خانہ کعبہ

اصل بنائے کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے لیکن مقدس بیت اللہ کی متعدد اوقات میں تعمیر ہوئی۔ چنانچہ علامہ ارزقی فاضل بن الحق سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو نوگز بلند بنایا تھا۔ جانب پیش دروازہ حجر اسود سے رکن شاہی تک اس کا طول ۲۲ گز تھا۔ جانب پشت اس کا طول رکن غربی سے رکن شمالی تک ۳۱ گز اور عرضاً رکن بیانی سے حجر اسود تک ۲۱ گز تھا۔ دروازہ اس کا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا۔ کواڑ اور بازو نہیں لگائے گئے تھے۔ اس مقدس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنادیا تھا۔ اس غرض سے کہ بیت اللہ کے مخالف جو اطراف و جوانب سے آئیں اس میں رکھے جائیں۔ اور اس پیمائش کے مطابق جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اس کی قطع بخوبی سمجھ میں آجائے گی۔

خاکہ خانہ کعبہ



دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیمؑ کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا۔ لیکن قریش نے تعمیر کے وقت اس کو چھوڑ دیا۔ اندر کعبہ جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں؟ جو قریش نے قائم کئے تھے۔ اور یہ اب نہیں ہیں۔ اور جو تین نقطہ مدور ہیں وہ ستون عبداللہ بن زبیر نے بنائی ہیں۔ اسماعیلؑ کے انتقال کے بعد بنی جریم اس خانہ خدا کے متولی ہوئے ان کے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا۔ تب بنی جریم نے اس بنیاد پر کعبہ بنایا۔ بعض نے کہا ہے کہ عمالقہ نے تعمیر کعبہ کی۔ یہ نادانی ہے۔ اس وقت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ علیہم السلام پیدا تک نہیں ہوئے تھے۔ اس وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھ دیا ہے کہ بنی جریم سے پہلے عمالیق نے خانہ کعبہ بنایا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی۔ پھر ان کے بعد میں قحطی بن کلاب نے کچھ بنایا۔ غالباً اس تعمیر کی وجہ سیلاب ہوگی۔

یہ تعمیر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے۔ ۲۰۰ برس قبل از ولادت آنحضرت ہوئی کیونکہ قصی آنحضرتؐ کی چھٹی پشت میں ہوئے ہیں۔ اور ستون کو قائم کر کے کعبہ کو مسقف (چھت دار) بنایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پینتیسویں سال اکابران قریش نے حرم شریف کی دیواریں اور کرسی بلند کر کے چھت بنائی۔ اس وقت آنحضرتؐ پھر ڈھونے میں مشربک تھے۔ اور حجر اسود کو اس جگہ پر نصب کیا۔ لیکن انہوں نے کعبہ کو یہ نسبت سابق کے درجہ مرتفع

کیا اور چھ ورع ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اُس طرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چُن لی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک جدید دیوار خانہ کعبہ کے گرد بنائی گئی۔ اور کچھ مکانات توڑ دیئے گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے عہد خلافت میں کچھ تعمیر میں اضافہ کیا اور اسلام میں سب سے پہلے ۶۳۷ھ تا ۶۵۶ھ میں عبداللہ بن زبیر نے حطیم بذریعہ تعمیر جدید داخل حرم شریف کیا۔ اور اُس کی تعمیر ویسے ہی کی جیسے ابراہیمؑ نے کی تھی۔ لیکن انہوں نے ایک دروازہ جدید کا نب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھادی یعنی ۲۷ گز کردی اور ستون چھت پائے کے لئے بنائے۔ ۶۷۲ھ میں عبدالملک حجاج بن یوسف نے شہرِ تائِ حطیم حرم شریف سے خارج کر دیا۔ بعدہ ولید نے کچھ ترمیم کی۔ ابو جعفر منصور نے کچھ مکانات جدید گور حرم شریف کے تعمیر کرائے۔ معتضد باللہ عباسی نے شمال کی طرف باب الزیادہ تک پشت کعبہ باب ابراہیم تک جدید عمارت تعمیر کر کے احاطہ حرم شریف کو بڑھایا۔ ۹۷۹ھ میں سلیمان خان بادشاہ قسطنطنیہ نے عمارت حرم شریف کو از سر نو کمالِ پختگی و خوبی سے تعمیر کرنا شروع کیا۔ جو سلطان مراد خان اُس کے بیٹے کے عہد حکومت میں ختم ہوئی۔

کعبہ ایک مسجد کے صحن میں واقع ہے۔ اُس مسجد کا نام مسجد الحرام بھی ہے۔ یہ مسجد بہت بڑی ہے۔ اس مسجد میں ۱۵۲ قصبے ہیں جن کی شکل گولائی میں الٹی کڑا ہی کی سی ہے۔ ستون اونچائی میں تیس تیس فٹ سے زیادہ ہیں۔ اکثر سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ بعض مختلف قسم کے پتھروں کے بھی ہیں۔

اُن کی تعداد چھ سو کے قریب ہے۔ مسجد الحرام میں ۱۳۰۰ سے زیادہ کنگرے ہیں مسجد کے بڑے دروازے سترہ ہیں اور ۳۹ کھڑکیاں ہیں۔ ان سب دروازوں کے جدا جدا نام ہیں۔ پہلے زمانہ میں مسجد کے مینار زیادہ تھے، لیکن اب صرف سات موجود ہیں۔ مسجد الحرام اور اُن مکانات اور زمین کو جو اُس کے اندر ہے اُس کو حرم کہتے ہیں۔ حرم کی چار دیواری کے ساتھ ساتھ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کعبے کی تعمیر کی تھی اُس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان ہو گئے تھے اس سبب سے اُسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ کعبہ کی اونچائی شرعی گز یعنی ۲۷ انچل کے گز سے ۱۸ گز ہے لمبائی تقریباً ۲۵ گز اور چوڑائی تقریباً ۲۲ گز۔ دیواروں کی موٹائی تقریباً دو گز ہے۔ خانہ کعبہ کے تلے اوپر دو چھتیاں ہیں۔ اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہے۔ دروازہ شرقی دیوار میں ہے جس کی بلندی چھ گز اور عرض چار گز ہے۔ کواڑوں کے تختے سال کے ہیں۔ اور اُن پر چاندی کے پتھرے مندرے ہوئے ہیں زمین سے دہلیز کی بلندی کچھ اوپر چار گز ہے۔

(خیر الکلام فی البلاد عرب و اسلام، سوانح بانی حضرت رسول کریم)

فاران

فاران سے مراد مکہ اور زمین حجاز ہے اس لئے کہ فاران ایک شخص کا نام ہے جو عمال فقہ قوم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے اُس نے حجاز کے حصے کے مکہ شریف کو پایہ تخت بنایا تھا۔ اس لئے اس کے نام سے موسوم ہے

یہ جو توریت میں ہے کہ طور سینا سے خدا آیا اُس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کا دین الہی بواسطہ اس وحی کے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی ظاہر ہوا۔ اور فاران کی چوٹیوں سے نور جلوہ گر ہوا۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف پھیلتا گیا اور اس کرہ ارض کو اپنے آغوش میں لے لیا۔ یہ نور اسلام تھا۔ دنیا کے چہرہ چہرہ پر آج اسلام کے علمبردار موجود ہیں۔ طلوع اسلام کے ۱۳ سو سال بعد دنیا کی چم آبادی حلقہ بگوش اسلام ہے۔ آج انڈونیشیا سے مراکش تک اسلامی حکومتوں کا ایک ایسا سلسلہ ہے جس پر سورج کہیں غروب نہیں ہوتا۔ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کے مطابق یہ تعداد ستر کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ بحر الکاہل میں انڈونیشیا سے لے کر بحر اوقیانوس کے ساحل مراکش تک اسلامی ممالک کا اگرچہ ایک سلسلہ قائم ہے مگر وہ اپنے بے شمار قدرتی ذخائر سے پوری طرح استفادہ نہ کر سکنے کے باعث پس ماندہ ملکوں کی صف میں ہیں اور عصر حاضر کی ضروریات کے لئے دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اگر ان میں اتحاد ہو اور وہ اپنے رسائل سے فائدہ اٹھائیں تو ایک عظیم طاقت بن سکتے ہیں۔

سائبر

سائبر سے مراد ملک شام کا ایک پہاڑ۔ وہیں حضرت عیسیٰ کے دین نے ظہور کیا اور فاران کی پہاڑیوں پر ظہور کرنے کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے مکہ میں دین اسلام کے ذریعہ سے تجلی کی اور وحی الہی حضرت کی ذات اقدس پر نازل ہوئی۔ اور توریت میں جو آیا ہے کہ قدسیوں کے لوا ان کے ساتھ ہوں گے

سو قدسیوں کے نواسے مراد اُمت و اولیائے کرام ہیں اور آنحضرت کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہمیشہ آپ کے ہمراہ سعادت رہے اور ایک دم کو آپ سے جدا ہوئے۔ منجملہ اس آیت کے یہ ہی شہادت ہے جن پر چاروں کتابیں اناجیل نے اتفاق کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اس وقت کہ انہوں نے آسمان پر عروج کیا۔ حواریوں سے کہا کہ میں اپنے باپ اور اپنے خدا کے پاس جانا ہوں اور تم کو ایک نبی کا مژدہ سناتا ہوں جو میرے بعد ظہور کرنے والا ہے اُس کا نام فارقلیط ہے۔

جدہ

عرب کا مشہور بندرگاہ جو بحر قلزم پر واقع ہے۔ جہاں حضرت حوّا کو اتارا گیا تھا۔ اُس وقت سے اس کا نام جدہ ہے یعنی داوی آقاں کا مقام بن گیا اور یہاں ہی حوّا اور شیث کا مزار ہے۔

عرفات

یہاں آدم اور حوّا کی ملاقات ہوئی ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانا۔ اس لیے اس کو عرفات کہتے ہیں۔ بزمانہ حج عرفات کے میدان میں خدا کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

صفاء و مروہ

صفاء و مروہ کی پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ، حضرت اسماعیل کے لیے پانی

تلاش کرنے لگیں تھیں۔ بزمانہ حج یہاں پر دوڑ دوڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں جیسے حضرت ہاجرہ دوڑی ہیں قریب حرم شریف ہے۔

منیٰ

قریب خانہ کعبہ ہے۔ حج کے زمانہ میں حضرت اسماعیلؑ کی طرح قربانی کا جشن منایا جاتا ہے

موقف

ایک مقام ہے و ذوالحجہ کو بزمانہ حج دوپہر کے بعد دعائیں مصروف ہوتے ہیں۔

مزدلفہ

یہاں و ذی الحجہ کو ظہر اور عصر ایک ساتھ اور مغرب و عشا کی ایک ساتھ نماز ادا کی جاتی ہے۔

جمرہ

۱۲ ذی الحجہ کو صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر یہاں شیطان پر کنکریاں پھینکنے کی رسم ادا ہوتی ہے۔

مدینہ و حوالی مدینہ

مدینہ

یہ وہ پاک اور مقدس شہر ہے جہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر شریف لے گئے اور قیام فرمایا۔ اسی جگہ وفات پائی اور اسی جگہ

مدفون ہوئے، اس شہر کو کلام پاک میں خدا تعالیٰ نے یثرب کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں آکر سکونت اختیار فرمائی تو اسے مدینۃ النبی کہنے لگے۔ یعنی نبی کا شہر، اور مدینۃ النبی کہتے کہتے صرف مدینہ کہنے لگے۔ اور پھر اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ حدیث میں اس شہر کو مدینہ طیبہ یعنی پاک شہر ہی لکھا ہے۔ اس شہر کے پاک اور مقدس ہونے کی اس سے بہتر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حضرت نے اسے اپنے قیام اور اپنے پاک مذہب کی اشاعت کے لئے پسند فرمایا۔

مدینہ صوبہ حجاز میں بحر احمر کے بندرگاہ منسوب سے جانب شمال و مشرق سو میل اور مکہ معظمہ سے بجانب شمال ۳۶۵ میل پر واقع ہے۔ ۲۵ درجہ ۱۳ دقیقہ طول ۴۰ درجہ دقیقہ عرض ہے۔ آبادی شہر قریب ایک لاکھ آدمی کی ہے یہ شہر ایک میدان مرتفع پر پہاڑیوں کے ایک سلسلہ میں واقع ہے۔ اور پہاڑیاں مغرب کی طرف سے ایک صحرا کی حد بندی کرتی ہیں جو بحر قلزم سے ملا ہوا ہے۔

۴۴ فٹ اونچی دیوار شہر پناہ کچی ہوئی ہے جس میں چابکاتین برج بنے ہوئے ہیں۔ اور تین بڑے پہاڑ ہیں۔ جنوبی چھاٹک کا نام باب المصرب ہے۔ شہر پناہ کے باہر بھی کسی قدر آبادی ہے۔ آب و ہوا خوش آئند و معتدل زمین زرخیز و شاداب ہے۔ باغات و اشجار شاداب نظر آتے ہیں۔ زراعت، گندم جوار اور باجرہ ہوتی ہے۔ نہریں جا بجا بہتی ہیں کنوؤں کا پانی بمقابلہ مکہ شریف اچھا ہے۔ مدنی لوگ خوبصورت، نیک سیرت، خوش خو، نفیس مزاج مہمان نواز

اور خوش پوشاک ہوتے ہیں، شہر میں ہر قسم کی جنس دستیاب ہو سکتی ہے بلکہ معطلہ سے گیارہ بارہ روز میں قافلہ یہاں پہنچتا ہے قافلہ حجاج منافہ میں ٹہرتا ہے۔ یہ مقام شہر پناہ کے باہر ہے اس کی چار دیواری میں مثل نصف دائرہ کے شہر پناہ کی غربی دیوار سے شروع ہو کر جنوبی دیوار سے جا ملی ہے۔ منافہ کے چار دروازے ہیں خاص شہر و حقیقتوں میں منقسم ہے۔ ایک مدینہ قدیم دوسرا مدینہ جدید۔

شہر کے تمام کوچہ و بازار میں پٹی ہوئی نہر ہے جس میں جا بجا پتیل کی پیچ دار ٹونڈیاں لگی ہوئی ہیں جس کا جہاں جی چاہے بلا تکلف پانی پی لے علاوہ اس کے حرم شریف کے ہر دروازہ کے باہر ایک چوتھرہ سنگین بنا کر اس کے مقابل دیوار میں نل آہنی قائم کر کے متعدد پیچدار ٹونڈیاں پتیل کی لگادی ہیں ان نلوں میں بندریہ بمب پانی چڑھتا ہے اور وضو کے کام آتا ہے اور حرم شریف کے چاروں طرف زمین دوز آہنی نل لگے ہوئے ہیں متصل باب السلام گھنٹہ گھر ہے بازار چوک میں نہایت عالیشان سنگین عمارت نشا خانہ کی ہے۔ بازار کی دکانیں اور فرش سنگین بنا ہوا ہے۔ رات کو روشنی ہوتی ہے۔ خوشبو یا ت کی چیزیں جیسی نادر مدینہ میں ہوتی ہیں ایسی دوسری جگہ نہیں ہوتی۔ خصوصاً گل سرخ، عمارت شہر کی دلچسپ عمدہ قلعہ کی ہے۔ شہر کے دروازے پر ٹین کے سپاہیوں کا بازار اور شہر کے محلوں میں پولیس کا بہرہ رہتا ہے۔ بعض دروازوں میں محرابی گھڑیاں آدیراں ہیں۔ باب الشہلیہ کی جانب ایک قلعہ سنگین نہایت خوبصورت تعمیر ہے جس میں فوج رہا کرتی ہے جو

توانیں مکہ میں جاری ہیں انہیں کا یہاں بھی عملدرآمد رہتا ہے۔ اس منبرک اور مقدس شہر کی مٹی خوشبودار ہوتی ہے شہر کے اندر اکثر مسافر خانہ اور مدارس ہیں یہاں سے سڑک دمشق کو جاتی ہے جو ہر وقت صاف رہتی ہے۔

مسجد نبوی و روضہ مقدس

مسجد نبوی کی بنیاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے رکھی اس مسجد کی تعمیر کے لئے انصار اور مہاجرین اپنے سروں پر مسالچ اٹھا اٹھا کر لاتے اور اسے تعمیر کرتے تھے اور ابو ہریرہؓ کی روایت کے بموجب حضرت خود اینٹ مٹی گارا اٹھا اٹھا کر پہنچاتے تھے اس زمانہ میں یہ مسجد بہت چھوٹی تھی۔ شروع شروع میں اس مسجد میں امام کے لئے کوئی منبر نہ تھا خطبہ سنالے کے وقت بعض اوقات ایسا ہوتا کہ رسول خدا کھڑے کھڑے ٹھک جاتے تھے اور کسی لکڑی وغیرہ کے سہارے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے ایک شخص نے نبی نجار میں سے منبر ایجاد کیا۔ یہ منبر لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ دو ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا تھا۔ اس میں تین سیڑھیاں ایک ایک بالشت اونچی تھیں۔

اس مسجد کے ایک گوشہ میں حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا جو اب بھی ہے اور اسی حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہے۔ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی قبریں بھی اسی حجرے میں ہیں۔ اس حجرے کے قریب حضرت فاطمہؓ کا روضہ ہے۔ قبر پر سیاہ غلاف چڑھا ہوا ہے۔

پرنجمبر خدا کے بعد اس مسجد کی کئی دفعہ ترمیم ہوئی۔ ۱۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے اس کی ترمیم کی۔ ۱۸۸ھ میں خلیفہ ولید نے اس کو زیادہ وسیع کیا اور شاندار بنایا۔ ۱۹۱ھ میں بغداد کے خلیفہ مہدی نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ ۵۷۷ھ میں آتشزدگی کا وجہ سے یہ مسجد خراب ہو گئی تھی اسی سال پھر اس کی تعمیر ہوئی ۸۸۸ھ میں مصر کے بادشاہ نے اس کو تعمیر کیا اور اس زمانہ سے اب تک یہ مسجد اسی حالت میں چلی آتی ہے۔

مسجد مبارک مستطیل ہے اور چاروں طرف دالان بنے ہوئے ہیں درمیان میں صحن ہے اور ریت بچھا ہوا ہے۔ قبلہ کی سمت یعنی مغرب سے مشرق کی لائن میں پانچ درجہ کا دالان ہے۔ اور اس کے مقابل میں بھی اسی طرح پانچ درجہ کا دالان ہے۔ روضہ اقدس قبلہ کی سمت کے دالان میں مشرقی گوشہ میں واقع ہے۔ روضہ مبارک کی عمارت صحن کے طرف کے درجہ سے مشرق ہو کر تیسرے درجہ میں تجاوز کر گئی ہے۔ اسی طرح پوڑانی میں مشرقی سمت کے دو درجہ تک منتہی ہوتی ہے۔ ان دالانوں کے چھ سنتون۔ روضہ مبارک کی عمارت کے اندر آگئے ہیں۔

قبلہ رو دو دیوار ۲۴ بالشت اور مشرق رو دیوار ۳۰ بالشت عرض ہے مشرقی گوشہ سے شمالی گوشہ تک ۴۹ بالشت ہے۔ روضہ مقدس کے پانچ گوشے اور پانچ دیواریں ہیں اس عمارت کی قطع ایسی عجیب ہے جس کی نظیر تعمیر ہونی محال ہے قبلہ کی طرف اس کو اس قدر ترچھا کر دیا ہے کہ اس کی طرف منہ کر کے نماز کے واسطے نہیں بکھڑے ہو سکتے اس لئے کہ اس طرف منہ کر کے

کھڑے ہونے سے استقبال قبلہ صحیح نہیں ہوتا۔

روضہ مطہرہ کے سرہانے کی دیوار میں آبنوس کا ایک صندوق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے مقابل نصب ہے۔ صندوق پر صندوق کی
پچھی کاری کی ہوئی ہے اور نہایت چمکیلے چاندی کے پترے جڑے ہیں۔ پانچ
بالمشت کا طول، تین بالمشت کا عرض اور چار بالمشت کی بلندی ہے۔ رکن
شمالی اور عربی کے درمیان میں ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہ جگہ جبریل علیہ السلام
کے نزول کی ہے۔ تمام روضہ مقدس کی وسعت چاروں طرف سے ۲۸۲
بالمشت سے کچھ زیادہ ہے۔ سردیوار کا ایک بالمشت حصہ زیریں جس کو اجارہ
کہتے ہیں خواجہ نور تیرتے ہوئے پتھروں سے بنایا ہے اوپر کے دوسرے
ثلث حصہ پر مُشک وغیرہ وغیرہ عطریات سے نصف بالمشت موٹی کھجور
کی ہے۔ سب کے اوپر کے ثلث حصہ میں لکڑی کی جالیاں ہیں اور یہ جالیاں مسجد
کی چھت سے ملی ہوئی ہیں اس لئے کہ روضہ مطہر کا کاسۂ اعلیٰ مسجد کی بلندی سے
بلا ہوا ہے۔ روضہ مقدس کے پردوں پر لاجوردی رنگ ہے۔ اور درمیان میں
چھول بوٹے اور نیلیں وغیرہ ہیں۔ بوٹوں کے اندر خوشنما گول گول دائرے اور
اُن کے گرد زمردی اور سفید نقطے ہیں۔ اور جاری کی پیشانی پر سفیدی مائل
جدول ہے۔ غرض کہ اس کا منظر نہایت خوشنما اور دلچسپ ہے۔ قبلہ رو دیوار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوئے مبارک کے محاذی چاندی کی میخیں ہیں۔
اُن کے سامنے سلام کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کا سر مبارک
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے بائیں ہے اور حضرت صدیق اکبر

کے دوش کے قریب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مقدس ہے۔ پہلے قبلہ کی طرف پشت کر کے رُوتے مطہر کے سامنے سلام کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر داہنی طرف کو ذرا سرکہ کر صاحبین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔ اس طرف کی دیوار کے سامنے۔ ہتھیلیاں آویزاں ہیں۔ ان میں دو سونے کی باقی چاندی کی ہیں۔

روضہ مقدس کے شمال میں پختہ کا ایک چھوٹا سا حوض ہے اور اس میں قبلہ رُو ایک حوض ہے۔ یعنی سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا مکان اور بعض قبر شریف بیان کرتے ہیں۔ اصل حال خدا کو معلوم ہے۔ روضہ مطہر کے داہنی طرف ۴۲ قدم کے فاصلہ پر منبر شریف ہے۔ یہاں سے روضہ مقدس تک ڈیڑھ بالشت بلند اور چھ قدم چوڑا پختہ کا فرش ہے منبر اور روضہ صغیر کے درمیان میں آٹھ قدم کا فاصلہ ہے۔ حدیث شریف میں اس روضہ کو ریاضِ جنت میں سے فرمایا ہے۔ اس میں حصولِ برکت کے واسطے نمازیں پڑھتے ہیں اس کے سامنے قبلہ کی جانب ایک عمود ہے کہتے ہیں یہ عمود ستونِ حسانہ کی باقی ماندہ لکڑی پر چڑھا ہوا ہے۔ ستونِ حسانہ کی لکڑی عمود میں سے نظر آتی ہے۔ اس کو بوسہ دینے ہیں اور اس پر منہ رگڑتے ہیں۔ روضہ صغیر کے کنارے قبلہ کی طرف سرپانے والا صندوق ہے۔ منبر شریف زمین سے قد آدم بلند ہے۔ پانچ قدم لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہے آٹھ میٹر چھیاں ہیں۔ اور ایک چھتر کے دار دروازہ سارے چار بالشت کا بلند لگا ہوا ہے۔ یہ دروازہ مقدس جمیعہ کو کھلتا ہے۔ کل منبر پر آنسو کی لکڑی بٹھی ہوئی ہے۔ سرورِ کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اُوپر نظر آتی ہے اس پر کسی قدر اُوچا کر کے
 آنسو کا تختہ لگا دیا ہے تاکہ اس جگہ کوئی نہ بیٹھ سکے۔ اس مقام مبارک کو لوگ
 ہاتھ ڈال کر چھوتے ہیں۔ منبر کے دائیں طرف کے سرے پر جہاں خطبہ کے وقت
 خطیب ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ چاندی کا ایک گھومتا ہوا حلقہ لگا ہوا ہے۔
 اس کی قطع درزی کے انگشتانہ کی سی ہے۔ مگر اس سے کسی قدر بڑا ہے۔ کہتے
 ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے وقت حضرات حسنین علیہ السلام اس سے کھیدا کرتے تھے
 مسجد مبارک کا طول ۱۹۶ قدم اور عرض ۱۲۶ قدم ہے اور ۲۹ ستون ہیں
 ستون چھت سے ملے ہوئے ہیں۔ مگر محراب میں نہیں ہیں۔ خیمے کے ستون کی طرح
 ہیں۔ پتھر کے گول ترشے ہوئے ٹکڑوں سے ستون بنے ہیں۔ ہر ٹکڑے میں
 سوراخ ہے۔ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کے سوراخ میں پھنسا کر اور گرم سیہ
 ڈال کر جوڑ دیا ہے۔ اوپر سے چوڑے کی قلعی کر کے اس طرح گھونٹا ہے کہ دیکھنے
 میں بالکل سنگ مرمر کے معلوم ہوتے ہیں۔ قبلہ ردالان کے آخری درجہ میں
 منقصورہ ہے اور اسی میں محراب ہے۔ لیکن امام روضہ صغیرہ میں نماز پڑھتا ہے
 منقصورہ کی محراب پیشانی پر ایک زرد رنگ کا پتھر بہت چمکیلا لگا ہوا ہے۔
 اس پر کسری کا آئینہ تیا ہے۔ محراب کے اندر ایک چھوٹا سا ڈبہ کپس میں لٹک
 رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کسری کا جام ہے واللہ اعلم بالصواب۔

منقصورہ کے سامنے مشرقی گوشہ میں دو خزانے ہیں ان میں مسجد مبارک
 کی کتب موقوفہ رکھی جاتی ہیں۔ روضہ صغیرہ اور مزار مقدس کے درمیان میں بہت
 بڑی تیائی پر مقفل صندوق کے اندر کلام اللہ شریف رکھا ہے۔ یہ قرآن ان

چاروں قرآنوں میں سے ہے جو حضرت عثمانؓ نے چاروں طرف ممالک میں بکھیرے تھے۔ شرقی دالان کے دوسرے درجہ میں ایک زمین دوڑ دروازہ تہ خانہ کا مقفل ہے اس کے اندر بنانے کے لئے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ یہ تہ خانہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں منتهی ہوتا ہے اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آمد و رفت کا رستہ تھا۔ اس تہ خانہ کے قائم رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خلیفہ اول کے مکان کے سامنے حضرت عمرؓ اور ان کے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مکان ہیں۔ روضہ مقدس کے آگے ایک بڑا صندوق ہے۔ اس میں خاص روضہ مبارک کی روشنی کا سامان شمعیں اور شمعدان وغیرہ پڑا رہتا ہے مشرقی حصہ میں ایک لکڑی کا مکان ہے آستانہ مقدس کے شب کے نگہبان رات کو اس میں رہا کرتے ہیں۔ یہاں کے خدام نوجوان حبشی اور مغربی خوب رو اور خوش لباس ہیں۔ یہاں کا موزن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ شمال کی طرف ایک نیا قبہ ہے جس کو قبہ الزیبا کہتے ہیں۔ اس میں مسجد مبارک کا تمام سامان رہتا ہے۔ اس قبہ کے سامنے صحن میں خرما کے پندرہ درخت ہیں۔ مسجد کی تمام دیواروں پر نیچے سے نصف بلندی تک سنگ رخام کا اجارہ بنا ہوا ہے۔ یہ پتھر مختلف الوان اور مینا کار ہیں۔ اوپر کی نصف دیواروں پر نگینے ہیں۔ ان کا سونا فیسفا کہلاتا ہے۔ نگینوں کی ترتیب میں بڑی صنایعی کی ہے۔ قسم قسم کے درخت بنا کر اس میں پھلوں کے بوجھ سے چمکی ہوئی بہت خوشنما ڈالیاں دکھائی ہیں۔ خصوصاً قبہ روادالان کی

صحن والی اور آخر کی دیوار، اسی طرح اس کے مقابل کی دونوں دیواریں اور مشرقی و غربی والوں کی، صرف صحن والی دیواریں نہایت خوشنما اور سہفت کار ہیں اُن کے اُدپر طرح طرح کے رنگوں سے اس خوبی سے محدود لیں کہ پچی ہیں کہ اُن کا وصف احاطہ بیان سے باہر ہے۔ مگر اس مسجد مبارک کا روضہ مقدس کے گرد تعمیر ہونا ہی تمام زمینوں پر فائق ہے۔

مسجد کے انیس دروازے ہیں۔ چار تو کھلے ہوئے ہیں۔ باقی بند ہیں۔ کھلے ہوئے دروازوں میں سے دو دروازے غرب اور دو مشرق کو ہیں۔ غربی دروازوں میں سے ایک کو باب جبرئیل اور دوسرے کو باب الرخاء کہتے ہیں۔ بند دروازوں میں سے پانچ غرب کو پانچ مشرق کو۔ ایک قبلہ رو اور چار شمال کو ہیں۔ باب جبرئیل کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان ہے اور اس مکان میں آپ کو شہید کیا گیا تھا۔ مشرقی حصہ میں جمال الدین موصلی کا مزار ہے۔ اس مزار اور روضہ اقدس کے درمیان مسجد کی دیوار میں لوہے کی جالی لگی ہوئی ہے۔ اس کے ذریعہ سے بوئے فردوس اس کے مشام جان کو معطر کرتی ہے۔ مسجد میں تین مینار ہیں۔ ایک قبلہ رو دیوار میں مشرقی کونے پر اور دو شمالی والوں کے گوشوں پر ہیں۔ مگر یہ آخر الذکر دونوں مینار برجوں کی طرح چھوٹے چھوٹے ہیں

مشہد حضرت حمزہ و جیل اُحد

مشہد جیل اُحد سے قبلہ کی جانب دامن کوہ واقعہ ہے۔ جیل اُحد مدینہ شریف سے شمال کی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ مشہد میں ایک مسجد ہے

اور اُس کے سامنے شمال کی طرف میدان میں حضرت حمزہ کا مزار ہے اور مزار کے سامنے گنج شہیدان ہے۔ اس میدان کے محاذی جبل اُحد کے اسفل میں وہ غار مبارک ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھا کرتے تھے۔ گنج شہیدان کے گرد کی سُرُخ زمین حضرت حمزہؓ سے منسوب ہے۔ اس مٹی سے لوگ برکت حاصل کرتے ہیں۔

بقيع الغرقہ و بیت الحزن

بقيع الغرقہ مدینہ پاک کے مشرق میں ہے جس دروازہ سے اس مقام کو راستہ گیا ہے اُس کو بھی باب البقیع کہتے ہیں۔ دروازہ سے نکلتے ہی داہنی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت زبیرؓ کی ماں بی بی صفیہؓ کا مزار ہے سامنے مالک بن انس کا مزار ہے۔ اس پر بھی سفید قبہ ہے اور قبہ پر لکڑی کے تختے لگے ہوئے ہیں۔ اُن پر خوبصورت برجی کا کام ہے۔ اس قبہ کے داہنی طرف عبدالرحمن الاوسط ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مزار ہے جن پر حضرت عمرؓ نے حد لگائی تھی۔ اور اُس کے صدمہ سے بیمار ہو کر وفات پائی۔

قبر کے قریب عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہم کے مزار ہیں۔ ان کے برابر ایک روضہ میں ازواجِ منہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب ہیں۔ اس روضہ کے برابر ایک چھوٹے سے مرقد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین اولادوں کی قبریں ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عباس ابن عبدالمطلب اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے مزار ہیں۔ ان مزاروں پر

بہت بلند قبة ہے۔ اور باب البقیع سے قریب ہے۔ دہنی طرف حضرت عباس کے پائنتی حضرت امام حسن علیہ السلام کا سر مبارک ہے۔ یہ دونوں قبریں بہت عریض اور زمین سے بلند ہیں۔ قبروں پر نہایت خوشنما تختے لگے ہوئے ہیں تختوں پر برنجی چادر کاٹ کر بلیں بنائی گئی ہیں۔ اس آرائش سے منظر دل فریب ہو گیا ہے۔

قبة کے برابر حضرت سیدہ النساء فاطمہ الزہرا کا بیت الحزن ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ اس مکان میں رہا کرتی تھیں۔ بقیع کے آخر میں حضرت عثمان شہید منطوم رضی اللہ عنہ کا مزار ہے اور اس پر ایک چھوٹا سا قبة ہے اور وہیں پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مزار ہے اور اسی مزار پر یہ عبارت مرقوم ہے :-

ما فم قبر احد کفاطمہ بنت الاسد رضی اللہ عنہا
وعن بنیاء۔

اس کے سوا بقیع میں مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے بے شمار مزارات ہیں۔

قبا اور مسجد قبا

اس مسجد کی بنیاد اس طرح پڑی کہ جب سرور کائنات مکے شریف سے ہجرت فرما کر آئے۔ اس کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔ یہ پہلی

مسجد ہے جو اشاعت اسلام کے بعد تعمیر ہوئی۔ پہلے پہل یہ مسجد بہت مختصر تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی توسیع کی اور سلطان عبدالحمید خان نے از سر نو تعمیر کیا۔ یہ مسجد بہت متبرک خیال کی جاتی ہے اور اس جگہ نماز ادا کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔

مدینہ شریف سے قبلہ کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہلے یہ جگہ مدینہ منورہ سے قبا تک برابر بہت آباد تھی۔ مگر آج کل یہاں سے وہاں تک خرما کے باغات ہیں۔ یوں تو مدینہ کے چاروں طرف باغوں کی کثرت ہے لیکن سب سے زیادہ مشرق اور قبلہ کی طرف اور سب سے کم مغرب کی جانب ہیں قبا ہی میں وہ مسجد ہے جس کی بنا تقویٰ پر ہے۔ یہ مسجد عرض و طول میں مربع ہے۔ منیار نہایت بلند اور سفید ہیں۔ بہت دور سے نظر آتے ہیں۔ وسط مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ کے آرام کرنے کا مقام ہے۔ چھوٹے روضہ کی طرح اس کے گرد چار دیواری بنا دی گئی ہے۔ مسجد کے صحن میں قبلہ کی جانب ایک محراب ہے اس جگہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے آکر نماز پڑھی تھی۔ مسجد میں سات درجہ کا ڈالان ہے۔ اور سات درجہ طول میں ہے۔ قبلہ کی طرف دیوار میں محرابیں ہیں اور مسجد میں ایک دروازہ ہے۔ مسجد کے سامنے قبلہ کی سمت ابی ایوب ابن نجار انصاری کا مکان ہے۔ غرب کی جانب میدان میں ایک کنواں ہے۔ کنویں کے پاس پتھر کا کھدایا ہوا ایک حوض ہے۔ حوض کی نکل بیلہ کی سی ہے۔ اس میں لوگ وضو کرتے ہیں۔ ابن نجار کے مکان کے برابر حضرت سیدہ الزہراء رضی اللہ عنہا،

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے مکانات ہیں۔

سیرارلسیں

یہ ایک کنواں ہے پہلے کھاری تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے مٹیٹھا ہو گیا ہے۔ اس کنویں میں حضرت عثمانؓ کے دست مبارک کی انگوٹھی گری تھی۔ یہ ایک مشہور قصبہ ہے۔ ابن نجار حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکانات کے سامنے یہ کنواں ہے۔

دارالصفہ

کنویں کے قریب دارالصفہ ہے یہاں عمار اور سلیمان وغیرہ رضی اللہ عنہم رہا کرتے تھے۔

عرفات

دارالصفہ کے اخیر میں ایک ٹیلہ ہے اس کا نام عرفات ہے۔ عرفہ کے روز آنحضرتؐ اس ٹیلے پر کھڑے ہوئے تھے۔ آپؐ کے واسطے زمین سمٹ جاتی تھی۔ اور حاضرین کو میدان عرفات نظر آ جاتا تھا۔

بصیۃ کیفیت مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کی دوہری چار دیواری اور چار دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک لوہے کا دروازہ ہے۔ اس کا نام باب الحديد ہے۔ دوسرے کا نام باب الشرب ہے۔ تیسرے کا نام باب القبۃ ہے۔ آج کل یہ دروازہ بند ہے۔ چوتھے دروازے کا نام باب البقیع ہے۔ مغرب کی سمت فصیل شہر سے کچھ فاصلہ پر وہ خندق ہے جو مخالفین اسلام کے ہجوم کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کروا

اور خندق کے کنارے پر ایک ویران قلعہ پڑا ہوا ہے۔ اُس کا نام حصن الخراب ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے غراب مدینہ منورہ کے واسطے یہ قلعہ تعمیر کیا تھا خندق اور مدینہ منورہ کے درمیان میں راستے کے دہنی طرف ایک چشمتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے۔ اُس کے گرد لمبی دیوار کھچی ہوئی ہے۔ گویا مستطیل حوض کی شکل ہو گیا ہے۔ حوض کے بیچ میں پانی کا منبع ہے اور اُس کے اطراف میں دو مستطیل سقائے ہیں اُن سقاؤں کی دیوار سے چشمتہ کی دوسری چار دیواری دونوں سقائے چشمتہ کی سطح سے نیچے ہیں ان میں سے ہر ایک سقائے میں اُترنے کی ۲۵ و ۲۵ سیڑھیاں ہیں۔ اور دونوں میں چشمتے کا پانی آتا ہے۔ سقاؤں میں لوگ نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں چشمتہ کا پانی صرف پینے یا باہر لے جانے کے کام میں آتا ہے۔

قبہ حجر الزیت و بئر الفضل

مدینہ منورہ کی جانب چشمتہ کے قریب ہے۔ اس قبہ میں وہ پتھر ہے جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے روغن زیت ٹپکا تھا قبہ کے شمال میں بئر بضاہ ہے۔

جبل الشیطان

قبہ کے بائیں طرف ہے اس جگہ سے شیطان نے جنگ اُحد کے دن مسلمانوں کو دھوکا دیا تھا کہ تمہارے نبی مارے گئے۔

بئر رومہ

جبل الشیطان سے آگے مغرب کو یہ کنواں واقع ہے۔ اس کنویں کا

نصف حصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بیس ہزار دینار کو خرید کیا تھا۔

مسجد الفتح

جبل احد کے راستہ میں حضرت علیؓ اور سلمان رضی اللہ عنہما کی مسجدیں ہیں ان کے علاوہ ایک مسجد الفتح ہے۔ اس جگہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ فتح نازل ہوئی تھی۔

سقاوے باب الحديد

مدینہ منورہ کے اندر باب الحديد کے قریب تین سقاوے ہیں اندر جانے کے واسطے سیڑھیاں ہیں ان کا پانی صاف اور خوش ذائقہ ہے۔ یہ سقاوے حرم شریف کے چاروں طرف سے قریب ہیں۔ حرم شریف کے چاروں طرف شارع عام میں ترشے ہوئے پھروں کا فرش ہے۔

بیت المقدس

مسجد اقصی یا بیت المقدس اس مسجد کا نام ہے۔ جس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اس کو اہل کتاب سبک لکھتے ہیں۔ یہ مسجد شہر یروشلم یا جیروسلم میں واقع ہے جو ملک فلسطین میں ہے اور اس ملک کو یہودیہ ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) اور ملک شام بھی کہتے ہیں۔

شام (سریہ) کو زمانہ قدیم میں ارام کہتے تھے۔ یہ ایشیائے ترکی کا ایک حصہ ہے جس میں شہر الیپو (حلب) ہے۔ اس میں ملک یابل بھی شامل تھا۔ کنواں اس گاؤں کا بھی نام ہے جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تھے

جو جبل اور نابلس کے درمیان تھا۔ اور وہیں وہ کنواں ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام ڈالے گئے تھے۔

اسی طرح شام کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔ اور کبھی اُس کے خاص حصّہ کو بھی کہتے ہیں جو اُس ملک کا مغربی حصّہ بحیرہ روم کے کنارہ پر واقع ہے جس میں عسقلون، یقرون، یافہ اور عازہ شہر آباد ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس ملک میں فرقہ کوشس کے لوگ رہتے تھے جن کا مقابلہ بنی اسرائیل سے ہوا کرتا تھا۔

مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن حکیم کی ان آیات میں واقع ہے جس کو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت القدس سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے اب ہم اُس کو چھوڑ کر شمالی حصّہ یعنی ملک فلسطین (کنعان) جس میں شہر یروشلم (بیت المقدس) ہے، کا حال بیان کرتے ہیں تاکہ پھر شب معراج میں آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں تشریف لے جانا ذہن نشین ہو۔ اور مخالفین نے جو شبہات کئے ہیں وہ بھی رفع ہو جائیں۔

حدود اربعہ

شمال میں سریا (شام) مغرب میں شمالی حصّہ تک بحیرہ روم جس کے کنارہ پر طرابلس، عسہ، یافہ، صیدا، عسقلون، عکہ، صوّر، بیروت، لاذقیہ قیساریہ وغیرہ شہر واقع ہیں جنوب میں ملک عرب کے شمالی حصّے اور مشرق میں یردن ندی اور بحر المیت (بحر کُوط) یعنی وہ شورجیل جس کا طول ۷۰ میل عرض ۱۰ میل ہے۔ اس کے کناروں پر حضرت کُوط علیہ السلام کی نافرینی سے وہ

پانچ گاؤں غارت ہو کر لبے بکھے جو شہر سدوم، عمورہ وغیرہ کے قریب تھے وہاں کے باشندے علاوہ بیت پرست ہونے کے لواطت میں گرفتار تھے۔ عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے۔

طول

اس ملک کا طول شمالاً و جنوباً سیریا سے لے کر عمالیقون کی زمین تک ۸۰ کوس اور عرض پورب کچھم میں بجرہ روم سے لے کر مواہیبون کی زمین تک ۴۰ کوس۔ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہو گئے تھے۔

موجودہ فلسطین

موجودہ فلسطین بحر روم کے کنارے پر جنوب مشرق کی سمت ۱۰۴۲۰ مربع میل کا علاقہ ہے اس کی مجموعی آبادی دیکم جنوری ۱۹۳۹ء کی مردم شماری کے مطابق ۴۲۵۰۰۰ ہے یہاں دو تہائی عرب (مسلمان اور عیسائی) اور ایک تہائی یہود آباد ہیں۔ دونوں میں فلسطین کی قسمت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جنگ و جہاد کا سلسلہ جاری ہے۔

فلسطین کی سرزمین مذہبی نیا کیلئے

خدا کا ایک الہام۔ انجیل کا ایک باب۔ قرآن کی ایک آیت ہے۔ یہاں

موت کا سمنذر بھی موجود ہے اور زندگی کا کنارہ بھی۔ فلسطین سبکی سلیمانی کی سرزمین ہے حضرت عیسیٰ کا وطن پیدائش ہے اور حضور آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معراج۔ ایشیا انسانیت کا اولین گہوارہ ہے۔ ایشیا نے یورپ کے ویرانوں کو انسان دیے اور انہیں آباد کیا۔ ایشیا نے یورپ کو مذہب عطا کیا۔ اور اس جود و عطا کا شرف فلسطین ہی کی سرزمین کو حاصل ہوا۔ آج دنیا میں نصاریٰ کی آبادی سب سے زیادہ ہے اور یہ شخص فلسطین کے ایک شخص ناصرہ کا فیضان و احسان ہے۔ فلسطین انسانی تاریخ میں ایک بڑی جگہ ہے مگر اس کی یہ بڑائی اور بزرگی تمام تر ایک شہر کی وجہ سے ہے۔ اس شہر کو ہندوستان کے مسلمان بیت المقدس کہتے ہیں۔ عرب قدس کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہودی ارض موعود سمجھتے ہیں اور عیسائی یروشلم۔

بیت المقدس انبیاء کی سرزمین ہے اور دنیا کی اکثریت کا قبلہ رحوئی نام پر نظر کیجئے تو ایک تاریخی سرزمین ہے اور تاریخی حقیقت کا خیال کیجئے تو ایشیا اور یورپ کے درمیان مذہب اور تہذیب کا سنگم۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں بے وطن ہوئے تو بیت المقدس کی سرزمین میں پہنچ کر اقامت فرما ہوئے۔ ابراہیمی نسل کی دو شاخوں بنی اسحاق اور بنی اسماعیل (یہود اور عرب) کا رشتہ وراثت قائم ہوا۔ یہود نے وراثت حاصل کی اور اسے اپنی بد اعمالیوں سے ضائع کر دیا۔ عرب اس میراث کے مالک ہوئے اور آج تک اس راہ میں سرگرم جہاد ہیں۔ بیت المقدس کے لئے

سلطان آلبی اور رچرڈ کے درمیان صلیبی جنگیں برپا ہوئیں۔ آخر کار خود بیت المقدس نے فاتح مسلمانوں کا مقدس دامن تقام لیا۔ بیت المقدس کے صلیبیوں نے فرزند ان ہلال سے دوستی کا ہاتھ ملایا اور انجام کار یروشلم کی حفاظت کے لئے دونوں ایک ہو گئے۔

مقدس زیارتیں اور تاریخی مقامات

اس مقدس مقام کی تاریخ بیان کرنے سے قبل اس کے اطراف پر سرسری نظر ڈالیں تو بہتر ہے۔ یروشلم دجس میں مسجد اقصیٰ یا سبکی سلیمانی (واقع حقی) بحرہ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے ۵۲۳۰ فٹ بلندی پر واقع ہے۔ اور دریائے یرون یروشلم سے ۱۸ میل ہے۔ دھن کی طرف شہر حبرون ہے جو دس بارہ میل ہے۔ شمال کی طرف سامریہ جو ۳۶ میل دور ہے۔ دھن اور یجیم کے رُخ پر شہر دمشق ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مغرب کی جانب بغداد ۲۰۰ میل کی دوری پر ہے نابلس یروشلم کے شمال میں ۳۳ میل۔ بندریافہ دھن کی طرف ۶۲ میل پر۔ شہر ناصہ ۷۰ میل اور بیت اللحم چار میل ہے۔ مصر جنوب مغرب میں تخمیناً ۲۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کوہ طور ۲۰۰ میل اور مدینہ منورہ ۶۰۰ میل دور ہے۔ شہر یروشلم یورپ اور اتر کی جانب ۱۶ میل پر واقع ہے اور مکینہ کے غار ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ یروشلم سے مشرق کی جانب کھوڑے سے فاصلہ پر زینون کا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے جس کو

کدروں کہتے تھے۔ اسی پہاڑ کے دائیں میں مغرب کی جانب شہر کے قریب ایک باغ تھا جس کو گت سمنی کہتے تھے۔ اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کی طرف بیت عینا اور بیت تاگا دو گاؤں بھی تھے۔ بجانب جنوب یروشلم۔ سلوآم کا ایک تالاب ہے جس کی گہرائی ۲۴ فٹ ہے۔

اس ملک میں شمال کی جانب سے پہاڑوں کے دو سلسلے جنوب و مغرب کی طرف چلتے ہیں۔ جن کو لبنان کہتے ہیں۔ چنانچہ مغربی سلسلہ شہر صور کے دو کوس اتر کی طرف بحرہ روم کے کنارے پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی دو شاخیں ہو کر دھن کی طرف چلتی ہیں۔ ان میں سے مشرقی سلسلہ کا نام حرمون ہے۔ یہ پہاڑ بعض جگہ تو ۱۰۰۰ بعض جگہ ۱۱۰۰۰ ہزار فٹ بلند ہے جس کی چوٹیوں پر ہمیشہ برف رہتی ہے۔ پھر یہی سلسلہ دریائے جلیل کے قریب مشرق کی طرف لہن کہلاتا ہے۔ اور اس کے آگے دریائے یرون کے قریب کوہ جلعاد ہے۔ اس سے کچھ فاصلہ پر ابریم کا پہاڑ اور مدیانیوں کی زمین ہے جس کے قریب کوہ شعیر ہے۔ جو بحرہ قلزم میں جا کر تمام ہو گیا ہے۔ مغربی سلسلہ کو جلیل، کوہ بتور اور کوہ کرمل کہتے ہیں۔ کوہ کرمل اور بتور کے درمیان سمندر سے دریائے یرون تک جو حصہ ہے وہ یزرائیل کی وادی کہلاتی ہے اس کی لمبائی ۴۱ کوس اور چوڑائی ۶ کوس ہے۔ پر جنوب کی جانب سیدھا چل کر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ ہیں۔ ان میں کوہ جرزین ہے۔ اسی سلسلہ میں کوہ مودیا یا کوہ صیون بھی ہے۔

کوہ شعیر کی ایک چوٹی کا نام حور ہے۔ یہاں حضرت ہارون علیہ السلام نے

مذبح اور صیون ایک ہی پہاڑ کا نام ہے۔

وفات پائی تھی۔ کوہ رمل کے معنی الشد کا باغ۔ یہاں کی سرسبزی اور انواع و اقسام کے پھول ضرب المثل ہیں۔ اس کی چوٹی پر سمندر کے قریب الیاہم علیہ السلام نے بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کیا تھا۔ کوہ حزریں کی چوٹی پر سامریوں نے بنی اسرائیل کے مقابلہ میں دوسری ہیکل بنائی تھی۔ کوہ مورہ پر حضرت یعقوب پر حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت ایل خیمہ عبادت اور ہیکل کی ایک ہی جگہ تعمیرات بنائیں۔ اسی مقام پر مسجد اقصیٰ یا مسجد عمر ہے اور کوہ صیحون پر شہر یروشلم واقع ہے۔

یروشلم چار پہاڑوں پر آباد ہے یعنی مورہ، صیحون، اکرا اور بزیتہا پر رواۃ قدیم میں سب کو مورہ کہتے تھے۔ اس وجہ سے کہ وہاں ایک قوم آموری بستی تھی۔ اور صیحون اُن کا ایک بادشاہ گزرا ہے۔ اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہو گیا۔

دریاے یردن پر حضرت عیسیٰ نے اصطباغ لیا تھا۔ اس کا پانی ہر سال ہزاروں عیسائی تبرک کے طور پر لے جاتے ہیں۔ نابلس میں حضرت یعقوب علیہ السلام قیام فرما تھے۔ بندرگاہ یادہ سے ہیکل کے لئے لکڑیاں آیا کرتی تھیں شہر ناقہ میں حضرت مسیح مصر سے آکر رہے تھے جس کی وجہ سے اُن کی امت کے لوگ نصاریٰ یا نصرانی کہلاتے ہیں۔ بیت اللحم میں حضرت عیسیٰ پیدا پیدا ہوئے۔ شہر یریحو کے پاس سے بنی اسرائیل یردن ندی کو دو حصہ کر کے اترے تھے۔ کیفلہ کے غاروں میں حضرت ابراہیم، اسحق، یعقوب علیہم السلام کے مزارات ہیں۔ اس مقام کا نام حلیل ہے۔ شہر خوبصورت اور عمدہ ہے۔

اصطباغ - عربی لفظ ہے (رنگ دینا) عیسائیوں کی ایک رسم جس کو ادا کر کے کسی بچے یا عیسائی بولنے والے مرد یا عورت کو عیسائی بناتے ہیں۔ - پتیسہ۔

اس کے بعد خود بیت المقدس کے اندر ایسے بے شمار پاک اور متبرک مقامات ہیں جو آپ اپنے مقدس عظمت کا پتہ دیتے ہیں۔ وادی یہوشفات یہاں کی ایک بابرکت وادی ہے جس میں دفن ہوتا یہودی و نصرانی موجب نجات خیال کرتے ہیں قدیم زمانہ میں بیت المقدس پر بابل اور نینوی کے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ شاہان نینوی کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کر کے اس ملک یہودیہ یا شام میں آ رہے تھے۔ اس عہد میں شاید یہاں نینوی کے بادشاہ کی حکومت نہ تھی۔ یا ہوگی تو کال طور پر نہ ہوگی۔ بلکہ توریت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوائف الملوکی تھی۔

یروشلم

شہر یروشلم کا بانی ملک صدق تھا۔ جس کا ذکر کتاب پیدائش کے

۱۲ باب ۱۸ درس میں ہے کہ :-

ملک صدق سالم کا بادشاہ تھا۔ اور اکثر سمجھتے ہیں کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے۔ آباد ہونے کے سو برس بعد اس کو یہوئیون نے اپنے قبضے میں کر لیا۔ شہر نیاہ کو بڑھایا اور کوہ صیون پر ایک قلعہ بھی تعمیر کیا۔ پہلا نام بدل کر یاقوس نام رکھا گیا۔ گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتھ کیا گیا ہو یعنی یروشلم یا فصاحت کے واسطے یروشلم جیسا کہ آج تک جاری ہے۔ ایجاد ہوا... لیشوع کے کتاب کے ۲ باب ۱۲ ایت میں ہے کہ :-

جب یسوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت یروشلم کے بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اس وقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یوٹی دونوں ملے جلے رہتے تھے۔۔۔۔۔ پھر لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یسوع نے یروشلم بنیامین کے فرقے کو سپرد کیا لیکن بسبب اس کے یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد پر تھا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کر کے لیا تھا۔ اس واسطے یروشلم بھی بنیامین اور بھی یہوداہ کا کہلایا اور جب سے خدا نے یروشلم کو اپنی سیکل کے لئے چن لیا۔ تب سے وہ تمام بارہ فرقوں کا دارالسلطنت مقرر ہوا۔ اور کسی خاص فرقہ کا حصہ نہ کہلایا۔ رتی لوگ کہتے ہیں کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقوں کی زمین تھی۔ یہاں تک کہ باشندوں میں سے بھی کوئی اپنے گھر کو اپنا گھر نہ کہہ سکا۔۔۔۔۔“

الغرض یہ شہر اس وقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کر کے پھر اس ملک کنعان میں داخل ہوئے مگر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں ان کا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے نہایت رونق اور تاجمل کی حالت میں تھا اس کی شہر پناہ اور اس کے عمدہ برج اور چٹانوں کی حیرت انگیز اور عبرت خیز تھتے لیکن داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی۔

یروشلم جدید کی شہر پناہ کا گھر جس کو ۱۵۳۷ء میں سلطان سلیمان

بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً ۲ ۱/۲ میل کا ہے۔ یوسف مورخ کے
 دنوں میں، کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے۔ چار میل کا گھر
 تھا۔ اور شہر تین دیواروں سے گھرا ہوا تھا۔ جس میں سے ایک میں ۶۰ دوسرے
 میں ۴۰ نئے میں ۶۶ برج بنائے گئے تھے۔ شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے لیکن اس کے اطراف میں ایسی
 زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ میں شہر میں داخل تھی۔ چنانچہ
 نصف صبح کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر ہے۔ جو پہلے اندر تھی۔ شہر
 حال کی چار دیواری بلند اور کنکریلے پتھروں سے مٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس
 میں جابجا برج اور توپیں چڑھانے کے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ شہر کے
 سات دروازے ہیں۔ دو شمال کی جانب۔ ایک مغرب کی جانب ایک مشرق
 کی جانب اور ایک باب الحرام کہلاتا ہے۔ اور دو دکن کے رخ ہیں۔
 پادری چالس ٹیل ایم اے کہتا ہے کہ اخیر اگست ۱۸۶۷ء میں جو
 لفٹنٹ ورن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے۔

انہوں نے اچھی طرح وہاں کا حال دریافت کیا۔ ان کے بیان کے موجب
 شہر کی شہر پناہ طول میں پورب کی طرف ۲۸۰۰ فٹ ہے اور شمال کی طرف
 ۳۸۰۰ فٹ ہے اور مغرب کی طرف ۲۳۵۰ فٹ اور دکن کی طرف ۳۳۰۰ فٹ ہے۔
 اس جگہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد اقصیٰ) اور
 مسیح کی قبر کے اور کوئی نہیں ہے۔ ان کے پاس اور بھی مقامات ہیں کہ جو
 اوسط درجہ میں خیال کئے جاتے ہیں۔

بیت المقدس کتاب مقدس میں

کتاب مقدس انجیل میں ”یروشلم“ کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ”یروشلم“ کو خدا نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ یہ ذکر ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:-
 ”فرشتہ مجھے ایک بڑے اور اونچے پہاڑ پر لے گیا اور شہر مقدس یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس اُترتے ہوئے دکھایا اس میں خدا کا حلال تھا اور اس کی چمک نہایت قیمتی پتھر یعنی اُس لیشب کی سی تھی جو تلواری طرح شفاف ہو۔ اُس کی شہر پناہ بڑی اور بلند تھی۔ اُس کے بارہ دروازے تھے اور دروازوں پر بارہ فرشتے تھے۔“

چند آیتوں کے بعد لکھا ہے :-

”شہر البیضا ص سوئے کا تھا جو شفاف شیشے کی مانند ہوا اُس کی شہر پناہ کی بنیادیں ہر طرح جو اُس سے آراستہ تھیں۔ پہلی بنیاد لیشب کی تھی۔ دوسری نیلم کی۔ تیسری شب چراغ کی۔ چوتھی زمرد کی۔ پانچویں عقیق کی۔ چھٹی لعل کی۔ ساتویں سنہرے پتھر کی۔ آٹھویں فیروزے کی، نویں زیرجد کی۔ دسویں یمنی کی، گیارھویں سنبل کی اور بارھویں یاقوت کی۔ اور بارہ دروازے بارہ موقیوں کے تھے۔۔۔۔۔ اس شہر میں سورج یا چاند کی روشنی کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ خدا کے حلال نے اُسے روشن

کر رکھا ہے۔ (مکاشفہ ص ۱۲۲)

کتاب مقدس کی ان آیات سے ہم اُس مثالی یروشلم کا اندازہ کر سکتے ہیں جو ہر عیسائی کے دل میں ایک سچے عقیدہ کی حیثیت سے موجود ہے۔ آئیے اب ہم بیت المقدس کے جمال و جلال کی تاریخی سرگزشت پر ایک ہمہ گیر توجہ کریں اور پوری تفصیل سے اس کی پاکیزہ تاریخ پر نظر ڈالیں۔

بیت المقدس کی تاریخی عظمت

دنیا کے تین بڑے اور تاریخی مذہب (اسلام، یہودیت اور عیسائیت) بیت المقدس کی عزت و عظمت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تمام مسلمان تمام یہودی اور تمام عیسائی یروشلم کو ربانی شہر اور زیارت گاہ تصور کرتے ہیں۔ دُنیا کے ہر منطقہ میں اور ہر رنگ و نسل کے انسان بیت المقدس کی حرمت اور عقیدت کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں اس شہر کا ذکر توریت میں موجود ہے۔ انجیل میں موجود ہے اور قرآن میں موجود ہے۔ اس طرح تین الہامی صحیفے اس شہر کے جلال و جمال اور عزت و حرمت پر گواہی دیتے ہیں۔ بیت المقدس فلسطین کا دار الخلافہ اور صدر مقام ہے۔ قدم قدم پر زیارت سے مشرف ہونا ممکن نہیں۔ یہی رہبر جانتے ہیں کہ چاہاں کہاں ہیں اور کس کے پاس رہتی ہیں۔ زیارت گاہیں حفاظت کے خیال سے منقل رکتی ہیں اور ان پر پہرہ بھی رہتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں بیت المقدس کے متعلق لکھا ہے کہ

۳۳ صدیوں کا پرانا شہر ہے۔ اس مقام نے قدرت اور
انسان کے ہاتھ سے بے شمار تکالیف برداشت کی ہیں اور
بہت سے انقلابات دیکھے ہیں۔ واقعات کا مختصر خاکہ
یوں کھینچا جاسکتا ہے کہ یہ مقام ارضی و سماوی حوادث سے
تباہ و برباد ہو کر کھنڈروں اور ویرانوں کا پہاڑ بن چکا ہے
جابر و ظالم انسانوں نے کئی بار اس کو تاخت و تاراج کیا۔
اور پل چلوائے متعدد بار پورے شہر کو نذر آتش کیا گیا
اور اہل شہر پر اس قدر مظالم و مصائب ڈھائے گئے ہیں
کہ زبانِ درماندہ کو پار لے سکن نہیں۔ ۲۰ مرتبہ محصور ہو چکا
ہے اور ۱۸ دفعہ دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ
تاریخ کی تدوین باقاعدہ نہ تھی اس پر ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ
اس کی وادیاں پر کر دی گئی ہیں اور ایسا بھی کہ اسے زمین کے
برابر ہموار کر دیا گیا ہے۔ اس پرچھہ دور مذاہب کی تبدیلی کے
گزرے ہیں۔ لوگوں کو اپنا دین چھوڑنے اور نیا دین اختیار کرنے
کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ قتل عام کا بازار گرم ہوا ہے۔ اور
باشندوں کو پابہ زنجیر دور دراز ملک میں لے جایا گیا ہے۔
یہی نہیں بلکہ یہاں کے باشندوں نے بھی نافرمانی میں کوئی کسر
باقی نہیں چھوڑی۔ حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک
بے شمار پیغمبر ہدایت کے لئے آتے رہے مگر بار بار انکار و

نافرمانی کی رسم تانہ ہوتی رہی۔ خوفناک عذاب الہی نازل ہوتے رہے۔ مگر رُوح کی غفلت و تاریکی کم نہ ہوئی۔۔۔۔۔
 غرض کہ اس کی وادی کا ذرہ ذرہ انسانی دانش و بینش کے لئے رشد و ہدایت کا مرقع ہے اور اس خاک میں ہزاروں عبرتیں اور پھیریں پوشیدہ ہیں۔

یہودیوں اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا کا وسط بیت المقدس ہے، اگرچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں بیت المقدس کے نام سے کہیں نہیں آیا۔ مگر ایک دوسرے عنوان سے موجود ہے۔ البتہ احادیث اور دوسری اسلامی روایتوں میں البیت المقدس کے نام سے ذکر آیا ہے۔ انجیل اور توریت میں بھی اس کا ذکر بہت جگہ ملتا ہے۔ دنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ اس میں اس کثرت سے نبی پیدا ہوئے ہیں کہ یہاں کا ہر فلاح (کاشتکار) خود کو کسی پیغمبر کی نسل سے ضرور بتاتا ہے۔

پیغمبروں کی راجدھانی

اس شہر کی داستانِ عظمت و جلال حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے اور بہت سے پیغمبروں کے نام پر ختم ہوئی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی مقام سے اپنے بیٹے کو قربانی کے لئے لائے تھے۔

۱۔ اہل کتاب کہتے ہیں کہ ذبح اللہ حضرت اسحق تھے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے زیادہ ۲

جس کی مثال دنیا کی مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہی حضرت یعقوب علیہ السلام خدائے تعالیٰ سے خواب میں ہم کلام ہوئے اور اس کے حکم سے ”بیتِ ایل“ یعنی خدا کے گھر کی بنیاد ڈالی۔ پھر اس مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم والہام سے جنوں کے ذریعہ

مہم انجمن میں نہ پڑے اور فلما بلغ معه السعی سے باشتی بیٹا میں انصاف میں
 تک پڑھ جائے اور خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔ وَصَّ اَصْدَقِ مِنَ اللّٰهِ قِيْلَہُ اللّٰہُ
 کے قول سے بڑھ کر کس کا قول ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی خلیل اللہ
 بشارت دی فَبَشِّرْهُ بِعِلْمٍ حَلِیمٍ پھر ذبیح اللہ کے ذبح کا واقعہ بیان فرمایا۔ ان
 سب کے بعد اپنی خوشنودی کا پردانہ مرحمت فرماتے ہوئے ابراہیمؑ پر سلام فرمایا اور جب
 خلیل اللہ اللہ کی اس سخت ترین آزمائش میں پورے اترے تو خلیل نے انہیں ایک اور
 فرزند کی بشارت دیدی۔ مطلب یہ تھا کہ اے نبی اقم اپنے اکلوتے فرزند اسمعیلؑ کو ہماری راہ
 میں قربان کرنے لائے تھے۔ مگر ہم نے یہ ہی نہیں کہا کہ تمہارے اور اپنے پیارے اسمعیلؑ کو
 دوبارہ خلعتِ حیات مرحمت فرمایا۔ اور ان کے بدلے میں حبشہ سے ذبیحہ بھیجا۔ بلکہ
 ساتھ ہی اس کے منہ میں ایک دوسرے فرزند بنی صالح کی بشارت بھی سنائی، جو
 ہمارے لئے اتنا اشیار کرتے ہیں ہم ان کو ایسے ہی ایسے گواں بہا انعام دیا کرتے ہیں لیجئے
 فیصلہ ہو گیا اور اہل کتاب کے خیالات کی تردید قرآن مجید سے ہوگی وَصَّ اَصْدَقِہُ
 مِنَ اللّٰهِ صِدْقًا ط (اللہ کی بات سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے) ہم اس
 موضوع پر بہت طویل بحث کرتے اور خود تورات سے یہ ثابت کر دکھاتے کہ اہل کتاب کی تردید

عظیم الشان ہیکل اور شہر تعمیر کیا۔ جن کی گواہی توریت نے ان الفاظ میں دی ہے۔
 ”اور یہی باعث ہے سلیمان بادشاہ نے لوگوں کی بیگاری کہ خداوند
 کا گھر (مسجد اور شہر یروشلم) اور اپنا قصر (قصر سلیمان) اور شہر
 حطو اور یروشلم کی شہر بنیاد اور شہر حاصور اور جاذر بھی بنائے ...
 سو سلیمان نے جاذر اور بیت حوران اسفل کو پھر تعمیر کیا۔ اور
 بعلات اور دشت تدمر کو مملکت کے درمیان اور خزانے
 کے سائے شہر جو سلیمان کے تھے اور اس کی گاڑی کے شہر
 اور اس کے سرداروں کے شہر بنائے اور جو کچھ سلیمان کی تمنا تھی
 سو یروشلم میں اور لبنان میں اپنی مملکت کی ساری زمین میں
 شہر بنائے ...“ سلاطین ۱۔ باب ۹۔ آیات ۲۰-۱۵

اسی طرح توراۃ میں پتھر کے عظیم الشان حوض بڑی بھاری دیگین اور
 تصویروں اور ان کے بنائے کے بیش قیمت پتھروں کے متعلق طویل ذہرت
 دی گئی ہے۔ پھر یہی شہر اور یہی مسجد ہے جو ہزارہا انبیاء علیہم السلام کی
 مقام مولدا قبیلہ۔ مصلیٰ اور زیارت گاہ ہے اور اس کا قرب و جوار انبیاء
 کا مدفن اور مورد برکات ہے غرض کہ یہ جگہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی ہے
 چنانچہ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی طرف منہ

۴۴ تورات سے بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن وقت کم رہ جانے کی وجہ سے ہمیں خود یہاں زیادہ عرض
 کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تو قرآن حکیم سے افعیل کا ذبیح اللہ ہونا ثابت کر دیا
 ۱۲-۶۴-خ

کر کے مدتوں نماز پڑھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ اسرار (معراج) نے تو اُس کے تقدس کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں۔ جب کبھی بھی کوئی مسلمان سورۃ اُسری کی تلاوت کرتا ہے اس کے قلب پر اُس مقام کی بزرگی اور بڑائی اثر کے بغیر نہیں رہتی۔

سُبْحَانَ الَّذِي اسریٰ لَیْلًا
مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ
الْاَقْصٰی الَّذِی بَارَكْنَا حَوْلَهُ
لِنُرِیْہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ
الْبَصِیْرُ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات مسجد
حرام سے مسجد اقصیٰ تک کہ اُس کے اطراف کو
ہم نے بڑی ہی برکت دی ہے سیر کرائی، اپنی
نشانیوں اُسے دکھائیں (یعنی دلائل حقیقت
کا غیبی مشاہدہ کر دیں) یہ ہے ذات جو سننے والی
اور دیکھنے والی ہے۔

الَّذِی بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِیْہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا
اُس کے اطراف کو ہم نے بڑی ہی برکت دی تاکہ اُسے (یعنی پیغمبر اسلام کو) اپنی
نشانیوں دکھائیں۔

یہود کے یادگار تہوار

تمام ملک کے یہودیوں کو شہر یروشلم میں سال میں تین بار حاضری ہوتے ہیں۔ عید فصح میں
کہ یہ عید فرعون کی غلامی اور جبر و غلبہ سے آزاد ہونے کی یادگار میں منائی

جاتی تھی۔ اس موقع پر قربانی کرتے اور فطیری روٹی کھاتے۔ دوسری عید، عید خمیہ کہلاتی تھی۔ اور مہر سے نکلنے کے بعد ۴۰ سال تک بیابان میں کھنے کی یادگار میں منائی جاتی ہے۔ اس موقع پر پتوں اور شاخوں کے چھوٹی ٹپے بنا کر سات روز تک میدان میں رہتے تھے۔ تیسری عید۔ نبت قوسط کہلاتی تھی۔ یہ عبرانی لفظ ہے اور اس کے معنی پچاسواں ہیں۔ یہ عید مہر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا (طور) پر شریعت پانے کی یادگار میں منائے تھے۔ ان عیدوں میں ہزار ہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تھے۔ یہاں کا دستور تھا کہ عید کے ایام میں سب اپنے پرانی کھانپوں کو بغیر کرایہ مکان میں ٹہراتے تھے۔

بیت المقدس کے مقامات

شہر میں تین بڑی سڑکیں ہیں۔ ایک کو باب الدشق کہتے ہیں۔ یہ شمال مغرب کی طرف جاتی ہے۔ دوسری سوق الکبیر ہے جو مغرب و مشرق کے سمت جاتی ہے۔ تیسری سوگواروں کی سڑک ہے۔ ان پر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی سولی دینے کے لئے لے گئے تھے۔ ان کے سوا سات سڑکیں اور ہیں۔ جو ان سے چھوٹی ہیں جن کے یہ نام ہیں..... کوچہ مسلمین۔ کوچہ نصاریٰ۔ کوچہ یہود۔ کوچہ ادنیٰ۔ کوچہ ظاہر۔ کوچہ مغربی۔ کوچہ باب حوت۔

پادریوں کی "الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب نے اس شہر کے چھوٹے بڑے ۱۳ مقامات گنوائے ہیں۔ ان میں سے ہر مقام کسی نہ کسی

عقیدت و محبت کی نذر طلب کرتا ہے۔

بیت اللحم کا بھاٹک - دمشق کا بھاٹک - افرایم کا بھاٹک
 مقدس اسیفان کا بھاٹک - سنہرا بھاٹک - یہ ہمیشہ بند
 رہتا ہے۔ اہل اسلام سمجھتے ہیں کہ اگر اس راہ سے غیبی
 لوگ آویں تو شہر کو لے لیں گے۔ مسجد اقصیٰ کا بھاٹک -
 غلیظ کا بھاٹک - صیون کا بھاٹک - آرمینیوں کی خانقاہ -
 پنیس کا قلعہ - بنت سلع کا کنڈ - حاجی مستورا کا کنڈ - لاطینیوں
 کی خانقاہ - کھنڈر مکان - قبر کا گرجا - قبرستان - کلوری
 ہیروولس کا محل - مقدس آنتاکی مسجد - پلاطوس کا محل -
 بیت حدہ کا کنڈ - حرم شریف (الف) سلیمان کا تخت -
 محمد علیہ السلام کا تخت - صدر عیسیٰ کے منبارہ کا دروازہ -
 الصخرہ - مسجد الاقصیٰ - چوک و بازار - اناس کا محل - یہود کا
 عبادت خانہ - یروشلم کے حاکم کا محل - قیانا کا محل - داؤد علیہ السلام
 کا مزار - عام قبرستان - بادشاہ کا کنڈ - سلورم کا کنڈ - ...
 نہ صرف مسلمان یہود اور نصاریٰ ہی کے قلوب یہاں کے ذرہ ذرہ سے
 عقیدت و محبت کے نازک مگر نہ ٹوٹنے والے رشتہ سے وابستہ ہیں، بلکہ
 لاطینی اور ارمینی اقوام نے اس سرزمین پر اپنی جبین نیاز سے تعظیمی مسجد سے
 پیش کئے ہیں۔ اس شہر میں دو خانقاہ بہت مشہور ہیں۔ ایک لاطینی دوسری
 ارمینی۔ لاطینی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور یونانی شہر سے جنوب و مغرب

کی جانب۔ آرمینی خالقہ میں ہزار ہا آدمی رہ سکتے ہیں۔ آرمینیوں کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور اس میں اسباب عبادت اس قدر اور ایسے گراں قدر اور بیش قیمت ہیں کہ دنیا بھر میں میسر نہیں آتے۔ چنانچہ اُن کی عقیدت و محبت کا یہی جوش بختا جس نے یروشلم میں ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن کو گرجا تعمیر نہ کرنے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن نے متفقہ طور پر ایک گرجا تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور طے کیا کہ اس میں انگلستان کے کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے گی۔ اس کے لئے سلطان کی طرف سے زمین بھی عطا کر دی گئی۔ اور بنیاد بھی ڈال دی گئی مگر آرمینی یونانی اور لاطینی باشندوں نے اس قدر اظہار ناراضگی کیا کہ مجوزہ گرجا کی عمارت نہ بن سکی۔

حضرت عیسیٰ اور ہزار ہا پیغمبران کے مزارات اسی شہر اور اس کے اطراف میں موجود ہیں۔ یہاں مسیح کی قبر کے نام سے ایک گرجا ہے اس میں ایک بڑا پتھر ہے جس میں عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق مسیح کی نقشبند غسل دیا گیا تھا۔ ایک صندوق سنگ مرمر کا ہے جس میں مسیح کی لاش کا رکھا جانا بتایا جاتا ہے۔ اس گرجا کی عبادت کے معاملہ میں یونانی لاطینی آرمینی سب شریک ہیں۔ ہر سال وقت مقررہ پر مسیح کے مصلوب ہونے اور دوبارہ زندہ ہونے کا سوانح بناتے ہیں۔ نقش نکالتے اور بڑا عالم کرتے ہیں۔ ہم مسلمان وہاں کے کل مقدس مقامات کو مانتے ہیں بجز اس گرجا کے۔ کیونکہ ہمیں مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار ہے۔ دراصل یہ مقبرہ انگریزوں کا ہے۔ جو انکی

جگہ دفن ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ کے شبہ میں سولی چڑھایا گیا۔

کوہ زیتون (M.T. OLIVES) بیت المقدس کے بالکل قریب ہے یہاں حضرت عیسیٰ عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں سے یہودی انہیں گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لے گئے تھے۔ اس کے اور شہر کے درمیان کدوَن نالہ ہے۔ عیسائی اسے بھی متبرک خیال کرتے ہیں۔ مسلمان، عیسائی، یہود اور ارمنی اس شہر میں بستے ہیں۔ زیادہ مسلمان ہیں۔ جو اکثر حرم شریف کے گرد و نواح میں رہتے ہیں۔ عیسائی اپنی خانقاہ اور گرجاؤں کے آس پاس اور یہودی کوہ صیون کے ڈامن میں۔ اور اس کے آس پاس کے نشیب میں اس شہر میں یہودی بیوہ عورتیں بہت زیادہ رہتی ہیں جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروشلم کو سمجھتی ہیں۔

دیوارِ گریہ

یہودیوں کی سب سے متبرک جگہ دیوارِ گریہ ہے جس پر ہاتھ رکھ کر یہودی روتے ہیں اور ماتم گساری کی اس سالانہ رسم کو عبادت خیال کرتے ہیں۔ دراصل یہ دیوار حرم شریف کی دیوار ہے۔

صخرہ کے علاوہ ایک اور بڑا پتھر ہے جس کی نسبت کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔ یہ پتھر بیچ میں سے ٹوٹا ہوا ہے۔ یہاں ایک صندوق ہے جس میں ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے۔ اس کے اندر قدم رسولؐ مبارک تباٹے جاتے ہیں۔

ایک سبز پتھر ہے جو ۱۴۴ تسو مرلج ہے۔ جس میں ۱۸ سوراخ کیل کے لائق بنے ہوئے ہیں۔ اس کی یہ خاصیت بتاتے ہیں کہ زمانہ گزر جانے کے بعد اس میں سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس میں سے ۱۴۴ کیلیں غائب ہو چکی ہیں اور ۱۳۳ باقی ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے غائب ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔

وادی یہوشفات

یروشلم کے مشرقی جانب ایک وادی ہے۔ اس کا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا۔ اس کو وادی یہوشفات کہتے ہیں جس کے معنی یہود اور خدا کی عدالت کے ہیں۔ اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیوں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہ پر خدا عدالت کرے گا۔ اس لئے یہود یہاں دفن ہونا موجب نجات سمجھتے ہیں۔

وادی گینہوم یا جہنم

وادی گینہوم، یروشلم کے جنوب میں واقع ہے۔ یوسیاہ طیشاہ کے عہد سے قبل، یہودی یہاں مالک بیت کی پرستش کرتے تھے۔ یہ بیت پتیل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا۔ اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے تھے گویا یہ اپنے عابدوں کو گود میں لٹیا چاہتا تھا۔ یہ بیت پرست یہودی اس بیت کو آگ سے نہایت گرم کر کے اپنے لڑکوں کو اس کی گود میں ڈال دیتے ہیں اور ان کے چلانے کی

آواز دبانے کے لئے ڈھول بجاتے تھے۔ اُس عہد میں اُن ڈھولوں کے نام سے اُس کو وادیِ ثوت (دف ڈھول) کہتے تھے۔ پھر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بُت پرستی سے نفرت کرنے لگے۔ اور اس وادی کو خراب کرنے کے لئے تمام شہر کا کوڑا اور غلاظت کے انبار وہاں پڑنے لگے جس کے جلانے کے لئے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی۔ اس مناسبت سے اُس کو جہنم کہنے لگے جس طرح قسطنی ایک بُت، واجون کی پرستش کرتے تھے، جس کا جسم پھیل کا سا اور ہاتھ پاؤں انسان کے تھے۔ اسی طرح موالی اُس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے۔ باوجود سخت مخالفت کے بنی اسرائیل نے ان کی صحبت سے یہ بُت پرستی اختیار کر لی تھی۔

مسجد اقصیٰ

اس مقدس و متبرک عبادت گاہ کو بیتِ اہلِ ہیكل، مسجد اقصیٰ۔ مسجد عمر اور مسجد الصخرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ہر ایک نام اس کے مختلف ادوار کی یاد تازہ کرتا ہے۔ چنانچہ اول اس کو بیتِ اہلِ اور ہیكل کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ ہیكل ہی کا ذکر انجیل و تورات میں بھی آیا ہے۔ اہلِ کتاب اس کو ہیكل سلیمانی بھی کہتے ہیں۔ اس کا بانی حضرت سلیمان علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ قرآن حکیم مسجد اقصیٰ (بعید ترین مسجد) کہہ کر پکارتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ عرب کے لئے

قریب کی عبادت گاہ خانہ کعبہ تھی۔ اور دور کی عبادت گاہ بیت المقدس کا یہ سبیل! آج کل اس کو مسجد عمر کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کی فتح کے وقت اس کی زیارت کی اور اسے دوبارہ تعمیر کرایا۔ اس لئے اس کا یہ نام قرار پایا۔ مسجد الفخرہ کے نام سے بھی اکثر ذکر آتا ہے۔ الفخرہ کے معنی چٹان ہیں۔ اور اس سے یروشلم کی وہ مقدس چٹان مراد ہے جس پر معبد بنایا گیا۔ اب اس پر قبۃ الفخرہ (چٹان کا گنبد) قائم ہے۔ کہا جاتا ہے یہ چٹان جنت سے آئی تھی۔ دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے۔ جس کی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اس وقت پہلی بار آسمان سے گرا تھا۔ حبیب حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تھی۔ اور اس وقت سے یہیں پڑا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اگلے تمام نبی اس پر بیٹھ کر منصب نبوی کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ کہتے ہیں یہ پتھر اڑ کر جانے کو تھا کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک اس کو اپنے ہاتھ سے روک دیا۔ اور پھر خود حضرت نے اس کو یہیں قائم فرما دیا۔ بہر حال یہ روایات اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو کوئی درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

امام جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب "معبد یروشلم" (درتہ رینالڈ) ص ۱۱۰ میں صخرہ کا حال درج کیا ہے۔ استفادہ کے پیش نظر ہم بھی مستحضر لیتے ہیں۔

”ابن المنصیر نے ہم کو بتایا کہ صخرہ بیت المقدس میں حضرت

سلیماں کے عہد میں ۱۲۰۰۰ ہاتھ ملند تھا۔ اور ایک ہاتھ اُس زمانے میں پوسے ہاتھ کے برابر ہوتا تھا۔ یعنی آج کل کا ایک ہاتھ اور ایک بالشت اور ہاتھ کی چوڑائی۔ اس پر ایک معبد تھا، جو ہندل کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اس کی اونچائی ۱۲ میل تھی۔ اس پر سونے کی ایک جالی تھی۔ لعل اور موتیوں کی دو تسبیحوں کے درمیان تھی۔ جس کو بعلسکا کی عورتوں نے رات کے وقت بنایا تھا۔ یہ جالی تین دن کام آتی تھی۔ جب سورج نکلتا تھا تو عموئس (EMMAUS) کے لوگ اس معبد کے سایہ میں رہتے تھے اور جب سورج ڈوبتا تھا تو بیت الرجن کے لوگ سایہ میں رہتے تھے مگر اور دوسری دادیوں کے رہنے والے بھی اس کے سایہ میں ہوتے تھے۔ اس پر ایک بڑا لعل نصب تھا۔ جو رات میں سورج کی طرح چمکتا تھا۔ مگر جب روشنی پھیلنی شروع ہو جاتی تھی تو اُس کی چمک ماند پڑ جاتی تھی اور ۵۸۷ء روایت دیگر ۵۲۸ء سال قبل مسیح جب تک بخت نصر نے (NGBUCHADNEZZAR) تمام چیزوں کو برباد نہیں کیا تھا یہ سب کچھ برقرار تھا۔ بخت نصر نے جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا اور یونان لے گیا اور قتل عام کے علاوہ بے شمار یہودی مردوں اور عورتوں کو بطور غلام لوٹ لیا اپنے ہمراہ لے گیا۔ گویا ایک طرح لقیۃ السیف یہودیوں کو ہلاک کر دیا۔

دوسری روایت سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ صخرہ بیت المقدس سر فلک
تھا جس کی بلندی ۱۲ میل تھی۔ اور اس کے اوپر آسمان کے درمیان ۱۲ میل
سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔ یہ سب چیزیں اسی حالت پر قائم تھیں کہ یونان
یا روم نے اس پر قبضہ کر لیا۔

یونانی معبد

نخت نصر کی تباہ کاریوں کے فوراً ہی بعد دوسرا انقلاب آیا۔ یونانیوں نے
کہا کہ ہمیں اس عمارت سے جو پہلے یہاں تھی بہت بڑھ چڑھ کر بنانی چاہیے
چنانچہ انہوں نے اس پر ایک عمارت تعمیر کی۔ سطح زمین پر اس کا عرصہ اتنا
تھا جتنا آسمان میں ارتفاع اس کو سونے سے منڈھ دیا گیا۔ اور چاندی
کا پلاٹر کر دیا گیا اور اس کے بعد اس میں کچھ آدمی داخل ہوئے اور انہوں
نے بت پرستی کا سلسلہ شروع کیا جس کی وجہ سے وہ عمارت اُن پر الٹ
دی گئی اور وہ سب اُس بت پرستی کی یادداشت میں ہلاک ہو گئے۔ جب
شاہ یونان کو اس حادثہ کا علم ہوا تو اُس نے موہدا علی اور اپنے وزراء اور
یونان کے اُمراء کو طلب کر کے دریافت کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے
کہا کہ ہمارے دیوتا ہم سے خوش نہیں ہیں اور اسی لئے ہم پر نوازش نہیں کرتے
اس پر اُس نے دوسرا معبد تیار کرانے کا حکم دیا۔ اور وہ کثیر رقم سے بن کر
تیار ہوا۔ پھر اس میں ۷۰ آدمی داخل ہوئے اور حسب معمول بت پرستی کرنے
لگے اُن کا بھی وہی حشر ہوا کہ عمارت الٹ دی گئی۔ مگر اُن کا بادشاہ

شامل نہیں تھا۔

بادشاہ نے تیسری مرتبہ سب کو اکٹھا کر کے پھر استصواب رائے کیا کہ تمہارا اب کیا خیال ہے انہوں نے پھر یہ کہا کہ ہمارا خدا ہم سے خوش نہیں ہے کیونکہ ہم نے بیش قیمت چڑھا دیا ہے۔ نہیں چڑھائے۔ لہذا ایک تیسرا معبد ہم کو بنانا چاہئے۔ چنانچہ تیسری مرتبہ عمارت پھر بن کر تیار ہوئی اور انہوں نے خیال کیا کہ ہم نے اس کو مناسب بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ بادشاہ نے تیاری کے بعد عیاشیوں کو طلب کیا۔ اور ان سے کہا کہ کوئی خامی ہو تو بتلاؤ۔ سب نے کہا کہ خامی کوئی نہیں البتہ اس کے چاروں طرف سونے چاندی کی صلیبیں نصب ہونی چاہئیں۔ پھر تمام لوگ اس کے اندر داخل ہوئے تاکہ مقدس کتا میں پڑھیں۔ مگر اندر جا کر سب پرستی شروع کر دی۔ معاً یہ تیسری عمارت بھی ان پر آن پڑی۔ اس پر بادشاہ نے مشورہ کے لئے پھر سب کو جمع کیا کہ اب ان کو کیا کرنا چاہئے۔ ان پر بہت خوف طاری تھا۔ اہل مشاورت میں ایک بڑھا اور ضعیف آدمی جو سفید کپڑوں میں ملبوس اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھا سامنے آیا۔ اس کی گرد و ہری تھی۔ اور عصا کے سہارے کھڑا تھا۔ اس نے حاضرین (نصاری) کو خطاب کر کے کہا کہ میری بات سنو اور توجہ سے سنو کیونکہ میں تم میں سب سے عمر رسیدہ ہوں اور گوشہ نشین زاہدوں کے حلقہ میں سے، تم کو صرف اس عمارت کے متعلق مطلع کرنے آیا ہوں کہ وہ تمام لوگ جو اس پر قابض ہیں ملعون ہیں اور اس جگہ کو جو تقدس حاصل تھا اب وہ باقی نہیں رہا۔ بلکہ دوسری جگہ منتقل ہو گیا۔ اس لئے میں تم کو بتاتا ہوں

کہ تم کلیسا نشور (CHURCH RESURRECTION) بناؤ۔ میں تم کو وہ مقام دکھاتا ہوں لیکن آئندہ پھر بھی مجھ کو نہیں دیکھ پاؤ گے۔ لہذا میں جو کچھ تم سے کہوں اُسے نیکانیتی سے انجام دو۔ اس طرح اُس نے ان سب کو دھوکا دیا۔ اور اُن کی لعنت کو زیادہ کر دیا۔ اُن سے باتیں کرتے کرتے وہ بوڑھا آدمی غائب ہو گیا۔ اور پھر کبھی نظر نہ آیا۔ اس وجہ سے اُن کی بے دینی میں اضافہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ یہ اہم اہم ہے۔ پھر انہوں نے مساجد منہدم کر دیں اور ستون پتھر اور دوسری اشیاء اٹھا کر لے گئے۔ اور اس سامان سے انہوں نے کلیسا کے نشور اور وادی ہینون (HENNON) کا گرہ تعمیر کیا۔ علاوہ ازیں اُس ملعون بوڑھے شخص نے اُن کو حکم دیا کہ جب تم یہ دونوں عمارتیں بنا لو تو اس جگہ کو لے لو۔ جس پر قابض ملعون ہیں۔ اور جہاں سے برکت رخصت ہو گئی۔ اور اُس کو کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ بناؤ۔ اس طرح انہوں نے بوڑھے کی نصیحت پر پورا عمل کیا اور اپنے خیال میں اپنے خدا کو خوش کرنے کا سامان کر لیا۔ انہوں نے کوڑے کرکٹ کا بہت اہتمام کیا۔ یہاں کہ بعض بوموں میں تمام غذاؤں اور گندہ کی قسط طینیہ سے جہازوں میں بھر کر بھیجی جاتی تھی اور ایک مقررہ وقت پر صبحہ پر کھینک دی جاتی تھی۔ یہاں تک پیغمبر عظیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور حضور اکرم منصب نبوی پر فائز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کو خواب سے بیدار کیا۔ اور راتوں رات ان کو یہاں کی سیر کرائی جس سے اس مقام میں غیر معمولی تقدیس اور بے مثال عظمت پھر سے قائم ہو گئی۔

آپ نے امام جلال الدین السیوطی کی زبان سے صخرہ اور اُس کے
 معبدوں کا حال سنا۔ آپ نے دیکھا کہ کس طرح تین بار سے زائد بیش قیمت
 ساز و سامان سے معبد تعمیر کیا گیا اور انجام کار بنانے والوں ہی پر اونڈھا کر دیا
 گیا۔ مگر وائے بے بصری و حیران نصیبی! اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں۔
 اعترافِ حقیقت تو کیا مگر اپنے نفس پر نظر نہ کی اُس کو خدا کی خاموشی سے
 تو تعبیر کیا۔ مگر خدا کو خوش کرتے کے لئے دلوں، دعاگوں کو خدائے رحمد
 کی پرستش کی طرف آنے کی توفیق نہ ملی۔ اور نہ اپنی اصلاحِ حال پر توجہ
 ہوئی۔ دیوتاؤں کو بیش قیمت سامان کی رشوت پیش کی مگر اپنے دفترِ عمل
 کو سیاہ سے سیاہ تر کرتے رہے۔ معبدوں میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے
 لگے مگر نفس نے سینکڑوں بُت تراش کر آگے رکھ دیئے۔ اور انہیں کی حمد
 دینا اور پرستش میں مصروف ہو گئے۔ بار بار عذابِ الہی نے آگاہ کرنا چاہا
 مگر ہر بار غفلت و مدہوشی بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ شیطان قوی تر ہو گیا
 ہمیشہ کی طرح ایک ملعون و مردود کی شکل میں نمودار ہوا۔ نہایت ہی مشفقانہ
 انداز میں نصیحت کی اور ضلالت و گمراہی کو اُن پر مکمل کر دیا۔ اُن کے مقدس
 مادی مرکزِ روحانی کو انہیں کے ہاتھوں پارہ پارہ کر ڈالا۔ اور اس پر بھی
 چین نہ آیا۔ تو اس مقدس و متبرک مقام کی ذلت کی خاطر اس کو ناپاکی و
 غلاطت کا گھر بنایا۔ اگر نہ غرور دیکھو تو یہ سب اُن کی اپنے ہی نفس
 کی غلاطتیں اور گندگیاں تھیں۔ یہ کسی مقدس مقام کی توہین نہیں
 ہو رہی تھی۔ بلکہ خود اپنے دامن میں غلاطت و گندگی کا انبار جمع ہو رہا تھا

اپنے دفتر عمل پر سیاہی پھیری جا رہی تھی۔ شیطان دُور کھڑا سنس رہا تھا کہ
کہ انسان بھی کس قدر ظالم ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں اپنے دین و دیانت کا چین برباد
کر رہا ہے

مسجد اقصیٰ

مسلمانوں کے نزدیک عظمت و بزرگی

یہی وہ مسجد ہے جہاں سرورِ کونین آفاتِ مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو معراج کے وقت لے جایا گیا۔ پھر آپ کے ارشاد کے مطابق
اس مسجد کی عظمت مسجد نبوی و مسجد حرام کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد سے
زیادہ ہے۔ اس مسجد تک یہ نیت ثواب سفر کرنے کی ترغیب بھی حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں پائی جاتی ہے۔

لا تشدوا لروحال ادا الی ثلثة | سوائے تین مسجدوں کے اور کسی مسجد کے لئے
مساجد مسجدا الحرام والمسجد | سفر طویل نہ کیا جائے۔ ایک مسجد حرام مسجد
الاقصىٰ ومسجدی ههنا۔ | اقصیٰ اور میری مسجد۔

اور یہ ان لئے کہ مسجد حرام مکہ معظمہ ملتِ ابرہیہ کا موجودہ قبلہ ہے
مسجد اقصیٰ، بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور مسجد نبوی شتر کرور
مسلمانوں کا قبلہ و حالی ہے۔ پھر آپ ہی کا ارشاد ہے کہ دوڑیں مساجد...
(مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) یہ لحاظ ثواب ایک ہی مرتبہ و منزلت رکھتی ہیں

اور ساتھ ہی ساتھ ثواب کی مقدار بھی بیان فرماتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اپنے گھر میں نماز تو ایک نماز ہے اور مسجد محلہ کی نماز ۲۵ نمازوں کے برابر ہے انسان کی جامع مسجد کی نماز ۵۰ نمازوں کے برابر ہے انسان کی مسجد اقصیٰ میں ایک نماز ۵۰۰۰ ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد میں ایک نماز ۵۰۰۰ ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں انسان کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ - مشکوٰۃ)

اس طرح بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کی مذہبی طور پر دائمی شیعگی و عقیدت کا تعلق وابستہ ہو جاتا ہے

مسجد اقصیٰ کا بانی کون ہے

عام طور پر مشہور ہے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی بنیاد حضرت سلیمان نے ڈالی۔ دوسرے ماخذ کے ساتھ تفسیر حقانی پیش نظر ہے اور اس کی بیش معلومات کا سرمایہ نگاہوں کے سامنے ہے چنانچہ وہ بھی مسجد اقصیٰ کا بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے اس کہ بخاری اور مسلم کی صحیح مرقوع حدیث میں ہے کہ..... ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد

کوٹھی ہے آپ نے فرمایا۔ مسجد الحرام۔ ابوذرؓ نے پھر دریافت کیا
اس کے بعد کوٹھی مسجد عالم وجود میں آئی۔ آپ نے فرمایا مسجد
افضی۔ ابوذرؓ نے تیسری مرتبہ دریافت کیا کہ ان دونوں کے
درمیان کی مدت کس قدر ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ
فرمایا دونوں کے درمیان پچالیس سال کی مدت ہے۔۔۔
(بخاری کتاب الانبیاء)

تاریخی طور پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سلیمانؑ کے درمیان ایک ہزار
سال کا فاصلہ ہے اس لئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت
ابراہیمؑ نے مسجد حرام کی بنیاد رکھی اور وہ مکہ کی آبادی کا باعث بنی اسی طرح
حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی اور اس کی
وجہ سے بیت المقدس کی آبادی وجود میں آئی۔ لیکن السداد زمانہ سے
عمارت منہدم و سمار ہو گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے عہد میں جنوں
کے ذریعہ تعمیر کی تجدید کی۔ جنوں کی تسخیر کی وجہ سے یہ نظیر اور شاندار تعمیر
عالم وجود میں آئی۔ لوگوں کی نگاہیں آج بھی اس کے آثارِ باقیہ کو دیکھ کر حیران
ہیں کہ آخر وہ کونسے آلات پر شقیل تھے جن کی مدد سے اس قدر بھاری
پتھر اتنی بلندی پر پہنچائے گئے اور ان میں باہم اتصال پیدا کیا گیا۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بانی مسجد ہونے کی تصدیق اس سے
یعنی ہو رہی ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے جس مقام پر خدائے تعالیٰ سے باتیں کیں
اس مقام کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گھر رکھا۔ تعجب ہے کہ مورخین نے

محض اس قدر لکھنا کیوں کافی سمجھا۔ کہ یعقوب علیہ السلام نے اس مقام پر خواب میں خدائے تعالیٰ سے باتیں کیں۔ اس لئے اس مقام کا نام ”بیت ایل“ رکھا گیا۔ لیکن اگر محض مقام کے نام پر بھی ذرا غور کر لیتے۔ تو تمام مشکل حل ہو جاتی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہ جنہوں نے (۸۸۰) برس بعد اس کی تعمیر کی تجدید کی اس کا بانی قرار نہ دیتے۔

خدا کے گھر کے معنی یہی ہو سکتے ہیں۔ وہ مقام جہاں خدا کی عبادت کی جائے۔ ہم آج بھی عبادت گاہوں کو عام طور پر اللہ کا گھر کہتے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے بھی اس مقدس مقام کو اللہ کا گھر کہا۔ توریت کے باب اشتنا اور دیگر مقامات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے ہاتھ کا نصب کردہ پتھر سلیمانؑ کے وقت تک موجود تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ کے حکم سے یعقوب علیہ السلام نے جو اللہ کا گھر، تعمیر کیا ہو ۸۸۰ برس کی مدت میں انقلابات زمانہ کی نذر ہو گیا ہو۔ اور اس وقت محض ایک ہی پتھر باقی ہو۔ مگر اس میں تو اب کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ حضرت یعقوبؑ نے خواب میں اللہ سے باتیں کیں اور وہیں عبادت گاہ کی تعمیر کا حکم پا کر اسی مقام پر عبادت خانہ تعمیر کرنا شروع کیا۔ اور اپنی اُمت کو پکارا کہ اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ اور ایک خدائے واحد کی پرستش کرو۔

مختصر تاریخ مسجد اقصیٰ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کہ وہ اپنی اُمت کے ساتھ وادی تہسہ

میں گھومتے پھرتے تھے حکم ہوا کہ عبادت کے لئے ایک خیمہ بناؤ۔ ساتھ ساتھ تمام تفصیلات سے بھی مطلع کر دیا گیا۔ جو ہم ضرورت سے زیادہ تفصیل کے پیش نظر انداز کرتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ سے لے کر حضرت داؤد تک یہی خیمہ عبادت قائم رہا۔

حضرت شموئیل کے والد نے اُن کی پیدائش کے لئے اس خیمہ میں جبکہ یہ تہیل کے مقام پر استاد تھا دعا کی تھی جو مقبول ہوئی۔ پھر ساول کے عہد میں یہ خیمہ شہر توپ میں قائم ہوا اس کے بعد داؤد علیہ السلام نے چاہا کہ اپنی بادشاہت میں اس کو بچتہ تعمیر کریں۔ مگر جہاں و قتال نے فرصت نہ دی اس لئے محض اس مقام پر خیمہ کو استادہ رہنے دیا۔ جس جگہ کو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ سے اس کے لئے پسند فرمایا ہے، جیسا کہ کتاب تثننا کے باب ۱۲ اور ۱۳ میں اشارہ ہے یعنی شہر یروشلم میں کوہ صیونی پر جس جگہ کا نام حضرت یعقوب نے بیت ایل رکھا تھا۔ چنانچہ انتقال کے وقت حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی۔ سب ساز و سامان بھی حوالہ کیا اور سیکل کا نقشہ بھی دیا۔ جس کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے اپنی تخت نشینی کے چار برس دو ماہ پہر سیکل کی تعمیر شروع کی۔ اس تعمیر کا آغاز مصر سے خریش مریخی کے ۵۹۲ برس بعد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عراق (میسوپوٹیمیا) سے نکل کر کنعان میں آباد ہونے کے ایک ہزار میں سال بعد۔ اور طوفان نوح سے ۱۰۴۰ برس بعد اور آدم کی پیدائش سے لے کر سب کا اپنا اور سب سے پہلا آدمی تھا سیکل کے زمانہ تک ۳۱۱۰ برس گزے تھے۔ اور شہر سورا کے آباد ہونے سے ۲۲۰

برس بعد اور جہیز ام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد۔

ہیکل سلیمانی

ہیکل کی اس عجیب العقل عمارت کا اجمالی حال اور اس سلسلہ کے اہم امور کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں۔

عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ بنیاد بہت گہری کھدوائی گئی۔ ہیکل کا عرض ۶۰ ہاتھ طول ۶۰ ہاتھ بلندی۔ اس کے اوپر ایک مکان بطور بالاخانہ کے تھا۔ اس طرح ہیکل کی بلندی ۱۲۰ ہاتھ ہوئی۔ اس کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ سامنے ایک برآمدہ تھا۔ ۲۰ ہاتھ چوڑا۔ ۱۲ ہاتھ لمبا اور ۱۲ ہاتھ اونچا۔ کمرے نیچے اوپر سے منزلہ بنائے گئے تھے۔ ان کی بلندی نصف ہیکل تک پہنچتی تھی۔ تمام ہیکل کی چھت سرو کے مصفا شہتیروں اور تختوں سے پائی گئی۔ اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو مڑھ دیا جس سے تمام ہیکل روشن ہوگی۔ ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی کہ کہیں بوڑھو معلوم نہ ہوتا تھا۔

دو ستون ۱۸ ہاتھ بلند تھے جن کا محیط ۱۲ ہاتھ تھا۔ ان پر پانچ ہاتھ اونچے سونے کے درخت کی صورت ایک جالی کہ جس پر سونے کے پھولوں کی شکل تھی بنائی تھی۔ ان پر ۲۰ انار بنائے اور ایک ستون پر آمدہ کے داہنی طرف رکھا گیا۔ دوسرا بائیں طرف۔ داہنی طرف والے کا نام بوعز تھا۔ ایک کلاس جو صحت کرہ کی مانند پتیل کا ٹھہلا ہوا بنوایا تھا۔ قطر دس ہاتھ اور

دل چار انگشت نیچے پتیل کا ایک ستون تھا جس کا قطر دس فٹ تھا اور چاروں طرف ۱۲ بیل ڈھلے ہوئے تھے۔ ان کی پشت پر یہ حوض تھا۔ اس کو بھر کتے تھے۔ بیل، شیر، براعتاب اور چھوٹے چھوٹے جانور کافی تعداد میں بنے ہوئے تھے۔ پانچ حوض ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف تھے۔

ایک قربان گاہ پتیل کی بنائی جس کا عرض ۲۰ ہاتھ طول ۲۰ ہاتھ اور بلندی ۱۰ ہاتھ تھی۔ دیگ، چچے اور دست پناہ سب پتیل کے تھے۔۔۔۔۔ میزیں مختلف کاموں کے لئے بنائی گئی تھیں۔ جن پر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں۔۔۔۔۔ اشعدان تھے جن میں سے ایک اشعدان رات دن روشن رہتا تھا۔ ایک سونے کی میز تھی جس پر خدا کے نام کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں۔ اور ایک قربان گاہ۔ صرف سونے کی بنی ہوئی تھی ہیکل کے چاروں طرف ۳۰ ہاتھ بلند دیوار تھی۔ تاکہ کوئی دوسرا نہ جاسکے اس لئے کہ وہاں صرف پاک شدہ لوگ ہی جاسکتے تھے۔

یہ ہیکل ۷ برس میں بن کر تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر میں آسور کے بادشاہ جیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی۔ خود حضرت سلیمان نے اس کام کے لئے ۳۰۰۰ آدمی مقرر کئے تھے۔ جو کہ لمبان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشیتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے جن کو حضرت داؤد نے مقرر کیا تھا۔۔۔۔۔ ۷ آدمی بار برداری کا کام کرتے تھے اور ۸۰۰۰ ہزار سنگ تراش اور ۳۰۰۰ ہزار ان سب کے محافظ تھے۔ جب ہیکل اور اس کا

سب ساز و سامان تیار ہو چکا تو حضرت سلیمانؑ نے بنی اسرائیل کو دُور دراز سے جمع کیا اور اُن کی دعوت کی اور بڑے دھوم دھام سے صندوقِ شہادت اندر رکھا۔ جب کاہن لوگ سب چیزیں یہ ترتیب اندر رکھ کے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہو گیا۔ ہیکل کے اندر گیا جس سے لوگوں کو اُس کی مقبولیت کا یقین ہوا۔ تب سلیمان علیہ السلام نے سرِ مسجد میں رکھ کر یہ مناجات کی :-

”اے خدائے بزرگ و برتر کہ تو آسمان اور زمین خشکی اور تری غرض کسی مکان میں نہیں سما سکتا۔ میں تیری منت کرتا ہوں کہ اس مکان میں جس وقت تیرے بندے تیری عبادت کرنے کے لئے آئیں اور تیری حضورِ عاجزی کا اعتراف کریں اور دعائیں مانگیں تو ان سب کی بندگی کو قبول فرما اور اُن کی دعائیں سُن لے۔ اُن کی حاجتوں کو پورا کر۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تو سب بندوں کی دیکھ بھال کرنے والا ہے مگر جو تجھ سے دُرتے ہیں اُن کی زیادہ نگہبانی کر اور اُن پر زیادہ الطاف و عنایت کی بارش کر“

اس کے بعد خدائے تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ لا تعداد جانوروں کی قربانی بارگاہِ ایزدی میں پیش کی۔ آسمان سے ایک آگ اُتری اور سب کے روبرو تمام قربانیوں کو کھا گئی۔ اللہ کے نزدیک اُن کی قربانی قبول ہو گئی تھی۔ اس کے بعد چالیس برس حضرت سلیمان کی حکومت قائم رہی۔ انتقال کے بعد اُن کا

رجعاًم تخت نشین ہوا۔ یہ بہت ہی ادباًش اور عقل تھا۔ تمام سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی

بار اول

چنانچہ سیاسی شاہ مصر نے حملہ کیا اور ہیکل میں سے سب سونے چاندی کا سامان لے گیا جس کے بعد رجعاًم نے بیتل کا سامان بنوایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت سلیمان کے بعد ہیکل اور یروشلم پر آئی۔ اس کا سبب رجعاًم کی بے دینی اور اہمال فاسقہ تھے۔ جن کی وجہ سے دس اسرائیلی فرقوں نے باغی ہو کر علیحدہ حکومت بنالی تھی۔ جن کا والی "برلعام" نامی ایک شخص تھا۔

بار دوم

رجعاًم سے پوچیا کے بعد تک ٹھینا۔ ۴۴ برس کا زمانہ ہے۔ اس طویل مدت میں بہت سے انقلابات آئے۔ کئی بار ہیکل خستہ و خراب ہوا مگر پوچیانے اس کی مرمت اپنے عہد میں کرائی اور کثیر رقم صرف کی۔

بار سوم

کچھ سال بعد سخت زلزلے ملک یہودیہ پر چڑھائی کی اور یروشلم کو فتح کر کے وہاں کے بادشاہ یونیہ اس کی ماں اور دیگر بیگموں اور شہر کے امیروں پر قسم کے کاریگروں، لوہاروں، سنگ تراشو، شاہی خزانہ اور ہیکل کے سب سونے کے برتنوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر لے گیا۔

بار چہارم

پہلے حملہ کے بعد سخت زلزلے یہاں کی حکومت کو ایک شخص جس صدقیہ کے

سپرد کر دیا تھا جس نے بخت نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ چنانچہ بخت نصر نے حملہ کیا۔ صدقیاہ نے بھاگنا چاہا۔ مگر گرفتار ہوا۔ اور بڑا ہی غیرتناک انجام ہوا۔ بخت نصر کے سپہ سالار نے یروشلم اور ہیکل کے سب مال و اسباب کو جمع کر کے باقی تمام شہر اور ہیکل میں آگ لگا دی اور سب کو جلا کر خاک کر دیا۔ اور ہیکل اور شہر کی بنیادیں تک اکھاڑ کر میدان کر دیا اور ہزار ہا مرد و زن کو اسیر کر کے بابل میں پہنچا دیا۔ ہیکل کے وہ برنجی ستون، وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالی دار پتیل کے سامان جن کو زمانے کے منتخب کاریگروں نے کس محنت سے بنایا تھا سب کو بابل روانہ کیا۔ اور پیشتر کو توڑ پھوڑ دیا۔ توریت کو بھی (جو ایک نقلی نسخہ تھا) وہیں جلا دیا۔ آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہو گیا۔ آج وہ ہیکل سلیمانی جس کا دنیا میں نظیر نہ تھا۔ منہدم ہو گیا۔ شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہو گئے یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے ۵۸۶ برس پیشتر گذرا ہے گویا تعمیر ہیکل کے ۴۱۵ برس بعد یہ بربادی رونما ہوئی۔ صدقیاہ کے عہد میں حضرت یرمیاہ دعوت حق لوگوں تک پہنچانے لگے۔ چنانچہ انہوں نے صدقیاہ کو بھی عبت پرستی اور بدکاری سے باز رہنے کی تلقین کی اور اُس کو نتائج بد اور عذاب الہی سے ڈرایا۔ جس کے نتیجہ میں صدقیاہ نے اُن کو قید کر دیا۔ چنانچہ اس حملہ کے وقت شاہ بابل کے ملازموں نے آپ کو قید سے رہائی دلائی اور نیک سلوک کیا۔ اور اُس ویرانے میں خاک اُڑانے کی اجازت دے دی۔ اب حضرت یرمیاہ ہر نوہ خاک پر سر رکھتے تھے اور شوکت پارینہ

کا ماتم کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کی بدبختی کا نوحہ کرتے جاتے اور خدا کی بزرگی و بزرگی کا انکار۔ غرض کہ اس معاملہ پر ان کی دیدہ غیرت نگاہ سے حسرت آلود آنسو ٹپک رہے تھے۔ ہر آنسو خدا کی عظمت و جبروت اور قہر و جلال کا مظہر تھا۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل میں ستر برس تک یہودی رہے جب خسرو کے ہاتھوں شاہانِ بابل کا خاتمہ ہوا تو ان کو رہائی نصیب ہوئی اور ۳۴۰۰۰ یہودی جن میں یسوع بھی شامل تھے۔ پھر اپنے ملک یہودیہ میں داخل ہوئے اور ہیکل اور شہر کی تعمیر کی۔ زور بابل بن سائٹیل اور یسوع بن صدق اس کے مہتمم تھے۔ یحییٰ اور زکریا بن عید و علیہما السلام ہدایت دیتے جاتے تھے۔ شاہ ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی اور پتھر کی امداد ملتی تھی اور کچھ عرصہ بعد حضرت عزیر علیہ السلام بھی مع ساز و سامان اور ایک جماعت سمیت تعمیر میں شریک ہوئے۔ دارا کے عہد میں سات برس کے اندر ہیکل بن کر تیار ہوئی۔ جب بنی اسرائیل کے لوگ شربانی کرنے کو توجہ ہوئے اور بہت سے لوگ خدا کی حمد و ستائش کے نغمے الاپنے لگے تو نوجوان خوشی سے نعرے مارتے جاتے تھے۔ اور بن رسید قدیم ہیکل کی یاد میں غم انگیز نالے بلند کر رہے تھے۔

دارا یہ دارا وہ نہیں جس کو سکندر نے مغلوب کیا تھا۔

تیسری بار تباہی اور تعمیر

رینتوگولس چہارم نے ۱۷۱ ق۔ م میں یروشلم پر حملہ کیا۔۔۔۔۔ ۴۰۰ یہودیوں کو قتل کیا۔۔۔۔۔ ۴۰۰ کو قید کر کے لے گیا۔ اور سیکل کا اسباب ۴۵۹۶ کروڑ کی مالیت کا تھا، کوٹ لیا۔ سیکل کی بے عزتی کی اور ایک ظالم کو حاکم بنا دیا۔ ۱۶۹ ق م میں اُس نے پھر یروشلم پر حملہ کیا۔ شہر کو تاخت و تاراج کر دیا۔ مگر سیکل بچ رہی۔ پھر کچھ دنوں بعد سر میں بت پرستی کو رائج کرنے کا سودا سمایا۔ چنانچہ اپنے نائب اسپینوس کو یہودیوں پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ انحراف کرنے والے کی سزا موت ہے۔ چند بے دین یہودیوں کی مدد سے بت پرستی کی ترویج شروع کی۔ لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کیا تمام کتب یہود کو جلا ڈالا۔ اور سیکل میں جو پیٹر (JUPITER) کی مورتی نصب کر دی جس نے حکم نہ مانا اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

۱۶۷ ق۔ م کے قریب ایک بوڑھے کا بن بیت تاتھیس نے اپنے پانچ بیٹوں یوحنا۔ شمعون۔ یہوداہ۔ رملفاذر، یونان کو لے کر دین دار یہودیوں کو جمع کیا اور شہر مودن میں رینتوگولس کے آدمیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ فتحیاب ہوا۔ بنوں اور بت پرستوں کو غارت کیا۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا یہوداہ جس کا لقب مقابیس تھا۔ جس کی دو کتابیں عبرانی زبان میں مقابیس اول اور مقابیس دوم کے نام سے معروف ہیں۔ قائم مقام ہوا۔ اُس نے یروشلم کے کھنڈروں کی مرمت کی اور سیکل کو توح

۱۔ یونانی اور آری والوں کا قدیم دیوتا۔ مشرقی دیہیت۔ جمہرات

صاف کیا۔ ایک بار پھر بیت پرستی کی دبا دُور ہو کر خدائے واحد کی پرستش شروع ہوئی۔ اس کے بعد ہیرودیس نے یہود کے خوش کرتے کے لئے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کیا۔ تمام عمارت ۸ ق م میں بن کر مکمل ہوئی اور اسی عہد میں حضرت مسیح مبعوث ہوئے۔ اسی ہیکل کے کسی کمرہ میں حضرت مریم نے ذکر یا علیہ السلام کے پاس پرورش پائی تھی اور اسی ہیکل میں حضرت مسیح اور ان کے حواری عبادت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے لیکن اس کے بعد اُس کا بیٹا ہیرودیس تخت پر بیٹھا جس کے ظلم و ستم کے خوف سے حضرت عیسیٰ عہد طفولیت ہی میں اپنی والدہ حضرت مریم کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے۔ اس بد بخت کے عہد میں حضرت یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک کاٹ کر اُس کے سامنے ایک طشت میں لایا گیا تھا۔

ہیکل پر چھپا حادثہ

سنہ ۶۶ء میں شہزادہ طبطس نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں کے خلاف جنگوں میں فتح حاصل کی۔ معبد کو جلا کر خاک سپاہ کر دیا۔ ہیکل کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا اور اُس مقام پر بل چلوا دیئے۔ اُس کی بنیادوں پر مدت تک آگ کے شعلے نکلنے رہے۔ یہ یہود کی بدسلوکی کی وجہ سے قہر الہی کا ظہور تھا۔ اس حادثہ میں ۱۱ لاکھ یہود کام آئے۔ تفسیر اسکاٹ صاحب رومن صفحہ ۱۸۷ میں درج ہے کہ اس حادثہ سے قبل چند آثار

عجیبہ بھی ظہور میں آئے تھے۔

۱۱ ایک ستارہ تلوار کی صورت کا شہر کے اوپر نمودار ہوا۔ ۱۲ ایک دم دار ستارہ تمام سال دکھائی دیتا رہا ۱۳ عید فصح کی، شب میں قربان گاہ کے پاس آدھے گھنٹے تک ایک ایسی روشنی رہی کہ گویا دن ہے ۱۴ ہیکل کا شرقی دروازہ جو پتیل کا بنا ہوا تھا اور بیس آدمیوں سے یہ مشکل بند ہوتا تھا۔ ایک رات خود بخود کھل گیا۔ عید فصح کے چند دن بعد غروب آفتاب کے بعد باہر لوں میں لڑائی کی گاڑیوں اور ہتھیار بند سپاہیوں کی شکلیں دیر تک نمودار ہوتی رہیں۔

مگر پھر بھی یہودی شرارت کم نہ ہوئی چنانچہ ۳۳ء میں معبد دوبارہ بن کر تیار ہوا۔ پھر گرایا گیا اور اس جگہ ہل چلایا گیا۔ پرستش سے کچھ قبل جب ولین قیصر نے جو عیسائی مذہب کے خلاف تھا حضرت مسیح کی پیشین گوئی "کہ جیت تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہوگا۔ یروشلم غیر قوموں سے روند جائے گا" کی تکذیب کی خاطر یروشلم میں ہیکل کی تعمیر کا ارادہ کیا چنانچہ کار پیکر بھیجے۔ لیکن قدرت الہی پیغمبر کی پیشین گوئی اور قہر خدا کا مقابلہ نادان انسان کیا کر سکتا ہے۔ جب مزدور بنیاد کھودنے پڑھتے بنیاد سے اس قدر سخت آگ کے شعلے نکلے کہ لپسا ہونا پڑا۔ اس کے بعد ۶۶ء میں حضرت عمرؓ نے اس جگہ مسجد تعمیر کی۔ الغرض طیطس کے عہد سے لے کر حضرت عمرؓ کے عہد تک اگرچہ یروشلم آباد رہا۔ مگر ہیکل اس تمام

عرصہ میں جس کی مدت تخمیناً ۶۰۰ سال کا ہے اُجاڑ پڑا رہا اور حضرت عیسیٰؑ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

حضرت مسیح کا قول تھا کہ "جیت تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہو
یروشلم غیر قوموں سے روند جائے گا" اس قول کی تاویل تمام عیسائی دنیا
بھی کرتی ہے کہ عیسائیوں کے علاوہ کوئی قوم بھی یروشلم کی تعمیر نہ کر سکے گی
لیکن کیا جس وقت مسلمانوں کے لشکروں نے یروشلم کو فتح کیا اور ۶۴۷ء میں مکمل
کی جگہ مسجد عمر کی تعمیر و جد میں آئی۔ حضرت عیسیٰؑ کی یہ پیشین گوئی باطل ہو چکی
تھی ؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ ایک پیغمبر کا فرمان ۶۰۰ سے زائد سال تک صحیح
ثابت ہو اور پھر ایک قلم منسوخ نہ ہو جائے۔ نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا
البتہ یہ ہمارے ذہن ناقص کی کوتاہی ہے۔ کہ ہم ان اقوال کی تاویلات اپنی منشا
کے مطابق کرتے ہیں اور حیب وہ غلط ثابت ہوتی ہیں تو پھر باتو پیغمبروں
پر شک کی نگاہ ڈالتے ہیں۔ یا پھر دامن شرم کو مخفام لیتے ہیں۔ اگر
یہ نظر غور دیکھا جائے تو اس قول میں خود ایک ایسی اُمت کے آنے کی پیشین
گوئی موجود ہے جو ائمہ سابقہ سے کہیں زیادہ ممتاز صالح ہوگی اور اسی کو
اس مقام کی حکمرانی کا حق حاصل ہوگا۔ اسلام کے ظہور میں آنے کے معنی
بھی اس قول کے مطابق یہ ہیں کہ غیر قوموں اور غیر مذاہب کا دینا میں قیامت
ختم ہو چکا ہے۔ باطل کی تاریکیاں چھٹ گئی ہیں اور نور کی صبح نمودار ہو چکی
ہے۔ اور اگر اس پیشین گوئی کے یہ معنی نہیں ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ
سارے بارہ سو برس تک مسلمانوں کا قیضہ بیت المقدس پر کیوں رہا اور

باوجود ہزار جہد و جہاد اور قتال و جدال کے عیسائی کیوں ناکام ہے۔ اور کیا خود اُن کی ناکامی اس بات پر دلالت نہیں کر رہی ہے کہ اُن کے پیغمبر کے قول کے مطابق اُن کا وقت ختم ہو چکا۔ اب اُنہیں حق نہیں کہ عیسائیت کا دعویٰ اسلام کے مقابلہ میں کریں۔ لیکن بقول شیخ سعدیؒ
 آن را کہ گوش ارادت گراں امریدہ اندویش کند کہ بشنود۔

ہیکل کی چوتھی بار تعمیر

فتح بیت المقدس کے وقت جب حضرت عمرؓ اس شہر میں داخل ہوئے اُس وقت اُن کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اس منبرگ پہاڑ کا محل وقوع معلوم کریں جیسے الصخرہ کہا جاتا ہے اور جس پر مسجد اقصیٰ واقع تھی جہاں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر معراج کے لئے آسمان پر تشریف لے گئے تھے آپؐ نے وہاں کے راہب سے فرمایا کہ وہ اُن کی رہبری کرے اور وہ مقدس جگہ دکھائے۔ راہب سب سے پہلے آپؐ کو کلیسائے نشور میں لے گیا اور کہا کہ یہی حضرت داؤد کی مسجد ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ خدا کے رسول حضرت محمدؐ نے مجھے جو جگہ بتائی تھی یہ اُس کے مشابہ نہیں ہے۔ پھر وہ کلیسائے صیون میں لے گیا۔ اور کہا کہ یہ حضرت داؤد کی مسجد ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اسی طرح راہب آپؐ کو ہر گرجا میں لے گیا۔ آپؐ نے ہر بار یہی فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ آخر کار راہب آپؐ کو اُس دروازے سے لے گیا جس کا نام اب

باب المجد ہے۔ بیڑھیوں پر کھڑا کرکٹ صاف کرنے کے بعد وہ ایک تنگ راستے میں داخل ہوئے جہاں حضرت عمرؓ گھٹنوں کے بل چل کر وسطیٰ بدر کے پاس آئے یہاں پر کھڑے ہو کر آپؐ نے الصخرہ کی جانب نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا نے بزرگ و برتر کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جو اللہ کے رسولؐ نے مجھے بتائی تھی اس کے بعد آپؐ نے اُس پر ایک مسجد تعمیر کئے جانے کا حکم دیا۔

عبدالملک بن مروان نے (بیت المقدس کی) یعنی مسجد اقصیٰ کی جسے اب مسجد عمر کہا جاتا ہے۔ ۶۹ھ میں تعمیر شروع کی یہ مسجد تین سال میں تیار ہوئی اور مصر کی سات سالہ مالگذاری کی رقم صرف ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے کئی دن بیت المقدس میں قیام کیا۔ ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کے لئے فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں عزم کر چکا ہوں کہ رسول اللہ کے بعد کسی کے کہنے لئے اذان نہ دوں گا۔ لیکن آج اور صرف آج آپؐ کا ارشاد بجالاؤں گا۔ اذان دینی شروع کی تو تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک یاد آگیا۔ سب پر قہر طاری ہو گئی یہاں تک کہ ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ روتے روتے بیتاب ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کی بھی ہچکی بندھ گئی۔ اس کے بعد ۶۹ھ میں عبدالملک نے مسجد عمر پر گنبد بنوایا جس کی تعمیر اُس کی حکومت کے ابتدائی سال ۸۴ھ سے شروع ہوئی۔

مسجد اقصیٰ کی سیر

اس کو حرم شریف کہتے ہیں۔ اس کی لمبائی ۱۴۹۹ فٹ اور چوڑائی ۵۹۵ فٹ ہے۔ اس کے دس دروازے ہیں۔ پانچ کھلے اور پانچ بند رہتے ہیں۔ اس احاطہ کے درمیان ایک پختہ سنگ مرمر کا تخت ہے۔ یا چبوترہ جو غالباً ۴۵۰ مربع فٹ ہے۔ اس کی بلندی احاطہ کی سطح سے بارہ چوہ فٹ ہوگی۔ اس پر چڑھنے کے لئے اچھی اور کشادہ سیڑھیاں ہیں۔ اس تخت کے ارد گرد بہت حجرے بنے ہوئے ہیں جن میں موزن و خدام رہتے ہیں۔ سامان حرمت رکھا جاتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین و خوشنما وہ مسجد ہے جو اس تخت کے درمیان ہے جس کو مسجد الصخرہ کہتے ہیں۔ یہ مسجد مہشت پہلو ہے۔ ہر پہلو ساٹھ فٹ ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہے کہ یہ ہیکلی ہی کے پتھر ہیں۔۔۔۔۔ گنبد نوے فٹ بلند ہے اور اس کا قطر ۴۴ فٹ ہے۔ مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جس میں مسجد سے ایک کھڑکی کے ذریعہ روشنی لے کر نیچے اترتے ہیں۔ نیچے جا کر حضرت سلیمان اور حضرت داؤد کی بنیاد کے نشانات معلوم ہوتے ہیں۔

آج سے ہزاروں برس پہلے کی بات ہے کہ میسوپوٹامیہ کے میدان سے گلہ یانوں کا ایک قافلہ چراگاہوں کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اس قبیلہ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ان کی بیوی کا نام سارہ تھا۔ آپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ چلتے چلتے یہ قافلہ کنعان کی سرزمین میں داخل ہوا۔ ہوا

سازگار پائی اور یہیں بس گیا۔ شاہ مصر کی ایک لڑکی ہاجرہ تھی۔ بڑی پاکدامن
 تھی بادشاہ نے اُس کی شادی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دی
 آپ کی پہلی بیوی کو سبچ پٹیا۔ اور الیسا ہونا قدرتی بات تھی۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ
 کو مصر چھوڑ کر عرب کے بے آب گیاہ رگیستان کی جانب سفر کرنا پڑا۔
 یہاں آپ کے بطن سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ پیدا ہوئے۔ موجودہ
 عرب نسل آپ ہی کے سلسلہ خاندان سے ہے۔ ادھر حضرت سارہ کو بھی
 اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عنایت کیا جس کا نام اسحق رکھا گیا جو اپنے باپ
 حضرت ابراہیم کا جانشین ہوا۔ انہیں بھی اللہ نے ایک لڑکا دیا۔ یعقوب
 نام رکھا گیا۔ آپ نے خواب میں اللہ سے باتیں کیں۔ اور اللہ کے کھر کی
 بنیاد کوہ صیحون پر ڈالی۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ آپ نے اللہ کے
 ایک فرشتہ سے جنگ کی تھی اس لئے آپ کا لقب ”گرنے والا“ یا
 اسرائیل قرار پایا۔ چنانچہ آپ سے جو سلسلہ چلا وہ کنعان، شام، لبنان اور
 فلسطین کی سرزمین میں پڑھا اور پھیل چھو لایا۔ اور بنی اسرائیل کہلایا۔ اگر
 اس مورخ کا قول صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو بنی اسرائیل کے معنی ”خدا
 لڑنے والا خاندان“ ہو سکتے ہیں۔ نام کا ضرور اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ تاریخ
 گواہ ہے کہ کوئی پیغمبر بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے نہیں آیا جس کی نافرمانی
 مفسحہ خیر اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔
 بہر حال یہ قوم اللہ سے لڑتی رہی ہے۔ لڑتی رہے گی۔ آج بھی ابراہیم کے
 انہی دو بیٹوں کی اولاد میں جنگ ہے۔ ایک کے ذمہ اعلیٰ کلمۃ الحق کا

فرض ہے اور مانی میں اُس نے اپنے باپ کو ابراہیمؑ کا صحیح جانشین ثابت کیا ہے۔ برخلاف اس کے دوسری قوم کا کردار تاریخ کا ایک کھوٹا سکہ ہے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ اس کا اندازہ اُس قوم کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ ربط مضمون کی خاطر اس جگہ ہم حضرت موسیٰؑ کے عہد کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ آپؑ کا ظہور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد ہوا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عہد

حضرت موسیٰؑ ایک طویل مدت تک رشد و ہدایت کا فرض انجام دیتے رہے۔ آپؑ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی۔ اس کے بعد فلسطین پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن جیب ایک قوم عرصہ تک غلامی کی حالت میں رہتی ہے تو اس میں بلند مقاصد کے لئے جدوجہد کی استعداد باقی نہیں رہتی۔ وہ غلامی کا امن پسند کرنے لگتی ہے خواہ ذلت و نامرادی کے ساتھ ہو اور مقاصد کی جدوجہد سے جی چرانے لگتی ہے خواہ اُس کا نتیجہ کامرانی و اقبال ہو۔ یہی حال بنی اسرائیل کا تھا حصول مقاصد کی خاطر ان میں عزم و استقلال نہ تھا۔ بزدلی و بے طاقتی نے قدم پکڑ لئے تھے۔ جیب حضرت موسیٰؑ نے انہیں حکم دیا کہ سرزمین کنعان میں داخل ہو جاؤ! جو تمہاری موجودہ سرزمین ہے تو کہنے لگے ”وہاں بڑے طاقتور لوگ رہتے ہیں۔ اُن کے مقابلہ کی ہم میں طاقت نہیں“ چنانچہ انہوں نے

ارادہ کر لیا تھا کہ مصر واپس چلے جائیں اور حضرت موسیٰ کو چھوڑ دیں۔ اس پر حکم ہوا تھا کہ ۴۰ سال تک یہ لوگ وادی سینا کے میدانوں ہی میں پڑے رہیں گے۔ "حب چالیس سال گزر گئے اور ایک نئی نسل ظہور میں آگئی تو وہ بڑے اور سر زمین موعود پر قابض ہو گئے۔ (ترجمان القرآن ابوالکلام آزاد)

حضرت یوشع بن نون او کالپ بن یوشا

اس نسل کی سنزاری حضرت یوشع بن نون فرما رہے تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد حضرت موسیٰ کے دوسرے شاگرد کالپ بن یوشا سردار اور حاکم ہوئے یہ حضرت موسیٰ کی بہن مریم بنت عمران کے شوہر تھے مگر نبی نہیں تھے۔

حضرت خرقیل علیہ السلام

اب بنی اسرائیل کی روحانی و دنیوی قیادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور بستی پیدا کی جنہیں تورات و قرآن میں خرقیل علیہ السلام کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ تبلیغ اور ہدایت کا فرض بھی انجام دیتے تھے۔ اور کاروبار حکومت بھی سرانجام دیتے تھے۔ آپ کے دور کا اہم اور عبرتناک جز واقع بنی اسرائیل کو دعوت جہاد اور ان کا فرار ہے۔

حضرت خرقیل علیہ السلام نے اپنی قوم کو کسی دشمن کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا۔ یہ اسرائیلی جماعت "داوردن" کی رہنے والی تھی۔ جو

شہر ”واسطہ“ سے چند کوس پر اس زمانہ کی مشہور آبادی تھی (ابن کثیر) مگر وہ اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ”اُج“ کی وادی میں چلے گئے۔ اب ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور وہ سب کے سب موت کے آغوش میں چلے گئے۔ ایک ہفتہ بعد اُدھر سے خرقیل علیہ السلام کا گذر ہوا۔ اس حالت کو دیکھ کر سخت ملال ہوا اور دعا مانگی کہ اللہ العالمین اُن کو موت کے عذاب سے نجات دے تاکہ ان کی زندگی خود اُن کے لئے عبرت اور بصیرت کا باعث بن جائے۔ دعا مقبول ہوئی اور یہ قوم زندہ ہو کر نمونہ عبرت بنی۔ قرآن عزیز اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے :-
 (اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت سے ڈر کر اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ مرجاؤ، پھر اُن کو زندہ کر دیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔“

حضرت الیاسؑ

یہ حضرت خرقیل کے جانشین ہیں اور بنی اسرائیل میں الیاس کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے زمانہ میں یہود کی ذہنیت اس درجہ مسخ ہو گئی تھی کہ دنیا کی کوئی برائی ایسی نہ تھی جس کے کرنے پر یہ حریص نہ ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے مسلسل اور عذاب الہی کی پیہم آگاہی کے باوجود تبت پرستی۔ عناصر پرستی کو اکب پرستی غرض غیر اللہ کی پرستش کا کوئی شعبہ الیاسؑ تھا جس کے پرستار

نہ بنے ہوں۔ اُن کا سب سے اہم بُت "بعل" (یہی "بعل" مکہ میں "منبل" کے نام سے پوجا جاتا تھا) آپ نے خدائے واحد کی جانب بلایا اور "بعل" کی پرستش سے منع کیا۔ بعلبک کا مشہور شہر جو بعل کے نام پر ہے۔ آپ کی رسالت اور ہدایت کا مرکز تھا۔

حضرت الیسعؑ

حضرت الیاسؑ کے بعد حضرت الیسعؑ آپ کے نائب مقرر ہوئے آپ نے اپنے پیرو حضرت الیاسؑ کے طریقہ پر بھی رشد و ہدایت کا فرض انجام دیا۔

حضرت شموئیلؑ علیہ السلام

حضرت الیسعؑ کے بعد بنی اسرائیل پر سخت ابتلا و آزمائش کا زمانہ آیا چنانچہ اس دور میں رہنمائی کے لئے حضرت شموئیلؑ علیہ السلام کا ظہور ہوا آپ کا دور نہایت اہم ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے انبیا کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالیں تاکہ بنی اسرائیل کے نظام حکومت کے بارے میں ہمارا ذہن صاف ہو جائے۔

حضرت یوشعؑ علیہ السلام نے سرزمین فلسطین میں داخل ہو کر خدا کے حکم سے اس علاقہ کو مختلف گروہوں کے درمیان تقسیم کر دیا تاکہ وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں اور دین حق کے لئے سرگرم عمل رہیں۔ (تورات یثوع باب ۲۳ میں یہ واقع تفصیل کے ساتھ منقول ہے) اس کے

بعد ان کے باہمی معاملات اور مناقشات کے فیصلوں کے لئے قاضیوں کا تقرر کیا۔ یہی قاضی دین کے استحکام کا ذریعہ بھی تھے اور عدالت کا کام بھی کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد ۳۵۰ سال تک یہ نظام بدستور قائم رہا۔ خاندانوں اور قبیلوں میں سردار حکومت کرتے تھے۔ ان کے مناقشات و معاملات کے فیصلے قاضی کرتے تھے۔ یہی قاضی ان تمام امور کی نگرانی کے ساتھ ساتھ دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کا فرض بھی انجام دیتے تھے۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ ان ہی قاضیوں میں اللہ تعالیٰ کسی کو منصب نبوت پر فائز کر دیتا تھا۔

اس نظام سے ایک بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ تمام ملک کی ایک مرکزی طاقت نہ تھی۔ اُسے ہم نیم منظم معاشرہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر باقاعدہ حکومت کا نام نہیں دے سکتے۔ بیرونی حملوں سے دفاع کا کام ایک منظم اور مصلح معاشرہ یا حکومت ہی کر سکتی ہے۔ اگر اس دور کی انفسیات قومی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم پر روحانی کشمکش کا عالم طاری تھا۔ پیغمبروں کا نزول ہو رہا تھا۔ اصلاح کی کوشش جاری تھی، مگر ان کی سوتی ہوئی قسمت نہ جاگتی تھی۔ یہ مسلسل غفلت و انکار کی منہنیں تازہ کر رہے تھے۔ بد عملی کے نتیجہ میں شجاعت و بہادری کے اوصاف سے قطعاً عاری ہو چکے تھے۔ چنانچہ اکثر بیرونی حملہ آور یہاں آکر قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتے رہتے تھے۔ حضرت الیسعؑ کی وفات کے بعد مصر و فلسطین کے درمیان بحرِ روم پر عمالقہ میں سے

جالوت نامی ایک جابر و ظالم حکمران نے بنی اسرائیل کو مغلوب کر کے اُن کی آبادیوں پر قبضہ کر لیا۔ سرداروں اور قبیلہ کے معزز لوگوں کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا۔ باقی پر خراج مقرر کر دیا۔ تورات کو بھی مسح کر دیا۔ متبرک صندوق "طالوت سیکینہ" بھی چھین کر لے گیا۔ اس صندوق میں تورات کا اصل نسخہ موسیٰ و ہارون علیہ السلام کے عصا اور پیرسن اور مرتبان محفوظ ہے۔ یہ زمانہ انتہائی نجست و ذلت کا تھا۔ بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر موجود نہ تھا۔ خاندانِ نبوت میں صرف ایک حاملہ عورت باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ اللہ نے رحم فرمایا۔ اور اُس عورت کی دعا قبول کی۔ اس کے لطن سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ اُس کا نام شموئیل رکھا گیا۔ تربیت کا بار ایک بزرگ عام نے اپنے ذمہ لیا۔ بزرگ کے فیضانِ نظر سے ہونہار بچہ کے تورات حفظ کی اور انہیں دینی تعلیم کے مدارج طے کئے۔ سن رشد کو پہنچے تو تمام بنی اسرائیل میں ممتاز نظر آنے لگے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا اور بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت پر مامور کیا۔

علمائے کی دست برد سے تنگ آکر بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل سے درخواست کی کہ ان پر ایک حاکم مقرر کریں۔ چنانچہ تورات میں آتا ہے...

"اور ایسا ہوا کہ جب شموئیل بڑھا ہو گیا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو مقرر کیا کہ اسرائیل کی عدالت کریں اور اُس کے پہلوئے کا نام بوریل تھا۔ اور اُس کے دوسرے بیٹے کا نام ابیا وہ دونوں بیرسبع میں قاضی تھے۔ پھر اُس کے بیٹے اُس کی

راہ پر نہ چلے بلکہ نفع کی پیروی کرتے اور رشوت لیتے اور عدالت میں طرفداری کرتے۔ تب سائے اسرائیلی برگ جمع ہو کر راستہ میں شموئیل کے پاس آئے اور اُسے کہا کہ دیکھو تو بوڑھا ہوا اور تیرے بیٹے تیری راہ پر نہیں چلتے۔ اب کسی اور کو ہمارا بادشاہ مقرر کر جو ہم پر حکومت کیا کرے جیسا کہ سب قوموں میں ہے۔“

چنانچہ قرآن عزیز کے مطابق بنی اسرائیل کے اس مطالبہ کا جو جواب حضرت شموئیل نے دیا وہ بنی اسرائیل کی عادت و خصال کے عین مطابق ہے۔ حضرت شموئیل نے ارشاد فرمایا :-

”مجھے یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو جب تم پر کوئی بادشاہ مقرر کیا جائے اور وہ تم کو دشمن کے مقابلہ کے لئے جہاد کا حکم دے تو تم بزدلی کا اظہار کرو اور جہاد سے انکار کر جاؤ۔“

بنی اسرائیل نے بڑی قوت کے ساتھ جواب دیا۔

”ہم جہاد سے انکار کر دیں گے کیسے ممکن ہے جب کہ ہم یہ

خوب جانتے ہیں کہ ہم کو دشمنوں نے خوب ذلیل کر دیا۔ انہوں نے

ہم کو ہمارے گھروں سے نکالا اور ہماری اولاد کو قید کیا۔

چنانچہ اتمام حجت کے بعد حضرت شموئیل نے حکم الہی سے آگاہی کے

بعد طاوت کو جو علمی و جسمانی لحاظ سے سب میں نمایاں تھا حاکم مقرر کر دیا

لیکن بنی اسرائیل نے اس کے حکم کو ماننے سے انکار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ

حضرت ثمویلؑ کی نگاہ انتخاب ہم میں سے کسی پر پڑے گی۔ مایوسی ہوئی تو اپنے انداز و کردار کے مطابق انکار کر بیٹھے۔ سورۃ بقرہ میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ نبی اسرائیلؑ کے انکار کا ذکر کرتے ہوئے باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

”پھر ایسا ہوا کہ ان کے نبی نے کہا۔ اللہ نے تمہارے لئے طاوت

کو حکمران مقرر کر دیا ہے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو (طاوت

و فرماں برداری کی بجائے) کہتے لگے وہ ہم پر کیسے حکمران بن سکتا

ہے جب کہ اس سے کہیں زیادہ ہم حکمران بننے کے حقدار ہیں۔

علاوہ بریں اس کو مال و دولت کی وسعت بھی حاصل نہیں ہے

نبی نے فرمایا (”حکمران کا جو معیار تم نے مقرر کیا ہے وہ غلط

ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حکمرانی کی قابلیت و استعداد میں

تم پر اس کو برگزیدہ اور فائق کیا ہے اور علم کی فراوانی اور جسم کی

طاقت دونوں میں اس کو وسعت عطا فرمائی ہے اور حکمرانی

و قیادت تمہارے قبضہ کی بات نہیں ہے اللہ جس کو چاہتا ہے

اس کا سمجھ کر) اپنی زمین کی حکمرانی بخش دیتا ہے اور وہ اپنے

تصرف و قدرت میں بڑی وسعت رکھنے والا ہے اور سب کچھ

جاننے والا ہے۔“

بہر حال اس رد و کد نے بہت طول کھینچا اور حضرت ثمویلؑ سے طاوت

کا تقرر منجانب اللہ ہونے کا آسمانی دلیل کا مطالعہ کیا۔۔۔

چنانچہ ان کے نبی نے ان سے کہا ”طاوت کی اہلیت حکومت کا

نشانی ہے کہ جو (مقدس) تابوت (تم کھو چکے ہو اور دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے) تمہارے پاس واپس آجائے گا اور فرشتے اس کو اٹھا لائیں گے اس تابوت میں تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے لئے (فتح و نصرت) کی طمانیت ہے اور موسیٰ و ہارون کے گھرانوں کی (مقدس یادگاروں) کا بقیہ ہے بلاشبہ اس واقعہ میں تمہارے لئے خدا کا بہت بڑا نشان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

چنانچہ حضرت شموئیل کی لہجارت بڑے کارائی۔ بنی اسرائیل کے سامنے ملائکتہ اللہ نے تابوت سکینہ لاکر واپس رکھ دیا (تورات میں اس کی تفصیلاً عجیبے غریب ہیں۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہو تو قرآن اور تاریخ کی روشنی میں ان پر بحث باعث دلچسپی ہوتی) اب حجرات انکار مفقود تھی۔ آخر طالوت کو حضرت شموئیل کے الہام کے مطابق بنی اسرائیل کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس مضمون میں حضرت موسیٰ کے عہد کے بعد عہد طالوت حضرت داؤد۔ حضرت سلیمان۔ رجھام بن سلمان کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ اس تفصیل کو جگہ کی کمی کی بنا پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

نخت نصر کی ہولناک غارتگری

نخت نصر کا پہلا حملہ

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ نخت نصر نے یہود کے ملک پر

حملہ کیا۔ یروشلم فتح کر کے وہاں کے باشندوں کو باج گزار بنایا۔ مال و اسباب اور قیمتی زر و جواہر لوٹ کر لے گئے۔ خاندان شاہی میں سے ایک گروہ کو اپنے محل کا خواجہ سرا بنایا۔ انہی امیروں میں حضرت دانیالؑ اور ان کے تین رفیق بھی تھے

بخت نصر کا دوسرا حملہ

یہوئعیم نے بد عہدی کی اور اطاعت سے انحراف کیا۔ بخت نصر خود تو اپنی والدہ کے ماتم اور دیگر علاقہ کی وجہ سے نہ آسکا۔ البتہ آس پاس سریانی۔ موآبی اور عمونی سرداران سے حملہ کرا دیا۔ ان لوگوں نے ملک یہودیہ چار طرف سے تاخت و تاراج کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ صورت حال گیارہ سال تک جاری رہی آخر یہوئعیم قتل کر کے یروشلم کے چھانٹ کے باہر پھینک دیا گیا

بخت نصر کا تیسرا حملہ

یہوئعیم کے بعد اُس کا بیٹا یوئیاہ یروشلم کے تخت پر بیٹھا۔ ابھی تخت نشینی کو تین ہی ماہ کا عرصہ ہوا تھا کہ بخت نصر ایک عظیم الشان لشکر لے کر حملہ آور ہوا شہر کو فتح کر کے یوئیاہ اُس کی والدہ دیگر بیگمات، امرائے شہر و قسطنطنیہ کے کارکنوں، لوہاروں، سنگ تراشوں، شاہی خزانہ اور سیکل کے تمام سونے کے برتن اور دیگر قیمتی اشیاء کو اپنے ساتھ لے گیا۔ صدر قیاء نامی ایک شخص کو حکومت سونپ گیا۔ اور اُس سے فرمانبرداری کا عہد لیا۔ مگر آس پاس کے سرداروں کے ہتھیاروں اور شاہ مہر کے شہ دینے سے یہ حکمران اپنی حکومت کے نہیں

میں مقرر سے معاہدہ کر بیٹھا۔ اور نخت نصر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔

نخت نصر کا چوتھا حملہ

دو سال بعد پھر نخت نصر ایک خونخوار فوج لے کر یروشلم پر چڑھ آیا۔ قیامت کا رن پڑا شہر فتح کر لیا۔ صدر قیہ گرفتار ہو کر دھلہ بھج دیا گیا۔ اُس کے سامنے اُس کے بیٹے قتل ہوئے اُس کی آنکھیں پھوڑی گئیں۔ اور پایہ زنجیر بابل بھیجا گیا۔ جہاں جا کر مر گیا۔

خونخاک تباہی و بربادی

فوج کے سپہ سالار نے شہر اور سبیل کا تمام قیمتی سامان جمع کیا۔ بقیہ تمام شہر اور سبیل میں آگ لگا دی اور جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر شہر اور سبیل کی تمام بنیادیں تک اکھاڑ ڈالیں تاکہ کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ہزاروں مزدوروں کو قید کر کے بابل روانہ کر دیا گیا۔ سبیل کے برجی ستون، حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالیدار پتیل کے سامان، بیل اور کردی، جن کو زمانے کے منتخب کاریگروں اور حیات نے تعمیر کیا تھا، بابل لے گیا۔ توریت کا ایک قلمی نسخہ بھی وہیں جلا کر خاک کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۸۶ ق۔م میں ہوا۔

یہودی کی واپسی

بابل میں یہودی ۷۰ برس تک رہے۔ اس دوران میں بہت سے توابنے

دینی دستور اور زبان سے بھی نا آشنا ہو گئے تھے۔ آخر زمانہ نے پٹا کھایا۔
خسرو شاہ ایران نے بائبل کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔ اور اپنے حکم سے
۴۲ ہزار یہودیوں کو دوبارہ وطن سے واپس روانہ کیا (آج بھی خسرو کی رسم
تازہ کی جا رہی ہے۔ اور یہود کو پھر فلسطین میں لوٹایا جا رہا ہے) یہاں پہنچ کر
سامریوں نے دوسری ہیکل بنائی۔ توریت میں تحریف کی اور آپس میں لڑنے
جھگڑنے لگے۔ ہیکل کی تعمیر کا مفصل حال پہلے گزر چکا ہے اس لئے یہاں
نظر انداز کرتے ہیں۔

سکندر رومی

ہیکل کی تعمیر اور واپسی کے احسان نے یہود کو شاہان ایران کا حلقہ بگوش
کر دیا آخر سکندر رومی نے دارا کو شکست دی۔ لیکن اس وقت بھی طوق غلامی
نہ ٹوٹا اور یروشلم کے کاتبوں نے اس کی حکومت قبول کر لی۔

یہود کا معرّج

سکندر کی وفات کے بعد تمام ملک سرداروں میں بٹ گیا۔ اس کا سردار
ٹوٹا یروشلم کا حاکم ہوا۔ یہود کو اس کے زمانہ میں عمدہ عہد سے ملے۔ اور
اس کی قدردانی کے سبب دوسرے ملکوں میں بھی باعزت طور پر گئے۔ شاہ
مصر نے عبرانی سے بہت سی کتابوں کا یونانی میں ترجمہ کرایا اور شریعت کا ترجمہ
بھی عبرانی سے یونانی میں کیا گیا۔ ایشیا کے بادشاہوں نے بھی یہود کی بہت

عزت کی۔ سلوکس نے قلمہ بنا کر یہود کو ان کا سردار مقرر کیا اور اپنے
دارالسلطنت انطاکیہ میں داخل کر دیا۔

حضرت مسیح

انسائیکلو پیڈیا میں یہود سے متعلق اُس کے تاریخی مواد سے ثابت
ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہود کے عقائد و اعمال
کا یہ حال تھا کہ مشرکانہ رسوم و عقائد کو جزو مذہب بنا چکے تھے اور کذب فریب
بغض و حسد جیسی بد اخلاقیوں کو تو عمداً اخلاقِ کریمانہ کی حیثیت دیتے تھے
اور اس بنا پر بجائے شرمسار ہونے کے وہ اُن پر فخر کا اظہار کرتے تھے اور اُن کے
علماء و احباب نے تو دنیا کی حرص و طمع میں کتاب اللہ (تورات) تک کو تحریف
کئے بغیر نہ چھوڑا۔ اور درہم و دینار کے عوض خدا کی آیات کو فروخت کر ڈالا یعنی
عوام سے نذر اور بھینٹ حاصل کرنے کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا
سے بھی دریغ نہ کیا اور اس طرح قانونِ الہی کو مسخ کر ڈالا۔ ذیل میں یہود کی
اعتقادی اور عملی زندگی کا مختصر اور مکمل نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

”خداوند فرماتا ہے یہ اُمّت (بنی اسرائیل) زبان سے تو میری

عزت کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دُور ہے اور یہ بے فائدہ

میری پریشانی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ میرے حکموں کو پیچھے ڈال کر

آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں۔۔۔ (قصص القرآن)

انہی تاریک حالات میں حضرت یحییٰؑ کا قتل ہوا۔ اور یہود کی بھی مسخ

ذہنیت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برداشت نہ کر سکی۔ آخر ان کو پلاطیس کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ بہت اصرار اور شور و شغب مچایا کہ مسیحؑ کو ضرور قتل کیا جائے۔ آخر انتہائی بے کسی کے عالم میں ان کو سولی پر چڑھایا گیا۔ بنی اسرائیل کا خاص کردار ہے کہ ہرنی کی توہین بھی کرتے رہے اور آمد کے منتظر بھی رہے۔ جب پیشین گوئی کے مطابق ظہور ہوا تو اس کی توہین میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں بنی اسرائیل نے ۷۰ پیغمبروں کو شہید کیا۔ مسیحؑ کا قول تھا کہ :-

”جب تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہو میرا شلم غیر قوموں سے روندا جائے گا۔“

چنانچہ حضرت مسیحؑ کے بعد کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ یہاں لوگ امن و آرام سے بیٹھے ہوں۔ اس دوران میں متحد و بیرونی حملے ہوئے۔ دو مرتبہ مکمل انتہائی ظہور میں آئی۔ گویا غیر قوموں کا وقت ابھی پورا نہ ہوا تھا۔ آخر وہ ساعت معین بھی آپہنچی اور یہ گمان آباد ہستی کی شب تاریک میں غربت کے امی نبیؑ نے یقین و ایمان کی قندیل روشن کی۔ اس کے وصال کے بعد خدا کا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس کی امت اٹھی اور تمام دنیا پر چھا گئی۔ بیت المقدس پر بھی تیرہ سو برس تک قبضہ رہا اس کی فتح کی داستان تاریخ کے صفحات کا ایک زریں ورق ہے اور تمام دنیا کے لئے خدا کا ایک نشان۔

حضرت عمرؓ - فتح بیت المقدس

ہوئے احرار ملت جادہ پیمائیں نمل سے :- تماشائی شکاف درہیں صدیوں کے زندانی

جنگ یرموک کے بعد مسلمانوں کا لشکر فلسطین کی جانب بڑھا۔ اور
 سپہ سالاری حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے تھے۔ آپ نے سترھم
 ۶۳۷ء میں بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ عیسائی قلعہ بند ہو گئے۔ جنگ
 طول کھینچا۔ ادھر سے حضرت ابوعبیدہؓ شام کو فتح کر کے اپنے لشکر سمیت
 آئے اور محاصرہ میں شریک ہو گئے۔ انہوں نے یروشلم کے بڑے بڑے
 سرداروں کو یہ خط لکھا :-

”یہ صحت اور خوشی ان لوگوں کو ہے جو راہِ راست پر چلے ہیں
 اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ ہم تم سے یہ چاہتے ہیں
 کہ تم اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ایمان لاؤ اور حبیہ تم ایمان لاؤ گے تو ہمیں حرام ہے کہ تمہیں
 ماریں یا تمہارے بال بچوں کو ہاتھ لگائیں اور اگر تم ایمان نہیں
 لاتے تو ہم کو خراج دو اور ہماری جماعت میں رہنا اختیار کرو
 اور جو یہ بھی نہ مانو گے تو میں تمہارے مقابلہ میں ایسے لوگ
 لاؤں گا جو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کو عزیز رکھتے ہیں۔
 اور ہم بغیر فتح کے یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔“

بہت صلح و مشورہ کے بعد ان کے پادری نے صلح منظور کی۔
 ایک شرط لگادی کہ ”یہ پاک مقام بغیر خلیفۃ المسلمین کے کسی اور کو
 نہیں کیا جاسکتا۔“ غرض حضرت عمرؓ نے خلافت کا کام حضرت علیؓ
 مشورہ سے حضرت عثمانؓ کے سپرد کیا اور مدینہ منورہ سے دمشق

ٹے۔ یہاں بیت المقدس کا ایک گروہ معاہدہ کے لئے خدمت میں حاضر ہوا۔ معاہدہ پر عہد شکنی کے دستخط ہو جانے کے بعد آپ شہر یروشلم میں شریف لائے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ صلح بیت المقدس ہی میں خاکریزی والی والدہ عالم بالصواب۔ غرض صلح ہوئی۔ حضرت عمرؓ بیت المقدس میں اس وقت تشریف لے گئے اس وقت شہر میں ۱۲۰۰۰ ہزار یونانی اور ۵۰۰۰ ہزار اہل باشندے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تمام یونانی بن دن کے اندر شہر سے چلے جائیں اور شہر کے اہل باشندے خراج ادا کریں۔ چنانچہ پندرہ دینار امراء پر، چار دینار متوسط الحال طبقہ پر اور بن دینار ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر فی کس سالانہ ٹیکس مقرر کیا گیا۔ بہت دیر سے، نابالغ اور عورتیں اس ٹیکس سے مستثنیٰ رکھے گئے۔ اور ممتاز باشندگان شہر اور مسلمانوں کے مابین فتح بیت المقدس کے بعد جو صلح نامہ لکھا گیا وہ حسب ذیل ہے.....

جب آپ ہم پر غالب آئے ہم نے آپ کی اطاعت منظور کی اور ہم نے اپنے عیسائی اپنے بچوں اپنے ہم مذہبوں اور اپنے مقبوضات کو آپ کے حوالے کر دیا اور عہد کیا کہ چھوٹے بڑے گرجوں، خانقاہوں اور راہبوں کے حجروں میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہوگی۔ نہ ان میں سکونت کی جائے گی۔ نہ ڈھائی جائیں گی۔ ان میں کوئی ایسا شخص جو مسلمانوں کا مخالف ہو نہ رہ سکے گا ان میں ہر وقت مسلمانوں کو داخل ہونے سے نہیں روکا جائیگا

مسافروں اور سیاحتوں کے لئے ان کے دروازے کھلے رہیں گے
اگر کوئی مسافر مسلمان اُن میں رہنا چاہے گا تو اُسے تین دن
بطور مہمان کھانا اور جگہ دیں گے اور اپنے گرجاؤں میں کسی
راز کے معلوم کرنے سے نہیں روکیں گے اور اُس سے کوئی
یات پوشیدہ نہ رکھیں گے اُسے اپنی عبادت میں شریک نہیں
کریں گے کسی کو عیسائی مذہب کی دعوت نہ دیں گے نہ کسی
طرح کا جبر کریں گے۔ اپنے کسی ہم مذہب کو اسلام قبول کرنے
سے نہیں روکیں گے، مسلمانوں کی ہر جگہ تعظیم کریں گے۔ ان کو
اگر اپنی مجلسوں میں بٹھائیں گے تو بلند مقام پر بٹھائیں گے اور
خاطر داری کریں گے۔ اُن کی زبان میں کچھ نہیں لکھیں گے۔
نہ اپنے آپ کو اُن کے خطابوں سے پکاریں گے۔ سواری میں
گھوڑوں پر زمین نہیں کسیں گے۔ اپنی تلواروں کو پیٹوں میں
نہ لٹکائیں گے۔ یتیم خان، لٹھ لے کر نہیں نکلیں گے۔ اپنی
انگوٹھی پر عربی رسم الخط میں کچھ نہیں کھدوائیں گے۔ شراب
نہیں پیئیں گے۔ اپنی پیشانیوں منڈوائیں گے۔ اور اُن پر کپڑا
باندھیں گے۔ مگر میں زیادہ چوڑا پٹکا استعمال نہیں کریں گے
اپنی عبادت گاہوں کے باہر صلیب نہیں لٹکائیں گے۔
شارع عام میں یا مسلمانوں کے راستوں میں یا ان کے کاروباری
جگہوں میں اپنی صلیبوں کو نہیں دکھائیں گے۔ گھنٹے زور سے

نہیں جائیں گے اپنے مردوں پر آواز بلند نہیں کریں گے۔ مسلمانوں
کی گذرگاہوں یا شاسع عام میں چراغان یا اس قسم کی آرائشی
وغیرہ نہیں کریں گے۔ اپنی میتوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں لے جائیں گے
غلام جو مسلمان ہو جائے گا اُسے پھر اپنے پاس نہیں رکھیں گے
نہ اُس کے گھر کی طرف نگاہ کریں گے۔ اور ایلیا (بیت المقدس)
میں ہمارے ساتھ ہی یہودی رہنے نہیں پائیں گے۔“
حضرت عمرؓ نے اس معاہدہ کی تصدیق کرتے وقت حسب ذیل اضافہ

فرمایا :-

ہم مسلمانوں میں سے کسی کو اذیت نہیں دیں گے۔ ہم آپ سے
اپنی طرف سے اور ہم مذہبوں کی طرف سے عہد و پیمان
کرتے ہیں کہ ہم مذکورہ بالا شرائط کو تسلیم کرتے ہیں اور ہم
ان میں سے کسی کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اگر کریں تو
ہم اسے ساتھ کوئی عہد دی نہ کی جائے۔ اور ہم اختیار دیتے
ہیں کہ جو سخت سزا دیں ہم اُس کے سزاوار ہوں گے۔“
اس تحریر پر خالد بن ولیدؓ، عمرو بن العاصؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ
اور معاویہ بن ابوسفیانؓ نے بطور گواہوں کے دستخط کئے۔

صلیبی جنگیں

۶۳۷ء سے ۱۰۹۵ء تک کا زمانہ انتہائی امن و سکین سے گذرا صرف

دو معمولی لہجہ و تہیں ہوئیں۔ سین کا قلع قمع کر دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا۔ یہ جنگیں عیسائیوں کی مذہبی جنگیں تھیں اور مسلمانوں کے خلاف دو وجوہ سے لڑی جا رہی تھیں۔ ایک تو عیسائی حاجیوں کی معبد مقدس کی زیارت میں جانیں محفوظ ہوں۔ دوسری فلسطین پر عیسائیوں کی حکومت ہو۔ عیسائی مورخین ان جنگوں کے آغاز کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ جب سلجوقیوں نے فلسطین پر قبضہ کیا تو عیسائیوں کے لئے حج مشکل اور خطرناک ہو گیا۔ اس بناء پر پوپ ارین ثانی نے مسلمانوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ اُس کی لپکار امیر و غریب، شاہ و گدا سب نے سنی چنانچہ والٹر بینی لس اور پیٹر ۱۹۰۷ء میں ایک صلیب لے کر ایک غیر منتظم انبوه کے ساتھ فلسطین کی جانب روانہ ہوئے۔ اسی طرح دو سال تک یہ جنگیں جاری رہیں۔ ان میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ انگلستان اور فرانس نے لیا۔ عیسائی یورپین اقوام مخالف بن کر آئیں تھیں مگر مسلمانوں نے اُن کا اُس دوست کی طرح استقبال کیا جو رنجیدہ خاطر ہو کر لڑائی پر آمادہ ہو جاتا ہو۔ اس دور کے بعد ۱۹۱۹ء میں ایک حادثہ کا ظہور ہوا جو عیسائی دُنیا کے لئے یقیناً اندوہناک تھا۔ خلیفہ معزز (فاطمی خاندان) نے جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مزار مقدس نذر آتش ہو کر خاکستر ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی حج کرنے میں دقتیں اور رکاوٹیں نہ تھیں۔

اسلامی اقتدار

۱۸۴۸ء میں ترکوں نے عیسائیوں اور یہودیوں کو حرم شریف میں آنے

جانے کی اجازت دی۔ چنانچہ اُس وقت سے فلسطین میں عیسائیوں اور یہودیوں کی نو آبادیاں قائم ہوئی شروع ہوئیں پھر ۱۸۹۶ء میں بیت المقدس میں امریکن مشن نے اندھوں کا اسکول جاری کیا۔ گویا اندرونی طور پر عیسائی اور یہودی اپنے قدم جما رہے تھے۔ آخر ۱۹۱۴ء میں عیسائی دنیا نے زبردست جدوجہد کی اور ۸ و ۹ دسمبر ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب میں بغیر جنگ کے ترکوں کا آخری سپاہی بیت المقدس سے چلا آیا۔

۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۸ء تک تقریباً ۱۳۰۰ بریں مسلمانوں کی حکومت فلسطین اور بیت المقدس پر رہی آخر وہ نامعلوم ساعت آہی گئی کہ ۱۳۰۰ سالہ حکومت کا نقش چھوڑ کر مسلمانوں کو وہاں سے رخصت ہونا پڑا۔ اور ۲۰ سالہ عثمانی اور ۱۲۸۰ سالہ اسلامی اقتدار رات کی تاریکی میں گم ہو گیا۔

برطانیہ کا آخری سپاہی

۲۸ اپریل ۱۹۱۹ء سے فلسطین برطانیہ کے زیر انتساب آیا۔ مسٹر رائٹ شمول پہلا ہائی کمشنر مقرر ہوا۔ اور ۱۵ مئی ۱۹۲۰ء کو برطانوی فوج کا آخری سپاہی فلسطین خالی کر گیا۔ یہاں انگریزوں کی ۴۸ ہزار فوج رہتی تھی جس پر کروڑ پونڈ صرف آیا۔ آج فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کی تعداد ۳۴ لاکھ اور ۶ لاکھ ہے۔ جیب برطانیہ حکومت شروع ہوئی اُس وقت فلسطین کی آبادی ساڑھے سات لاکھ تھی۔ اس ترقی کا نمونہ یہودیوں کا شہر تل ابیب ہے جو ۱۹۱۹ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کی آبادی اٹھارہ ہزار ہے۔

۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۵ء کے درمیان فلسطین میں عرب آبادی بچوں کی موت کی شرح کم ہو جانے سے دو گنی ہو گئی۔ ۱۹۲۰ء سے اب تک ۱۴ لاکھ یہودی فلسطین میں لینے کے لئے آئے اور ۴ کروڑ پونڈ سے نئی صنعتیں قائم کیں۔

قرطاس امضیٰ

۱۹۱۶ء میں ترکوں کی سلطنت سے لارڈ البنی نے فلسطین کو نجات دلائی۔ اس موقع پر عربوں کی آزادی اور یہودیوں کو قومی حکومت کا دھوکا دیا گیا۔ ۱۹۲۰-۲۳ء میں برطانیہ کو فلسطین کا انتساب سونپا گیا۔ اور یہودیوں کے خلاف فسادات شروع ہو گئے۔ ۱۹۲۹ء میں یہودیوں کے خلاف پہلا زبردست فساد ہوا۔ جس میں ۸۶ عرب شہید ہوئے اور ۲۲ یہود مارے گئے۔ چنانچہ فلسطینی حکومت کے خلاف عربوں نے فسادات شروع کر دیئے۔ ۱۹۳۲-۳۹ء میں محوریوں کی مدد سے عربوں نے فلسطین میں پھر گڑ بڑ مچائی۔ ۱۳ مئی کے قرطاس امضیٰ میں کہا گیا ہے کہ دو ہزار یہودیوں کے داخلہ کے بعد فلسطین میں مزید یہودیوں کو آنے نہیں دیا جائے گا۔ یہودیوں نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور غیر مستقل ہجرت شروع کر دی۔ یہودیوں اور عربوں دونوں نے لندن کانفرنس میں تجاویز کو روک دیا۔

تقسیم فلسطین

۱۹۳۶ء میں موسم بہار میں عرب ہائی کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا۔ کمیٹی کے

اعلان سے چھ ماہ تک یادگار ہڑتال رہی۔ اس کمیٹی کے صدر یروشلم کے مفتی اعظم الحاج امین الحسنی آفندی ہیں۔ لڑائی کے خاتمے اور یورپ میں لاکھوں یہودیوں کے بے خانماں ہوجانے کی وجہ سے یہ مسئلہ اور پیچیدہ ہو گیا۔ صدر ٹرومین نے اپنی کی کہ فلسطین میں توڑا ایک لاکھ یہودیوں کو بسا دیا جائے۔ ۱۹۴۶ء میں امریکہ اور برطانیہ کی مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی نے تقسیم فلسطین کے فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ لیکن اس بات کی سفارش کی کہ فلسطین میں ایک لاکھ یہودی بسائے جائیں۔

۱۹۴۷ء میں برطانیہ نے ۱۵ سال کے لئے فلسطین پر اپنی توہبت قائم رکھنے کی پیش کش کی اس شرط کے ساتھ کہ اس کے بعد فلسطین کو آزادی دیدی جائے گی۔ اس تجویز کو یہودیوں اور عربوں نے نامنظر کر دیا۔ برطانیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ کو اتحادی اقوام کے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ اتحادی اقوام کی خصوصی کمیٹی نے تقسیم فلسطین اور بیت المقدس کی غیر جانبدارانہ علاقے بنانے کی سفارش کی۔ عربوں نے یہ تجویز نامنظر کر دی لیکن یہودیوں نے مان لی۔ اور اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ تقسیم فلسطین کی جدید اسکیم جس میں کچھ تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ پانچ ممبروں کے ایک کمیشن کے ذریعے بغیر فوج اور پولیس کی مدد کے نافذ کی جائے۔

میشاقی مسیحی آباد

۱۹۲۸ء میں تحریک اتحاد ممالک عربیہ عمل میں آئی۔ جس کے بڑے رکن

سعودی عرب، عراق، شام، شرق اردن اور فلسطین ہیں۔ میثاق سعید آباد ۱۹۳۴ء کی رو سے عراق سعودی عرب کو ایک ہی رشتہ اتحاد میں منسلک کیا گیا۔ سعودی عرب آزاد حکومت اور شرق اردن، یمن، عمان، بحرین، لبنان، برطانیہ کی حفاظتی حکومتیں ہیں۔

عراق

جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۸ء میں عراق برطانیہ کی حفاظت میں آگیا۔ ۱۹۲۰ء میں یہاں بغاوت ہو گئی۔ ۱۹۲۱ء میں امیر فیصل کو عراق کا بادشاہ بنایا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں عراق کو نیا آئین ملا جس کی خاص شرط یہ تھی کہ عراق کی حکومت برطانوی حکومت کے مشورے سے چلائی جائے ۱۹۳۰ء میں برطانیہ نے موصل تیل کے چشموں کو عراق کے حوالے کر دیا۔ ۱۹۳۱ء میں عراق برطانیہ میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے انگریزی فوجیں جنگ کے دنوں میں ملک سے گذر سکتی ہیں۔ ۱۹۴۱ء میں سید رشید علی جیلانی نے خود مختار حکومت قائم کر لی۔

یہاں بھی قدیم تہذیب کے نشانات ملتے ہیں۔ ایک زمانہ تک اسلامی حکومتوں کا مرکز رہا ہے۔ اور کئی خلفاء کے خاندانوں نے یہاں سے حکومت کی، خلافت عباسیہ کے زمانہ میں عراق نے بڑی ترقی کی۔ بڑا زرخیز خطہ مانا جاتا تھا۔ اسلامی تاریخ کے اس دور میں یہ ملک بڑا ممتاز رہا ہے۔ بغداد پایہ تخت اور علم و حکمت کا مرکز تھا آج کل مٹی کے تیل کے چشموں کے نکل آنے کے

باعث کافی خوشحالی ہے لیکن اگر تیل نکالنے کا کام غیر ملکی فرموں کے ہاتھ میں نہ ہو تو اور زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔ نظام حکومت دستوری بنالی ہے موجودہ حکومت بھی پہلی جنگ عظیم خلافت عثمانیہ کے خاتمہ پر وجود میں آئی ہے۔

بادشاہ فیصل دوم - وزیر اعظم توفیق سورہ - رقبہ ۱۷۱۲۵۰ مربع میل آبادی ۴۵ لاکھ ہے۔ فیصل دوم اچھی کسین ہیں اور انگلستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی جگہ ایک ایجنٹ مقرر ہے۔ تمباکو، گدھوں، اُون، روٹی، کھجوریں خاص پیداوار ہیں۔ یہاں کی برآمدی اشیاء کھجوریں، اُون، چمڑا، کھالیں، روٹی اور درآمدی اشیاء سوئی اونی، ریشمی کپڑا، لوہا، فولاد، مشینیں، شکر اور چائے ہیں۔ بغداد پایہ تخت اور شہر موصل، بصرہ، کربلا، معالی، نجف اشرف، سلیمانہ وغیرہ ہیں۔

لبنان

شام و لبنان فرانس کے تحت تھے۔ ۱۹۱۷ء میں دونوں کو علیحدہ علیحدہ ریاستوں کی صورت دے دی اور ۱۹۴۲ء میں آزاد کر دیا گیا۔ یہاں کی زرعی پیداوار بھی دی ہی جو شام کی ہیں۔ مسیحی عربوں کی ریاست ہے آبادی ۱۲ لاکھ، رقبہ ۱۰ ہزار ۴۰۰ مربع میل ہے۔

ارون

جنگ عظیم کے بعد حبیب جزیرہ نما عرب سے برطانیہ کی سازش سے

عثمانی سلطنت ختم ہو گئی تو فرانس اور برطانیہ کی حکمت عملی سے اس صوبہ میں پر
ملکی چھوٹی حکومتیں وجود میں آئیں۔ انہی میں ایک اردن بھی ہے۔ اگرچہ اردن
کو سلطنت میں برطانیہ نے آزاد کر دیا ہے۔ مگر عملاً والی اردن انگریز کے
اشاروں پر ناجتہ ہے۔ بادشاہ شاہ عبداللہ ہے۔ رقبہ ۳۲ ہزار ۷ سو مربع
میل اور آبادی ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ہے یہاں پر تیس ہزار کے قریب عیسائی ہیں۔
ورنہ باقی سب ہی مسلمان ہیں۔ یہاں کے بڑے بڑے شہر کرک، طفیلہ، ارد
سیرش ہیں۔ اور دار السلطنت عمان ہے۔ فلسطین میں عربوں اور یہودیوں
کی جنگ سے فائدہ اٹھا کر فلسطین کا بہت سا حصہ جس میں بیت المقدس بھی
شامل ہے شاہ عبداللہ نے بھی حکومت میں شامل کر لیا ہے اور اپنی حکومت کا
نام سلطنت ہاشمیہ رکھ دیا ہے اور بھی عظیم تر شام کا منصوبہ ہے۔ اس کے
چاروں طرف کے ممالک اسرائیل، عراق، حجاز، نجد اور شام میں نظام حکومت
بنالی ہے۔

شاہ عبداللہ شریف مکہ کے لڑکے ہیں ماہ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ میں
مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ چودہ سال کی عمر میں استنبول گئے اور وہاں ترکی
علم و ادب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں آپ کے والد
شریف مکہ مقرر ہوئے، تو آپ واپس لوٹے۔ ۱۳۲۴ھ میں آپ نے ترکی
پارلیمنٹ میں اہل مکہ کی نمائندگی کی۔ جنگ عظیم کے بعد عمان چلے گئے وہاں
اس وقت ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں سے آپ بیت المقدس گئے اور
جہاں ۱۳۲۱ھ میں برطانیہ کے وزیر مسٹر چرچل سے ساز باز کر کے مشرق اردن

میں حکومت قائم کی۔ ۱۹۴۷ء میں برطانیہ نے مشرق اردن کو آزاد کر دیا تھا۔
 ۱۹۴۸ء میں فلسطین سے اثرات کے خاتمہ کے بعد برطانیہ اور یہودیوں نے
 سازش کر کے عرب فلسطین کے بہت بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔ اور اہل
 عظیم تر شام کے قیام کی فکر میں ہر وقت سازشوں میں مصروف رہتے ہیں

سعودی عرب

پورا جزیرہ نما عرب جنگ عظیم سے قبل خلافت عثمانیہ کے تحت تھا مگر
 بعد کو اس کے کئی حصے ہو گئے اور ہر حصہ میں ایک علیحدہ حکومت قائم
 ہو گئی۔ حجاز، نجد اور العاد سعودی عرب کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ
 یہاں لاکھوں بدوؤں نے اب خانہ بدوشی کی زندگی ترک کر کے زراعت شروع
 کر دی ہے مگر یہ علاقہ تعلیمی اور تمدنی اعتبار سے پس ماندہ ہے گزشتہ
 بیس پچیس سال میں یہاں کافی ترقی ہوئی ہے۔ بادشاہ سلطان ابن سعود،
 وزیر اعظم، امیر فیصل آبادی ۷ لاکھ ۵۶ ہزار رقبہ ۲۹ لاکھ ۲۰ ہزار مربع
 میل۔ دارالحکومت ریاض۔

یہاں پر شرعی قوانین کے ماتحت عدالتیں سزا دیتی ہیں اور اسلامی
 احکام کی بنا پر حکومت عمل درآمد کرتی ہے۔ سلطان کے بعد سب سے بڑی
 پوزیشن حکومت میں امیر فیصل کی ہے۔ وہی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ بھی
 ہیں۔ یہاں کی درآمد کھجوریں اور کھالیں ہیں۔ تیل کے ذخائر کا شیکہ ایک
 امریکن فرم کو دیا گیا ہے۔ اور اسی سے سب سے زیادہ آمدنی ہے۔ کپڑا

چلتے، شکر، چاول اور موٹریں وغیرہ خاص درآمد ہیں۔ مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ
حبشہ، طائف اور ریاض بڑے شہر اور حبشہ بندرگاہ ہے۔

ریاض وسط عرب میں نجد کا دارالسلطنت ہے۔ یہی وہ مقام ہے
جہاں سعودیہ عربیہ کے موجودہ حکمران سلطان عبدالعزیز ابن سعود ^{۱۸۷۸ء}
میں نومبر کی ایک صبح کو اُس وقت عالم وجود میں آئے۔ جب موزن فجر کی
اذان دے رہے تھے۔ ان کے والد کا نام عبدالرحمن اور والدہ کا نام سائرہ
تھا۔ سعودیہ خاندان کی بڑی طویل تاریخ ہے۔ اس خاندان کے افراد ہمیشہ
عربوں کو ایک کڑی میں منسلک کر لے اور پورے عرب کو ترکوں کی غلامی سے
نجات دلانے کی کوشش کرتے رہے اور اسی کوشش میں ابن سعود عظیم کے لڑکے
محمد کو قسطنطنیہ میں پچانسی کے تختہ پر چڑھنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود
اس خاندان کی سرگرمیاں ختم نہیں ہوئیں اور وہابی تبلیغ کے ذریعہ جس کے
بانی عبدالوہاب نجدی تھے نجد کا پورا علاقہ ان کے زیر اثر آگیا۔ مگر خاندانی
اختلافات کی بناء پر شمر قبیلہ کے لیڈر محمد ابن رشید نے سعودیہ خاندان کو
نہ صرف ریاض سے نکال دیا بلکہ انہیں نجد کے علاقہ سے بھی نکلنے پر مجبور
ہونا پڑا۔ اور اس طرح ابن سعود کے والد عبدالرحمن کو بیت میں پناہ لینی پڑی۔
اس وقت ابن سعود کی عمر پندرہ سال سے بھی کم تھی۔ کویت میں ابن سعود کو
شیخ مبارک کی تربیت سے پھر نجد کی سلطنت کی خواہش ہوئی۔ وہ اپنے
دوستوں سے کہا کرتا تھا ”میں نجد پر حملہ کروں گا اور میں ایک دن ضرور اپنے
محل میں واپس جاؤں گا۔ ابن سعود کی بڑی بہن نورہ نے اس کی ہمت افزائی

کی اور اس کے ارادوں کی تائید کی بالآخر ریاض فتح کرنے کی مہم کا آغاز ہو گیا۔ اس وقت جیسا کہ رشید کے خلاف پورا ریاض بغاوت کرنے پر آمادہ تھا تو ابن سعود صرف تیس آدمیوں کے ساتھ ریاض کی طرف چل پڑا اور وسط جنوری ۱۹۰۱ء میں بامداد جوئے شیر (نای گو الے) اور مطلبہ (گورنر جیلان کی بیوی) بیس سال کی عمر میں اپنے آبا و اجداد کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد فتوحات کا وہ سلسلہ بندھا کہ زبردست دشواریوں اور وقتوں کے باوجود پورا عرب ابن سعود کی قیادت میں متحد ہو گیا اور آج وہ پورے عرب کا بادشاہ ہے۔

۱۹۱۵ء میں ترکوں کو مشرقی عرب سے نکالا۔ ۱۹۱۶ء میں شریف حسین کو شکست دی۔ ۱۹۲۵ء تک فتوحات کی تکمیل ہوئی۔ جنوری ۱۹۲۷ء میں شاہ حجاز کا لقب اختیار کیا۔ ۱۹۲۹ء میں والی نجد کا لقب بھی اختیار کر لیا۔ اسی سال برطانیہ سے صلح ہو گئی۔ ۱۹۳۲ء میں حجاز اور نجد کی یونین بنا کر اس کا نام سعودی عرب رکھ دیا۔ آج کل آپ کی حکومت میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان کی سڑک کی تعمیر ہو رہی ہے۔ جازہ میں جدید تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ تیل کے کافی ذخیرے نکل آئے ہیں۔ ریڈیو اسٹیشن قائم ہو چکا ہے۔ حال ہی میں مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں غیر مسلموں کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ فوجوں کو جدید آلات حرب سے منظم کیا جا رہا ہے۔

شام

یہاں گذشتہ سال میں تین فوجی انقلاب ہوئے اور آخری فوجی انقلاب
کمانڈر کرنل عابد جو تیسرے فوجی انقلاب کے ہیرو ہیں۔ پر سر حکومت اور
خالد الحزام بے وزیر اعظم ہیں رقبہ ۲۷ ہزار ۵۶۰ مربع میل آبادی ،
۲۸۶۰۴۷۰ ہے۔ یہ بھی کبھی سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا۔ گیہوں۔ روٹی
اون خاص پیداوار ہیں۔ پٹرولیم کے ذخائر کا پتہ چلا ہے مگر ابھی نکلتا
مشرق نہیں ہوا ہے۔ چمڑے اور سمینٹ کی صنعت قابل ذکر ہے نیا آئین
بن رہا ہے۔

قومی اشتراکیت

جب جنگ عظیم میں جرمنی کو شکست ہو گئی تو جرمنی کو نتائج میں شدید
اقتصادی معاملات کا سامنا پڑا۔ اس وقت جرمنی کے بعض اہل فکر نے
محنت کش طبقے کی اشتراکیت کے بجائے قومی اشتراکیت کا اصول بنایا
جس کا منشاء یہ ہے کہ جس طرح سیاست دانوں نے جرمن قوم اور جرمن
نسل کو برتر و سر بلند کرنے کے لئے ایسا اصول اختیار کیا۔ اس کا بانی
ولسٹر تھا۔

۱۹۳۳ء میں جب ہٹلر جرمنی کا مختار کل بن گیا تو اس نے جرمنی سے
تمام ایسے عنصر کو جو سرمایہ دارانہ حیثیت رکھتا تھا بتدریج نکالنا شروع کیا ،

جن میں یہودی اس طرز نظام کے بیک وقت شکار ہو گئے۔ نازی آریہ نسل کی اور آریہ تہذیب و تمدن کی خصوصیات کو محفوظ رکھ کر دنیا پر یہ ثابت کرنے کی سعی کرتے تھے کہ موجودہ زمانہ میں جتنی بھی مصیبتیں اور پریشانیاں ہیں وہ صرف یہودیوں یا یہودی نوازا توأم کی وجہ سے ہیں، اسی اصول کے ماتحت ۱۹۳۵ء میں ہر جرمن نوجوان کو فوجی تربیت حاصل کرنا قانوناً جائز قرار دیا گیا۔

رہنما سے فلسطین

آج کل قاہرہ سے فلسطین کے عربوں کی رہنمائی الحاج امین آندری الحسینی فرماتے ہیں۔ میرے یہ چاہتا ہے کہ آپ کی قیادت میں عرب فلسطین میں ایک حکومت علی پاشا کے تعاون سے قائم کر دے مگر عبداللہ اس کے مخالف ہیں۔

الحاج امین آندری الحسینی ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۷ء میں مفتی بنے۔ ۱۹۲۳ء میں صدر سپریم مساب کو نسل مقرر ہوئے۔ جنگ عظیم میں نازکوں کے خلاف برطانیہ کی امداد کی۔ لیکن فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کی مخالفت کے باعث شہرت پائی۔ بیس سال کی سہرا کا حکم ہوا مگر بعد کو رہا کر دیے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں عرب اعلیٰ کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے اور ملک میں داخلہ پر پابندی لگا دی گئی۔ بعد ازاں اٹالیہ اور جرمنی میں پناہ لی۔ جرمنی کے سہتیار ڈالنے پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر وہاں سے

قرار ہو کر آپ کسی طرح قاہرہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ آج کل وہیں مقیم ہیں۔

یہ ہیں رسولِ غربی کے جاں نثار اسلام کے علمبردار خدائے واحد کے کلمہ گو۔ اسلامی سلطنتوں کے فرمانروا اور رہنما جن کے دم سے آج کرہ ارض کے ایک بہت بڑے حصہ پر عدل و مساوات اور حق و صداقت کا دور دورہ ہے۔ یہ ہیں وہ ہستیاں جن کے ہاتھ میں ممالک اسلامیہ کے عنانِ قیادت اور زمامِ اقتدار ہے۔ جن کے قلم و میں دینِ حق کا پرچم لہرا رہا ہے جن کا دنیا سے اسلام کی تعمیر و ترقی میں زبردست حصہ ہے جن کے منہم و تدبیر سے ممالک اسلامیہ کو رہنمائی ملتی ہے۔

آج یہودی نوازا اور یہودی بیت المقدس کو یہودی راجدھانی بنانے میں سرگرم اور کوشاں ہیں۔ مگر یہ اسی وعدہ الہی کا اثر ہے کہ ان زلزلوں کے بعد ان ہی ذی ہستیوں نے نیچا کر دکھایا۔ اور ان کے دلوں سے حملوں کی ہوس نکال دی اور بیت المقدس لینے کی جرأت نہیں جو ان کا معبود اور قبلہ و کعبہ ہے۔ یہ سب فضلِ ایزدی ہے جو ہمیشہ اسلام پر ہے گا۔ اے الہ العالمین آپ ہمارے اعمالِ بد پر لحاظ نہ فرمائیے۔ اپنے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے ہم کو ہمارے مخالفوں پر سربزر رکھیو۔ آمین

یہود اور فلسطین

آج کل فلسطین میں جو جنگ لڑی جا رہی ہے۔ حقیقتاً اس کی بنیاد

یہود کا سیاسی کردار ہے جس کی بدولت دنیا کے تمام ممالک اُن کو دوست رکھنے سے انکار کرتے ہیں۔ اور حُسن و خوبی کے ساتھ اپنے ملک سے رخصت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہود کو فلسطین خالی کرنے کا حکم دیا۔ جرمنی سے ہٹلر نے ظلم و زیادتی کے شکنجہ میں کس کر انہیں ملک سے باہر پھینک دیا۔ اور اب دنیا کی چند سرما یہ دار طاقتیں اُن کے اس سیاسی کردار سے مجبور ہو کر انہیں اپنے ملک سے نکالنا چاہتی ہیں۔ اس لئے یہود کو ان کی پُرانی تاریخ یاد دلائی جا رہی ہے۔ اور اُن سے کہا جا رہا ہے کہ ”ارض موعود کی جانب لوٹ جاؤ تمہارا حق ہے کہ اس سرزمین میں آباد ہو کر حکومت کرو۔ جس کا تم سے اللہ نے وعدہ کیا تھا۔ اور ان تمام وعدوں کو بحال جاؤ جو تم نے اللہ سے کئے تھے۔“

زمانہ قدیم میں جب یہود فلسطین پر حکومت کرتے تھے ان کا پیشہ زراعت تھا۔ جب اُن کی سلطنت کا خاتمہ ہوا تو دنیا کے مختلف حصوں میں ہر قوم میں پھیل گئے۔ ان اقوام کے ان کوشش کی نظر سے دیکھا اور زراعت اور مختلف صنعتوں سے منع کر دیا۔ اس لئے یہود نے سوداگری کا پیشہ اختیار کر لیا جس کو اوائل کار میں خواری و پستی کا باعث خیال کرتے تھے۔ چار ناچار اسی میں منہمک ہو گئے۔ چنانچہ سود خواری اور روپیہ خرچ دے کر فائدہ اٹھانے میں بہت استاد ہو گئے۔ یہی راہ ہے جس سے معاملات پر مکمل قبضہ کرتے ہیں۔ بہت سی اقوام یہودیوں کو اس لئے دوست نہیں رکھتیں کہ ہر مملکت میں وہیں کے روپیہ سے صاحب ثروت ہو گئے ہیں

اور پھر جمع کرنے میں ہرگز اس کا خیال نہیں کرتے کہ دوسروں کو نقصان یا ضرر پہنچ رہا ہے۔ فرانس میں یہودیوں کی تعداد تین ہزار سے زائد نہیں ہے لیکن پھر بھی فرانس کی سچ دولت پر ان کا قبضہ ہے۔

مستردی اور پیغمبر آتے رہے۔ مگر یہود کی سرکشی میں کوئی کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ مذلت و گمراہی کی مہر ان کی قسمتوں پر لگا دی گئی۔ اور ذلت و رسوائی ہمیشہ کے لئے ان کا حصہ ہو کر رہ گئی۔ ایک رات اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے برگزیدہ بندے محمد الرسول اللہ صلی علیہ وسلم کو راتوں رات اس سرزمین (بیت المقدس) میں لے گیا۔ اور اس کو مشاہدہ کرایا کہ یہ سرزمین جو عظمت و تقدس کی مالک ہے۔ کل تیری امت کے لئے مخصوص ہونے والی ہے۔ چنانچہ قرآن عزیز میں اچھا اسی کی کے فوراً بعد ہی یہود کی مفسدانہ سرگرمیوں اور ان کے نتائج کا ذکر انتہائی بلاغت و جامعیت کے ساتھ فرمایا گیا۔

اب تک آپ کی نظر سے قوم بنی اسرائیل کی مکمل تاریخ گزر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہود کو عروج بھی ہوا اور زوال بھی۔ خوش حالی کے دن بھی آئے اور بد حالی کے بھی۔ احسان الہی بھی نمودار ہوا اور عذاب الہی بھی یہاں تک کہ عرب کے ریگستان سے ایک قوم اٹھی اور تمام دنیا پر چھا گئی۔ ہزار برس سے زائد اس کے پاس سلطنت و حکومت رہی لیکن آج دنیا میں یہودیوں کی تعداد دس ملین ہے۔ بہت عرصہ سے اپنی سلطنت کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلہ میں جدوجہد کرنے کے لئے صیہونی (Zionists) تحریک

بھی شروع کی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بے شمار روپیہ صرف
کر رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج یورپ کے یہودی بیت المقدس پر
حملہ آور ہیں اور یورپ کے عیسائی (انگریز اور امریکن) ان کی پشت پناہ
ہیں۔ نام نہاد اور نو ایجاد سلطنت۔ اسرائیل کے سپاہیوں کی خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ
بیت المقدس کو یہودی راجدھانی بنا کر دم لیں گے۔ اس کا جواب یتا عربوں کا کام ہے بیت المقدس
خدا کے جلال و جمال کا مرکز ہے۔ خدا کا جلال اپنے جمال کی ضرور حفاظت کرے گا۔ آمین تم آمین

تیسرا باب

فخر و عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آیاہ الکرام

عبد مناف کے تین بیٹے تھے عبد الشمس، ہاشم اور نوفل۔ ہاشم فخر و عالم
احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے۔ اس واسطے رسول خدا
کو ہاشمی کہتے ہیں، عبد الشمس ابو جہل کے باپ کا نام تھا۔ ابو نوفل لا ولد تھے
بعد وفات عبد مناف ہاشم کو مکہ کی حکومت اور کنجی خانہ کعبہ ملی۔ ان کے
بعد عبد المطلب کو ملی۔ عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ فلاں مقام پر چاہ
زمزم نکلے گا۔ چنانچہ انہوں نے نذر کی کہ اگر میرا خواب سچا ہوا اور مجھ کو
اس میں خزانہ ملا تو ایک بیٹے کو قربان کروں گا۔ حیب اس مقام کو کھودا گیا

چاہ زمزم مانند چشمہ آب حیات برآمد ہوا۔ اور خزانہ پایا۔ اس خزانہ سے دروازہ خانہ کعبہ کے لوہے اور فولاد سے بنوائے اور چاہ زمزم کی بھی درستی کرا دی۔
 زمانہ عبدالمطلب سے قبل چاہ زمزم بند ہو کر لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تھا وجہ یہ تھی کہ عمرو بن الحارث سردار مکہ دشمنوں کے خوف سے بدحواس ہو کر اور عذاب الہی سے ڈر کر کچھ مال و اسباب ساتھ لے کر میں چلا گیا اور چلتے وقت چاہ زمزم بند کرنا گیا۔ چار سو سال سے زیادہ زمانہ تک زمزم کا کنواں بند رہا۔ اور کچھ ایسا نسیا منسا ہو گیا کہ اس کی جگہ تک لوگوں کو یاد نہ رہ سکی۔ (تاریخ الخمیس تاریخ الکامل، شمس التواریخ)

حضرت عبدالمطلب نے واسطے ایفائے نذر کے قرعہ ڈالا اس میں نام عبداللہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلایا بات عبدالمطلب اور تمام قبائل عرب کو بہت شاق گذری۔ چنانچہ حضرت عبداللہ کے بجائے ۵ اونٹوں کی قربانی کر کے ایفائے نذر کی۔

جس طرح خلیل اللہ کو خواب میں ذبح اللہ کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا اور عین معرکہ ذبح میں حق تعالیٰ نے ذبح اللہ کے بدلے حبت سے ونہ بھیج کر آپ کو ذبح نہ ہونے دیا تھا۔ اسی طرح قرعہ میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا اگر انہیں ذبح ہونے کا مستحق بنا کر نسا اونٹ آپ کے بدلے میں قبول فرمائے اور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا جان حضرت عبداللہ بھی اسی دن سے ذبح مشہور ہو گئے۔ خود آمائے نامدار فرماتے ہیں انا ابن الذبیح (میں دو ذبح شخصوں کی اولاد سے ہوں۔) (تاریخ خلفائے عرب اسلام)

خواجہ عبدالمطلب کا نام عامر اور لقب شیبہ تھا۔ شیبہ ضعیف العمر کو کہتے ہیں اور لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ جب حضرت خواجہ عبدالمطلب پیدا ہوئے تو آپ کے سر میں چند سفید بال تھے۔ آپ کو آپ کے چچا مطلب نے پرورش کیا تھا۔ آپ اپنے چچا کے اس قدر زیر بار احسان تھے کہ آپ اپنے کو عبدالمطلب کہنے لگے۔ اور یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ آپ تمام قریش میں اسی نام سے پکارے جانے لگے۔ اہل عرب آپ کو شیبہ الحمد فیہن معظم طیر السماء۔ سید اور شریف قریش بھی کہتے تھے۔

۱۱ھ میں ابرہہ گورنر یمن خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو چڑھ آیا۔ عبدالمطلب تو اس کے مقابلہ کی قوت نہ رکھتے تھے مگر خدانے اپنے گھر کی خود حفاظت کی اور ابرہہ اپنے لشکر سمیت تباہ ہو گیا۔

عبدالمطلب نے آخری عمر میں خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر کو نکاح میں لاؤ۔ چنانچہ ۶۰ اونٹ اور چند دیار زر سرخ ان کے مہر میں دے کر نکاح میں لائے۔ ان کے لطن سے ابوطالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد پیدا ہوئے۔ غرض کہ سب منکوحات سے عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے ہوئے :-
حارث۔ ابوطالب، ابولہب، غیراق۔ امیر حمزہؓ۔ عباس، حمزہ زار
نذیر، عبداللہ، منقوم، نسیم، عبدالکعبہ، نجیل۔

صاحبزادیاں حسب ذیل تھیں :- ام حلیمہ، صفیہ، ہریرہ۔ عاتکہ، اردک

اور ائمہ۔

حارث کے پانچ بیٹے تھے۔ میسرہ، البسفیان، نوفل۔ عبداللہ اور سبیر

ابوطالب کے چار بیٹے تھے۔ عقیل، طالب، جعفر طیار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دو بیٹیاں اہلبائی اور حمانہ کھتیں۔ یہ سب فاطمہ بنت اسد کے لہجمن سے تھے۔ ابولہب کے دو بیٹے تھے۔ عقیبہ اور عقیبہ۔ اس کی بیوی امیر معاویہؓ کی بھوپھی تھی۔ غیراق۔ امیر حمزہؓ، صرار اور زبیر یہ چاروں لاولد تھے۔ عبداللہ سب کھائیوں سے صورت اور بزرگی میں زیادہ تھے اور انہیں کے صلیب سے سید کونین پیدا ہوئے۔ عباسؓ کے چھ بیٹے، عبداللہ، فضلی، عبید اللہ، قسٹم، سعید اور عبدالرحمن اور ایک بیٹی صفیہ نامی کھتیں۔

عبدالمطلب کے جن صاحبزادوں نے اسلام یا کفر کے باعث بہت زیادہ شہرت پائی وہ امیر حمزہؓ، عباسؓ، ابوطالب، ابولہب اور خواجہ عبداللہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نویشروان عادل کی تاجپوشی کے چوبیسویں سال ماں کی آغوش کی زینت باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور کنبہ بھر کے لئے باعث مسرت ہوئے۔ آپ کے تولد ہونے کی خبر شام کے یہودیوں سے بھی پورنئیدہ نہ رہی۔ بقیہ صاحبزادوں نے شہرت نہیں پائی۔ اور اکثر کتب تاریخ ان کے اذکار سے خالی ہیں۔

(تاریخ الحمیس جامع القوارنخ شمس التواریخ)

۱۰ حضرت عباسؓ نے ۸۰ برس کے سن میں بزمانہ خلافت حضرت عثمانؓ انتقال فرمایا۔

بیابان حضرت عبداللہؑ کا حضرت آمنہ بنت ابیہؑ

اُن بیٹوں میں اپنے باپ کے سب سے چہیتے اور پیارے نمبر میں
سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہؑ تھے۔ یہ سترہ برس کے ہوئے تو اُن کی
نوادہی آمنہ بنت دہرب بن عبد منافؑ کے ساتھ عبدالمطلبؑ نے کر دی
حضرت عبداللہؑ کے حسن و جمال کا آوازہ تمام قبیلہ حجاز میں پہنچا۔ اور
اکثر امرائے عرب اپنی بیٹی دینے کا پیغام عبدالمطلبؑ کو بھیجتے تھے۔ اور
قوم کی عورتیں بکمال اشتیاق دیدار سے ہر سر راہ بچھتی کھتی۔

قبیلہ بنی زہرہ

وہ بنی زہرہ کے سردار تھے۔ ان کا سلسلہ نسب ذرا لمبا
نہ قریش کے ساتھ ملتا ہے۔ اس عورت سے فخر عام کی دودھیالی و تنقیال
عرب کے بہترین قبیلہ سے ہیں جو زیب و زینت، پارسیائی و پرہیزگاری
حضرت آمنہ کو بھی وہ قریش کی عورت کو حاصل نہ تھی۔

مشرف ہوئے حضرت آمنہؑ کا نور محمدیؐ

ایک روز عبداللہؑ کہیں کسی کام کو جاتے تھے۔ راہ میں خواہر رقیہ
بنت نوفلؑ سے ملاقات ہوئی۔ یہ عورت کتبہ عادی سے بہت واقف
تھی اس کے علاوہ خولعنورتؑ، صاحب عصمتؑ، ناکتہ دارؑ، مالدار اور مکہ میں

معروف و مشہور تھی۔ جب نظر عبداللہ پر پڑی تو سمجھ گئی کہ خواجہ عبداللہ سے کسی مقدس اور ممتاز ہستی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اُس نے خواجہ عبداللہ کے سامنے بعد اشتیاق یہ تمنا پیش کی کہ آپ مجھے اپنی لونڈی بنالیں میں آپ کے حسن چہاں تاب پر اپنا دل قربان کر چکی ہوں۔ اگر آپ نے مجھ سے نکاح کر لیا تو میں شکریہ میں نوسواونٹ جو مال و خزانہ سے لے کر بھیندے ہوں گے پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ نے والد سے اجازت لینے کا عذر پیش کیا اور اپنے دولت کدے کی طرف مراجعت فرما ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بی بی آمنہ کے پاس آئے اور نور محمدی عبداللہ سے منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں ۱۲ جمادی الآخر شب جمعہ۔ اسی سال میں جس میں قصہ اصحاب فیل واقع ہوا تھا آیا۔ بی بی آمنہ اُس نور کی جو خواجہ عبداللہ کی پیشانی سے سوزج کی شعاعوں کی طرح چمکتا تھا، حامل ہوئیں۔

ایک دن حضرت عبداللہ بنت نوفل کے پاس گئے اور فرمایا کہ اب میں آیا ہوں کہ تمہاری تمنا پوری کر دوں یعنی تمہاری درخواست کے مطابق تم سے نکاح کر لوں۔ بنت نوفل نے جب عبداللہ کے چہرہ کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ نور متبرک نہ پایا۔ کہا کہ جو نشانی میں نے کل تمہاری پیشانی پر دیکھی تھی وہ آج تم میں نہیں پاتی ہوں۔ پس اب جاؤ مجھ کو نکاح کی حاجت نہیں کیونکہ جس چیز کو میں چاہتی تھی وہ چیز اب تم میں نہیں ہے۔

وفات حضرت عبداللہ

ابھی حمل کے ۲ ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ عبداللہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہو گئے۔ نوٹھے وقت بیمار ہو کر عدسے میں اپنے ماموں کے یہاں قیام کیا اور وہیں وفات پائی۔
حضرت عبداللہ نے نز کہ میں کچھ اوتے ننھوڑی بکریاں اور ایک لونڈی ام امین نامی یہ چیزیں چھوڑیں۔ جو آفاسے نامدار کو ورثہ میں ملیں۔
ام امین کا اہلی نام برکتہ تھا۔

ولادت یا سجادت

۱۲ ربیع الاول ۱ سالہ عام الفیل، اسی سال میں جس میں واقعہ آسمانِ فیل واقع ہوا تھا۔ بروز دوشنبہ موسم بہار میں بوقت صبح صادق ۲۲ اپریل ۱۵۰۰ مطابق یکم صیغہ ۶۲۸ھ بکری کو جناب رحمتہ للعالمین سرکارِ دو عالم خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ اہل اللہ علیہ وسلم حبیب کہ آفتابِ برج حمل میں تھا، پیدا ہوئے۔ سارا عالم آپ کے نور سے روشن ہوا۔ اور پہلے سے عجائب و خوارقِ عادات اُس رات ظہور میں آئے۔ ستارے آسمان سے ٹکرائے گئے۔ اور زمین حرم سے ایسے قریب ہو گئے تھے کہ کہاں ہوتا تھا زمین پر گر پڑیں گے۔ نیز سارے صیغہ زمین اس وقت سترگوں ہو گئے اور ازاں جہلم یہ کہ آگ فارس کی جس کو گبران آتش پرست نے

۱۔ مشہور سنوں کے حساب سے تاریخ ولادت حسب ذیل ہے ۱۔ ۱۱ اپریل ۱۵۰۰ء جو کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۵۰۰ء

پانچواں تمام ہزار برس سے روشن کر رکھی تھی بچھ گئی۔ آپ کی پیرائش کے وقت ایک اور ظاہر ہوا جس سے جہان کے ملک روشن ہو گئے۔ اور آسمان و زمین کانپے۔ دریائے سادہ جو جاری تھا خشک ہو گیا۔ ہر گاہ و جہلہ اس قدر اُمڈا کہ کنا سے اُبل گیا۔ اور کسرے نوشیروان بادشاہ فارس کا ایوان فرز اٹھا، چودہ کنگرے اُس کے گر گئے۔

آپ ختنہ رکے پیدا ہوئے۔ دونوں شانوں کے بیچ میں ایک چمکتی ہوئی مہر تھی جس پر نورانی خط سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا تھا۔ یہی مہر نبوت تھی۔

نسب نامہ

کنیت آپ کی ابو القاسم ہے۔ لقب آپ کا رسول اللہ خطاب حبیب اللہ محبوب کبریا اور ہم مبارک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ

۳۴۰ مطابق ۱۰ رابعا ۳۳۳۱ ہجری مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۶۱۰ھ طوفانی مطابق یکم صیوہ ۳۶۴ھ
کلیگ مطابق ۲۰ رماہ ۶۵۹ھ ابراہیمی مطابق ۱۸ رتوت ۳۱۹ھ بخت نصر مطابق
۲۱ نیسان ۸۸۳ھ سکندری مطابق ۲۵ ربیعہ ۲۸۷ھ قبلی مطابق ۱۸ رماہ ۷۷۷ھ
نوشیروانی مطابق ۱۹۱ھ اسماعیلی قبل مسیح مطابق ۲۸۷ھ جلوس کسرے نوشیروان یکم حبیبی سمت
۶۲۸ھ بکری مطابق ۲۲ اپریل ۶۲۸ھ مطابق ۲۲ ربیع الاول ۶۲۸ھ عام الفضل۔
(م۔ عطا اللہ)

بن کعب۔ بن لوی بن غالب بن قہر (المعروف قریش) بن مالک بن نصر
 بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ، بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان
 واضح ہو کہ اہل حدیث اور اہل تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ عدنان حضرت
 ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں افضل ہیں۔ ان کے آگے کسی قدر اختلاف ہے،
 مگر صرف دو جگہ پر جہاں ایک نام کی بجگہ دوسرا نام ہے جس کو ہم نے (فوس)
 (برکٹ) میں محض شناخت کے لئے لکھ دیا ہے۔ یعنی عدنان بن آدو بن
 الیسع بن یسوع (زید) بن سلمان بن بنت زبیر (بن حنظل بن قیدار،
 بن اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محبوب مذہب مورخین متفق ہیں
 نسب نامہ حضرت ابراہیم کا یوں ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بن آذر بن
 تارخ بن ناخور بن شاربوع بن یرعوا (ارغو) بن قالح بن عابر بن شالح
 بن ارخشد بن سام بن نوح علیہ السلام اور مقتضائے ترتیب نسب نامہ
 حضرت نوح علیہ السلام یہ ہے۔ نوح بن لارخ (لامک) بن منوشلخ بن
 خنوخ بن یروین بن ہانی بن قینان بن انوش بن شیش بن آدم۔۔۔

مجموع شجرہ نسب نبویؐ

آدم	ہبلان	نوح	عابر	ناخور
شیش	بیارد	شام	قالح	آذرنا تارخ
انوش	اورس	ارخشد	ارغو	ابراہیم
قینان	لامک	شالغ	شاربوع	اسماعیل
				عقوب

۴۰	۴۱	۴۲	۴۳
قنبر	یعقوب	مضر	مرہ
حمل	متی بن یامین	الیاس	کلاب
نابت	یونس	مدرکہ	قصی
سلیمان		حزیمہ	ہاشم
ہمیسح		کنانہ	وہب
اود		مالک	عبدالمطلب
آد		نہر	عبداللہ
عدنان		غالب	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
معد		کوی	قاسم طاہر ابراہیم فاطمہ کلثوم زینب
نزار		کعب	(مرتبہ: م - عطا)
م			

صحیح مسلم بن واثلہ احمادی سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے کنانہ کو حضرت اسماعیلؑ کی دوسری اولاد میں سے شرافت میں منتخب کر لیا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبقہ اشرف المخلوقات میں افضل البشر ہیں۔ کنانہ حضور کی پندرہویں پشت میں ہیں۔ ان سے عرب کے بہتیرے گروہ پیدا ہوئے۔ ان کی اولاد میں قہر شرافت میں مشہور ہے۔ ان کا لقب قریش تھا۔ اور نصر بن کنانہ سرور کائنات کی چودھویں پشت میں ہیں۔ اور ہاشم سرور دو عالمؐ کے پردادا ہیں۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنانہ کی اولاد حضرت اسماعیلؑ کی دوسری اولاد میں سے شرافت میں افضل ہے پھر ان میں قریش افضل ہیں اور قریش میں بنی ہاشم افضل تر ہیں اور بنی ہاشم میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل ترین ہیں۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سائے عرب کا عطر ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سادات حسنی اور حسینی شرافت میں سائے عالم سے افضل ہیں اس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور سید کھلائے اور کسی کے بطن سے باقی نہیں رہے۔ نسب نامہ آپؐ کی والدہ شریفہ کا ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ مرہ سے آدمؑ تک حضرت کی والدہ کا نسب نامہ بھی پہنچتا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس سے یہاں پر زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں۔

رضاعت

ولادت باسعادت کی خوشخبری تو یہ بونڈی نے ابولہب کو پہنچائی تو اُس نے فرط مسرت سے اُسے آزاد کر دیا تو وہ مقدمہ آمنہ کے پاس آئیں اور نور جمال فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیدہ و دل منور کرنے لگیں۔ سچ کہ تین روز تک حضرت آمنہ نے اور بعد ازاں جنابہ زہراؑ نے اُس وقت تک دودھ پلایا جب تک حضرت علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے نہ لے گئیں۔

حضرت عبدالطلب نے بھی وہب کی صاحبزادی ہالہ سے عقد کیا جن کے
 بطن سے حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ چونکہ حضرت
 ہالہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ پلایا ہے اس لئے حضرت حمزہ
 حضور کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔

افسوس ابولہب کو ولادت نبوی کی ایسی خوشی ہوئی لیکن جیب آپ کو
 حق تبارک تعالیٰ نے پُرانا چڑھایا۔ یعنی خلعت نبوت سے مخلع نہ کیا کریم
 نبویں کا سہارا بنایا تو اُس وقت ابولہب اور اُس کے مروت و سادھتی حضور
 کے بدترین دشمن بن گئے۔ وائے حسرت! افسوس اُن بد بختوں پر جن کے
 اندھے دل خورشید رسالت کے انعکاس سے روشن نہ ہو سکے بلکہ کوئی
 بدترین تکلیف باقی نہ رہی تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی گئی ہو
 بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابولہب کے مرجانے کے بعد
 اُسے حضور اکرم نے خواب میں دیکھا اور فرمایا کہو کیسی گذرتی ہے ؟
 عرض کیا ناقابل بیان عذاب میں گرفتار ہوں۔ تاہم پیر کی رات مجھ پر عذاب
 نہیں کیا جاتا۔ اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں میں نے
 اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اللہ اللہ! اس چھوٹی ٹیسی بات کے
 بدلے میں حق تعالیٰ نے ابولہب پر اتنا عظیم احسان فرمایا کہ اس رات
 اُس بد بخت پر سے عذاب موقوف فرما دیا۔ لے کاش ابولہب! اگر تو
 مسلمان ہو جاتا تو خدای جاتے کیسے کیسے گراں بہا انعامات سے نوازا جاتا۔
 اُس زمانہ میں عرب کا یہ دستور تھا کہ تمام شرفاء امرز اپنے اپنے

بچوں کو دودھ پلانے کے لئے اطراف و جوانب کے قصبات میں بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک تو اس لئے کہ دیہات کی فضا و شہر کی فضا سے زیادہ صاف ہوتی ہے۔ بچے کھلی فضا میں پرورش پا کر بہت اچھی نشوونما اور زیادہ سے زیادہ قوت و طاقت پاتے تھے۔

ہر کیف سال میں دو مرتبہ دیہات کی عورتیں آتیں اور بچوں کو بیچاتی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے کچھ دنوں بعد حسب دستور صواذن کی چند عورتیں بچوں کی جستجو میں آئیں جن میں ایک حلیمہ سعدیہ بھی تھیں۔ ان کے والد کا ابی ذویب اور خاوند کا نام حارث تھا۔

قبیلہ سعدیہ

یہ قبیلہ عرب کے خاندان سے ہے اور اس کی سکونت مکہ سے مشرق کی جانب ان پہاڑوں کے دروں میں ہے جن کا سلسلہ طائف سے جنوب کی طرف چلا گیا ہے۔ اور یہ خاندان فصاحت و بلاغت میں ضرب المثال ہے کچھ دن بعد آپ عرب کے دستور کے مطابق آغوش حلیمہ میں آگئے جنہوں نے آپ کو نہایت محنت و شفقت کے ساتھ پرورش کیا۔ اور آپ کے قدم میمنت لزوم کی برکت سے حلیمہ کے گھر میں فارض ایالی کی روشنی پھیل گئی۔

خاتم النبیین اشرف الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں افصح العرب ہوں اس لئے کہ قریش میں پیدا ہوا۔ اور نبی سعدیہ میں

نشوونما پائی۔

حلیمہ سے نقل ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی چھاتی سے دودھ پیا اور دوسری چھاتی سے انہوں نے کبھی دودھ نہ پیا۔ یا ہام الہی رضائی
 کھائی کا حق سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔

درس گلہ بانی اُمت

جب دودھ پلانے کے دن پورے ہوئے اور دودھ چھڑایا گیا تو
 حلیمہ آپ کو مکہ معظمہ آپ کی والدہ کے پاس لے آئیں لیکن حضرت حلیمہ کو
 آپ سے ایسی محبت ہو گئی تھی کہ کہہ سکتے تھے کہ پھر اپنے ہمراہ لے گئیں اور چھ
 سال تک آپ حضرت حلیمہ کے پاس رہے۔ ایک دن آپ نے حلیمہ سے
 دریافت کیا کہ میں اپنے خولیش و اقربا کو نہیں دیکھتا ہوں۔ حلیمہ نے کہا کہ وہ
 بکریاں لے کر میدان میں چرانے جاتے ہیں۔ اور رات کو واپس آتے ہیں
 آپ نے فرمایا کہ کل سے ہم بھی بکریاں چرانے جایا کریں گے۔ چنانچہ دو
 مہینے تک حضرت بھی بکریوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو جنگل میں تشریف
 لے جاتے تھے۔

شق صدر شریف

شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے تفسیر سورہ الم نشرح میں
 لکھا ہے کہ :-

شوق صدر مبارک چار بار واقع ہوا۔ اول جب آپ حلیمہ کے گھر
 تھے۔ دوسری بار قریب زمانہ جوانی۔ جب آپ دس برس کے
 ہوئے۔ تیسری بار قبل نزول وحی۔ چوتھی بار شب سحراج۔
 نکتہ اس میں یہ رکھا ہے کہ پہلی بار شوق کرتا اس لئے تھا، کہ
 آپ کے دل سے حب لہو و لعب جو لڑکوں کے دل میں
 ہوتی ہے۔ نکال ڈالیں۔ دوسری بار اس لئے کہ جوانی میں
 آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو مقتضائے جوانی خلاف
 مرضی الہی سرزد ہوتی ہے، مانہ رہے۔ تیسری بار اس لئے کہ
 آپ کے دل کو قوت تحمل وحی کی ہو اور چوتھی دفعہ اس لئے
 کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت کی ہو
 ایک دن آپ اپنے رضائی بھائی سرود کے ساتھ میدان میں تھے۔
 دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو چیت لہا کے سینہ مبارک کو تاناف چاک
 کیا اور دل مبارک کو نکال کے دھویا اور سکینہ (ایک چیز علم قدس کی بصورت
 پس ہوئی دوا کھتی) سے پُر کیا اور پھر اپنی جگہ پر رکھ کر شکاف سینہ کو سی
 دیا۔ سلطان تکلیف آپ کو نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ فرشتے چلے گئے۔ ادھر
 حلیمہ کے بیٹے نے جب یہ ماجرا دیکھا تو دوڑا ہوا ماں کے پاس گیا۔ اور ان
 سارا قصہ کہہ سنایا۔ حلیمہ بیچاری سن کہ گھبراہٹیں اور پاؤں تلے کی زمین بکھل
 گئی۔ ہرایا بچہ کہیں اور لینے کے دینے نہ پڑ جائیں بھانگی ہوئی آئیں دیکھا
 تو آپ مسکراتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ حلیمہ نے آپ سے پوچھا کہ

سچ مچ " دو آدمیوں نے تمہارا سینہ چاک کیا تھا۔ تو آپ نے سب احوال بتائیے
 احوال شوق صدر کا سن کر ڈریں اور چھ سال کے بعد مکہ معظمہ آکر آپ کو آمنہ
 کے سپرد کر گئیں۔

چوتھا باب

وفات حضرت آمنہ

آپ کی پردادی بثر ب کی رہنے والی اور نجار خاندان سے تھیں۔ بی بی
 آمنہ آپ کو لے کر کسی سبب سے مدینہ آئیں اور نجار کے خاندان میں ایک
 مہینہ تک رہیں ایک مہینہ کے بعد حجب یہاں سے واپس ہوئیں تو کچھ منزل
 پہل کر بیمار ہوئیں۔ اور "الواع" (جو مکہ اور مدینہ کے وسط میں واقع ہے) کے
 مقام پر پہنچ کر وفات پا گئیں اور یہیں دفن ہوئیں۔

کیا افسوس ناک موقع تھا۔ سفر کی حالت تھی ساتھ نہ کوئی یار نہ مددگار
 مونس نہ غم گسار۔ ایک ماں وہ اس دنیا سے سدھاریں۔ بی بی آمنہ کے ساتھ انکی
 وفادار لونڈی ام امین تھیں وہ حضرت کو اپنے ساتھ لے کر مکہ آئیں، یہ
 ہمیشہ کا رہنے والی تھیں ان کو رسول کریمؐ کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور
 محبت تھی۔

فخر عالم عبدالمطلب کی آغوش محبت میں

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے۔ اور جناب عبدالمطلب کو معلوم ہوا کہ آج بیٹے کے بعد پرورش میرا گھر خالی کر گئیں، تو جناب عبدالمطلب نے فخر عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت کی گود میں لیا اور ان ماں باپ کے قیم پوتے کو سینہ سے لگایا اور بڑے شوق و ذوق سے آپ کی پرورش و پرداخت میں مشغول ہو گئے محبت کے مائے ہمیشہ وہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور ہر جہ سے آپ کی خاطر کرتے تھے۔ کفالت کرتے ہوئے ابھی دو ہجرت سال گزرتے تھے کہ آپ کا پیمانہ بھر بیڑ ہو گیا اور حضور کے پر دان چڑھنے کی حسرت لے کر بیاسی سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوئے اور مکہ کے قبرستان میں جس کا نام حجون ہے دفن ہوئے لیکن قریب انتقال سب بھائیوں کو جمع کر کے وصیت کی اور کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اپنے سب سے ہونہار بیٹے ابوطالب کے سپرد کی۔

سرکارِ دو عالم ابوطالب کے دامن کفالت میں

جس خوبی سے ابوطالب نے باپ کی نصیحت پر عمل کیا اُسے دینا آج تک نہیں بھولی اور کبھی نہیں بھولے گی۔ چچا نے اپنے بھتیجے کو بڑے لالہ اور پیار سے پالا۔ حضور سے کچھ ایسا انس ہو گیا تھا کہ اگر حقوڑی دیر بھی نہ دیکھتے تو شوق دید میں لے چین ہو جاتے تھے اور اپنے بچوں سے بڑھ کر ان کے آرام کا

خیال کرتے اور ان کا ناز اٹھاتے۔ ابوطالب سوداگر تھے۔ جب حضرت بارہ برس کے ہوئے تو ابوطالب نے شام کا ارادہ کیا۔ مال تجارت اونٹوں پر لادا اور چلنے کی تیاری کرنے لگے۔ ابوطالب آپ کو دم بھر کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے۔ اس لئے اس سفر میں بھی آپ کو ساتھ لیا۔ قافلہ بصرے کے قریب بحیرہ نامی راہب کے صومعہ میں ٹھہرا۔

تاریخ بصرہ پر ایک نظر

یہاں قوم مناسیح آباد تھی۔ جو مذہباً نصرانی تھی۔ یہ تجارت کا بڑا مرکز تھا۔ یہاں ایک پرانا عبادت خانہ تھا، جسے بیان کیا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی وصیت کے مطابق بنایا گیا تھا۔ اس پیشین گوئی کے ماتحت کہ ”اس راہ سے ایک دن سید المرسلین خاتم النبیین کا گزر ہوگا۔ یہاں کے رہنے والوں کو چاہئے کہ وہ آپ کو میرا سلام پہنچا دیں۔“ اس وقت اس عبادت خانہ کا متولی بحیرہ نامی راہب تھا جو پچھلی کتب سماوی کا علم تھا اور جسے یہ معلوم تھا کہ ایک دن اس راہ سے ضرور سید المرسلین کا گزر ہوگا۔ چنانچہ راہب مذکور نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا۔ قافلہ کی دعوت کی۔ ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سرور سب عالموں کے ہیں۔ اہل کتاب، یہود اور نصاریٰ ان کے دشمن ہیں۔ ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ۔ مبادا ان کے ہاتھ سے انہیں گزند پہنچے۔ راہب کے مشورے سے تمام اسباب نفع کے ساتھ ابوطالب نے بیچ ڈالا اور مکہ واپس چلے آئے۔

فجاری لڑائی میں شرکت

عرب کے لوگ بڑے لڑاکے تھے۔ بات بات میں آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے۔ اگر کہیں کسی طرف سے کوئی آدمی مارا گیا تو جیت تک اس کا بدلہ نہیں لیتے تھے۔ چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ بکر "اور تغلب" عرب کے دو قبیلوں میں ایک گھوڑ دوڑ کے موقع پر لڑائی ہوئی تو وہ لڑائی پورے چالیس برس تک ہوتی رہی۔ اس قسم کی ایک لڑائی کا نام فجاریہ ہے۔ یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبیلوں میں ہوئی تھی۔ قریش کے سب خاندانوں نے اس قومی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ ہر خاندان کا دستہ الگ الگ تھا۔ ہاشم کے خاندان کا جھنڈا عبدالمطلب کے ایک بیٹے زبیر کے ہاتھ میں تھا۔ اسی صف میں ہمارے پیغمبر بھی تھے۔ آپ بڑے رحم دل تھے لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

ان لڑائیوں کے سبب سے ملک میں بڑی بے چینی تھی۔ کسی کو چین سے بیٹھا نصیب ہوتا تھا نہ کسی کو اپنی اور اپنے عزیزوں کی جانوں کی خیر نظر آتی تھی۔ ان لڑائیوں میں لوگ بہت مارے جاتے تھے۔ اس لئے خاندانوں میں بن باپ کے یتیم بچے بہت تھے ان کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ ظالم لوگ ان کو ستاتے تھے اور زبردستی ان کا مال کھا جاتے تھے۔ خاندان میں جو کمزور ہوتا اس کا کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ غریبوں پر ہر طرح کا ظلم ہوتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کا دل دکھتا تھا۔ اور سوچتے تھے کہ اس زور و ظلم کو کیسے روکیں، کہ

سب لوگ خوش خوش امن وامان سے رہیں۔ عرب کے چند نیک مزاج لوگوں کو پہلے بھی یہ خیال ہوا تھا کہ اس کے لئے چند قبیلے مل کر آپس میں یہ عہد کریں کہ وہ سب مل کر مظلومیوں کی مدد کریں گے۔ اس تجویز کے جو پہلے بانی تھے ان کے ناموں میں اتفاق سے فضل کا لفظ تھا جس کے معنی بھی مہربانی کے ہیں۔ اس لئے ان کے آپس کے اس عہد کا نام فضل والوں کا قول و قرار رکھا گیا۔ اور اس کو عربی میں حلف الفضول کہتے ہیں۔

فجاری لڑائی جب ہو چکی تو آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ اس قول و قرار کو جو پہلے کیا جا چکا تھا۔ اور جس کو لوگوں نے بھلا دیا تھا۔ پھر سے زندہ کیا جائے۔ اس کے لئے ہاتم۔ زہرہ اور تیم کے خاندان مکہ کے ایک نیک مزاج امیر آدمی کے گھر میں جس کا نام عبداللہ بن جدعان تھا، جمع ہوئے اور سب نے مل کر عہد کیا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا۔ اور اب مکہ میں کوئی ظالم رہنے نہیں پائے گا۔ اس معاہدہ میں ہمارے رسولؐ نبی بھی شریک تھے اور بعد کو فرمایا کرتے تھے کہ ”میں آج بھی اس معاہدہ پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔“

تعمیر خانہ کعبہ

اہل قریش نے خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا۔ اس لئے کہ عمارت بھی قدیم و کہنہ نشیب میں واقع تھی۔ سیلاب کی وجہ سے اس کی تمام دیواریں بھٹ گئی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک دن ایک عورت نے چاہا کہ کعبہ کے اندر

عود جلائے لیکن حکم خدا اس میں آگ غیب سے آگری اور بعض بعض جگہ جو
 کعبہ کے اندر تھی جل گئی۔ اس عمارت کو سب نے مل کر بنایا۔ مگر سنگِ اسود
 لگانے کے وقت آپس میں چار روز تک خوب جھگڑا ہوتا رہا۔ ہر شخص یہی
 چاہتا تھا کہ یہ کام میرے ہاتھوں سے ہو۔ آخر کار ”ابو امیہ“ ابن مغیرہ نے
 جو قریش میں سب سے بڑی عمر والے تھے یہ فیصلہ کیا کہ کل جو کوئی سب سے
 پہلے حرم شریف میں داخل ہووے اس کے حکم کے موافق عمل کرنا چاہئے۔
 قدرتِ خدا، سب سے پہلے فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں
 داخل ہوئے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب خوشی سے پکار اُٹھے۔ ”ہذا الامین“
 یعنی امین آگیا۔ ہم سب اس کے فیصلے پر راضی ہیں۔ حضور نے اپنی دانائی
 اور عقلمندی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر نکالی کہ سب خوش ہو گئے۔ آپ
 نے سب سے پہلے ایک چادر بچھاٹی اور پھر اپنے دستِ مبارک سے سنگِ اسود
 کو بیچ میں رکھ دیا۔ اور چاروں قبیلوں کے سرداروں سے فرمایا کہ اس چادر
 کا ایک ایک کونا پکڑ کر اٹھاؤ۔ اور خانہ کعبہ تک لے چلو۔ جب وہاں پہنچ گئے
 تو آپ نے دستِ مبارک سے اُسے اٹھا کر خانہ کعبہ کے کونے پر نصب
 کر دیا اور آپس کی خوشخوار جنگ کا خاتمہ اپنے حسن تدبیر سے کر دیا کہ جو
 برسوں تک نہ ختم ہونے والی تھی۔

تاریخ کعبہ

جب اللہ تعالیٰ نے خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کو کعبۃ اللہ کی تعمیر کا

حکم فرمایا تو انہوں نے ارشاد باری کی تعمیل میں بیت اللہ تعمیر فرمایا جس کی تفصیل آپ کچھ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل ہی اپنی مبارک حیات میں کعبہ کے وارث رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا فرزند بنت دالی سوا۔ اُس نے بھی اپنی حیات میں خانہ کعبہ کی بخوبی حفاظت کی لیکن جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو کچھ ایسے اسباب جمع ہو گئے کہ بنو جرہم نے خانہ کعبہ پر اپنا قبضہ جمایا اور اپنے قبیلہ میں سے خانہ کعبہ کی سرداری کے لئے مضامین کو منتخب کیا۔ پھر اس کے بعد اُس کی اولاد در اولاد میں یہ وراثت آتی رہی۔ یہاں تک کہ بنو جرہم کی سفاکیاں، غداریاں، زنا، بت پرستی وغیرہ یہ چیزیں اتنی بڑھ گئیں جن سے خانہ کعبہ کے احترام کو سخت صدمہ پہنچا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بنو جرہم کے دلوں سے خانہ کعبہ کی عظمت بالکل اٹھ چکی تھی۔ قساوت قلبی کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ دور دراز کا سفر طے کر کے جو زائرین مکہ میں آتے تھے یہ بے رحم نہ صرف اُن کا مال و اسباب ہی چھین لیتے تھے۔ بلکہ نہایت بے دردی سے اُن مظلوموں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ ان کی زنا کاری کا ایک نمونہ اساف اور نائلہ تھے۔ جنہوں نے خاص حرم محترم میں زنا کیا۔ جس کی پاداش میں فوراً ہی اُن پر عذاب الہی نازل ہوا، اور یہ دونوں برہنگی کی حالت میں پتھر کے بنا دیئے گئے۔

پہلے تو مکے والوں نے عبرت کے لئے اُن دونوں کو حرم کے دروازے پر چپ و راست کھڑا کر دیا تھا۔ اور اُن پر نظریں کی بوچھاڑ ہوا کرتی تھیں، لیکن جب عرصہ گزر گیا تو لوگوں کے دلوں میں اُن کی طرف سے نفرت و

حقارت کی بجائے محبت اور عظمت پیدا ہونے لگی۔ مثل مشہور ہے کہ نجاست کا کیرا نجاست ہی میں خوش رہتا ہے۔ اُن شیطان بیسرت انسانوں نے رفتہ رفتہ ان دونوں بدکاروں کو خدا بنالیا۔ اب یہ دونوں پتھر کے بُت جو کبھی انسان تھے خاص جرم پاک میں لاکر رکھ دیئے گئے اور دھڑکتے سے ان کی پوجا ہونے لگی۔ زور شور سے منتیں، مرادیں مانی اور مانگی جانے لگیں۔ اللہ کے خاص گھر میں ان شیطانوں کی خدائی کا راج ہو گیا۔ معاذ اللہ۔ جب ان لوگوں کے ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی تو اللہ نے اس قوم پر نکیر کا عذاب بھیجا اور رفتہ رفتہ یہ قوم ہلاک کر دی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس کی نکیر جاری ہو جاتی تھی۔ اُس کے خون بند کرنے میں کوئی دوا کارگر اور تدبیر کار آمد نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ خون بہتے بہتے اس کی رُوح تحلیل ہونے لگتی تھی اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ بے دم ہو کر رہ جاتا تھا۔

خزاعہ اُس وقت تہامہ میں جا لیے تھے۔ جب سے عمرو بن حارث کی اولاد یمن سے جا کر اطراف کے شہروں قصبوں میں پھیل گئی تھی۔ جب خزاعہ کو یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنو جرہم کو ہلاک کر ڈالا تو وہ خوش خوش اپنے مقام سے بڑھے اور مکہ معظمہ پہنچ کر جرہم کے اُن باقی ماندہ لوگوں کو جو پہلے ہی موت سے ہمکنار ہونے والے تھے قتل کر ڈالا۔ اگرچہ جرہم کے بہت سے لوگ نکیر کی نذر ہو چکے تھے۔ اور خدا نے ان میں سے اکثر کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ لیکن پھر بھی جو لوگ باقی تھے۔ اُن کے پاس پورا سامان حرب موجود تھا۔ عمرو بن حارث اس وقت اُن کا سردار تھا۔ جب اُس نے

خزاعہ کو مکہ پر چڑھائی کرتے سنا تو اپنی قوم کے باقی ماندہ لوگوں کو جمع کر کے
 اُن کے سامنے ایک پُرچوش اور موثر تقریر کی۔ جس سے ان کی ہمتیں بندھ
 گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت اللہ نے اُن پر سے نکیر کی بیماری بھی
 دفع کر دی تھی۔ تاکہ یہ لوگ دل کھول کر دشمن سے مقابلہ کر سکیں اور انہیں
 اپنی ناتوانی کا عذر نہ ہو۔ جب دونوں حریف صف آرا ہوئے تو خزاعہ کے سردار
 عمر بن ربیع بن حارث نے اپنی فوج کے سامنے کھڑے ہو کر ایک مختصر مگر جذبات
 بڑا گنجھٹ کرنے والی تقریر کی جس کے ختم ہوتے ہی دونوں طرف سے حملہ ہو گیا
 بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں جرم کے بہت سے
 سپاہی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ یہاں تک کہ عمر بن حارث جبر بھی کو اپنی جان
 کے لالے پڑ گئے اور اُسے یقین ہو گیا کہ عنقریب دشمن کی تلوار میرا فیصلہ
 کیا چاہتی ہے تو وہ حرم کی طرف چھپا۔ یہاں پہنچ کر اُس نے کعبہ کی دونوں
 غزالیں اور حجر اسود نکالا۔ اب اُسے اپنے تمام گناہ یاد آنے لگے۔ اُس نے صدق
 دل سے ان الفاظ میں توبہ کی :-

”اے اللہ! جرم تیرے بندے ہیں، جو تیری بہت بُرائی ملک ہیں

اور یہ لوگ تو تیرے نئے نئے فرمانبردار ہوئے ہیں۔ ہم قدیم سے

تیرے بلاد میں رہتے سہتے چلے آئے ہیں۔“

مگر چوں کہ عمر بن حارث کی توبہ قبول نہیں ہوئی کیونکہ اُس نے کوئی

بشارت نہیں سنی۔ تو مایوسی کے عالم میں اُس نے وہ سونے کی غزالیں چاہ

زمزم میں ڈال دیں اور اُس متبرک کوئیں کو بھی پاٹ دیا۔ اس کا یہ فعل

دو پہلوؤں پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اُس نے سوچا کہیں زمزم کی بے حرمتی نہ ہو اور غزالیں دشمن اپنے صرف میں نہ لے آئے۔ اُس نے اُس نے غزالیں زمزم میں ڈال کر ساتھ ہی اس کنویں کو بھی بند کر دیا جس کے متعلق ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ ہو سکتا ہے کہ عمر بن حارث نے نخل کے مارے یہ حرکت کی تاکہ دشمن یہ چیزیں پاکر مسرور اور مستفیض نہ ہو سکیں۔ بہر کیف اس کام سے فارغ ہو کر عمرو بن حارث معہ اپنے چند زخمی ہمراہیوں کے سرزمین جہینہ کی طرف بھاگ گیا بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں ایک روز سیلاب آیا اور ان سب کو بہا لے گیا۔

جراہم کے بعد بیت اللہ کا وارث عمر بن ربیعہ ہوا۔ اُس کے بعد خزاعہ نے اس کی جگہ پر قبضہ کر لیا۔ خزاعہ کا دور ختم ہونے کے بعد بیت اللہ کے والی قریش ہوئے اور رفتہ رفتہ ہاشم اور پھر عبدالمطلب بیت اللہ کے والی ہوئے۔ آپ ہی کے مبارک دور زندگی میں خود انہیں کی کوشش سے چاہ زمزم برآمد ہوا اور وہ غزالیں بھی نکلیں جن کی تفصیل پیش کی جا چکی ہے۔ یہاں یہ بات بھی معلوم ہو جانی چاہئے کہ جس نے غزالیں چرائی تھیں اُس کا نام دو یک تھا جو سلیم بن خزاعہ کا مولیٰ تھا۔ قریش نے اُسے پالیا اور فوراً اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ لیکن اس سے پہلے جن پر چوری کا شبہ کیا جاتا تھا وہ عامر بن حارث بن نوفل۔ ابولہب بن خزیمہ اور ابولہب بن عبدالمطلب تھے۔ تاہم جب اسی مجرم کا پتہ لگ گیا، تو مذکورہ لوگوں پر سے شبہ بالکل جاتا رہا۔ الغرض سب سے بڑی بات

یہی تھی کہ قریش کو یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ دوبارہ کوئی بیت اللہ کا مال نہ چرا لے جائے۔ اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ چونکہ بنیادوں میں پانی بیٹھ جانے کی وجہ سے دیواریں بوسیدہ ہو گئی ہیں۔ اس لئے انہیں منہدم کر کے پھر سے نہایت پائدار اور مستحکم بنادیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور جیسا ہم عرض کر چکے ہیں کعبۃ اللہ کی عمارت نہایت پائدار بنادی گئی یہ کھتی مختصر تاریخ کعبہ جو تارین کرام کی معلومات کے خیال سے پیش کر دی گئی۔

دوسری مرتبہ چاک ہوتا سینہ مبارک کا

جب سن شریف آنحضرت تیرہ برس کا ہوا۔ ایک دن بطور گماشت میدان کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وقت دو فرشتے حضرت کے سامنے آئے۔ ان دونوں نے آپ کے مونڈھے پکڑ کر زمین پر لٹایا اور شکم مبارک چیر ڈالا۔ ایک فرشتہ طشت میں پانی لایا۔ دوسرے نے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر سب دھو ڈالا۔ دل میں جو خون سیاہ حسد، بغض اور بشریت کا تھا نکال کر بجائے اُس کے رجم اور شفقت رکھا۔ پھاڑنے اور چیرنے سے آپ کو کچھ درد و اہم نہ ہوا اور ایک چیز مثل چاندی کے دل کے اندر رکھی اور دوائی خشک مانند سفوف کے اُس پر چھڑکی۔ اور انگلیاں دست مبارک کی پکڑ کر کہا اب جاؤ سلامت رہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اُسی دن سے میرے دل میں ہر اور شفقت خلق پر زیادہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ قریب بلوغت کے حضرت کا سن تھا۔

امین کا خطاب

جب آپ کی عمر ۲۵ سال کی ہوئی تو بچپن کا بھولا پن رخصت ہوا۔ ہر شخص آپ کا ادب کرتا تھا۔ سارے مکہ میں مشہور تھا کہ محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ امانت میں خیانت نہیں کی کسی عورت کی طرف بُری نظر سے نہیں دیکھا۔ نہ کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کی اور نہ کسی سے بگڑ کر بات کی۔ ان باتوں سے مکہ کا بچہ بچہ آپ کی تعریف کرتے نہیں تھکتا تھا۔ اور قوم نے مل کر آپ کو امین کا خطاب دیا۔

بی بی خدیجہ

ان دنوں قریش میں خدیجہ نام کی ایک دلت مندری بی بی تھیں۔ ان کے پہلے دو شوہر مر گئے آخری شوہر نے کہ بڑا مالدار تھا، انتقال کیا تو خدیجہ کو نہانگی امورات کی انجام دہی کے لئے کارندہ درکار ہوا۔ خدیجہ کا بھتیجہ قسطنطین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا دوست تھا۔ اور آپ کی لیاقت ذاتی اور خوبی سے واقف تھا۔ خدیجہ سے آپ کی سفارش کی انہوں نے آپ کو اپنا مال دے کر شام کی طرف بھیجا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ کا غلام مسیرہ اور ان کا ایک عزیز عزیز مسیرہ بن حکیم آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں آپ نے ایک سو کھے درختوں کے نیچے آرام فرمایا، جو خدا کی قدرت سے ہر الجھرا ہو گیا۔ جب قافلہ لہر پہنچا تو نسطورا (ایک عیسائی درویش) آپ کو دیکھ کر اپنے عبادت خانہ سے نکل آیا اور آپ کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کبھی آپ کو اور کبھی اپنی آسمانی کتاب کو دیکھتا

اُس کی اس حرکت سے حزمیہ کے دل میں شک پیدا ہوا۔ اُس نے پکار کر کہا:۔
 ”یا آل غالب! یہ آواز سن کر تمام قریش دوڑ پڑے۔ نسطورا بھاگ کر
 اپنے کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اور پکار کر کہا: ”لوگو! مجھ پر کسی قسم کا شک نہ
 کرو۔ میں اس شخص میں آخری نبی کی تمام علامتیں پا کر آسمانی کتب
 سے مقابلہ کر رہا تھا۔ چنانچہ میں نے دیکھ لیا کہ یہی شخص آخری نبی ہوگا۔“
 اور کہا کہ تمام کے یہود آپ کے سخت دشمن ہیں اس لئے آپ وہاں نہ لیجائیں
 قافلہ نے تمام مال نفع سے اسی جگہ بیچ ڈالا اور واپس چلے آئے۔ پیسہ کا بیان
 ہے کہ ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ دوپہر کو جب دھوپ تیز ہو جاتی تھی، تو
 آپ پر ابر کے ایک ٹکڑے کی وجہ سے سایہ ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے آپ
 گرمی کی تکلیف سے بچے رہے۔

حضرت خدیجہؓ نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ آسمان سے سورج اتر کر
 اُن کے گھر میں آگیا ہے جس سے نہ صرف اُن کا مکان بلکہ سارا جہاں جلجلا
 جلجلا کرنے لگا۔ انہوں نے یہ خواب اپنے چچے بھائی ورقہ بن نوفل سے
 بیان کیا۔ ورقہ نے اس کی یہ تعبیر بتائی کہ ایک بہت بڑا آخری نبی تم سے نکاح
 کرے گا۔ اور اُس کے آنے کا وقت نزدیک ہے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلدہ
 حزمیہ و مہاجرہ کے زبانی آنحضرت کے معجزات اور نسطورا کی پیشین گوئی
 سن کر یقین کر چکی تھیں کہ وہ سورج یہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود پیغام
 بھیجا۔ آنحضرت نے ابوطالب کے مشورہ سے منظوری دے دی اور پانچ سو
 طلانی درہم ہبہ (تقریباً ایک ہزار روپیہ) بھون نکاح ہو گیا۔ نکاح کے وقت

آپ کے چچا ابوطالب، امیر حمزہؓ اور حضرت خدیجہؓ کے چچا عمر بن اسد اور
ورقہ بن نوفل موجود تھے۔ اُس وقت آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہؓ
کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔

حضرت خدیجہؓ قریشی النسب ہیں۔ اُن کی ماں فاطمہ بنت زایدہ بن اُحم اور
باپ خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہیں (نضر بن کنانہ بارہوی پشت
میں حضرت خدیجہؓ کے اور تیرہویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دادا ہیں اس لئے حضرت خدیجہؓ آپ کی یک جہا ہیں۔ اسی طرح ازدواج
سطہرات کو بھی سمجھنا چاہئے جن کی نسبت قریشی یا قریش کا لفظ دکھائی دے
قریش میں نہایت عقلمند معزز جلیل القدر کثیر المال بڑی تجارت اور بڑی
جاہ و مراتبہ کی عورت تھیں۔ حتیٰ کہ سیدۃ النساء قریش ان کا نام پڑ گیا
تھا۔ ہر ایک بات میں ان کی غایت درجہ کی عفت اور عصمت نے جاہلیت
کے زمانہ میں بھی ان کو ظاہر کا لقب عطا کیا تھا۔

ان کے بیٹے ہند (پیلے خاوند سے تھے) جو نہایت فصیح اور بلیغ
بدری صحابی تھے۔ شریہ کہتے ہیں۔ باپ، ماں، بھائی اور بہن کے اعتبار سے
میں بزرگ ترین خلائق ہوں۔ باپ میرا (یعنی سوتیلے) شول اللہ۔ ماں میری
خدیجہؓ بھائی امیر سے قائم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ہیں)
اور بہن میری فاطمہ ہیں۔ بائیس افسوس تو یہ ہے کہ جب ہماری قوم سن لیگی
کہ حضرت خدیجہؓ نے دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا نکاح کر لیا۔ اور ان
کے بیٹے ہند کا یہ اختیار تیسرے نکاح کی بدولت تھا تو ان کا یہ سارا افتخار

لغو اور بجای نہ کھڑے گا۔ بلکہ تنگ عمار کے ساتھ بدل جائے گا۔ و نیز
حضرت خدیجہؓ کی گزشتہ خوبیوں اور آئندہ کل فضائل پر دفعۃً پالی پڑ جائیگا
اسلامی دروازہ میں سب سے پہلے پاؤں رکھنے کی فضیلت انہیں
نے حاصل کی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ افضل ترین اُمت کا بنیادی پتھر رکھنے کا
مشرف انہیں کو ملا۔ انہوں نے اپنی جان و مال سے اس وقت میں اسلام کی
قابلِ قدر اعانت کی جب کہ اسلام نے نہایت کمزوری سے دنیا میں قدم
جمایا تھا۔ پھر خدا نے یہ بھی اعزاز بخشا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد
دنیا میں انہیں سے قائم رہی۔ ان کو یہ بھی فضیلت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بچپن برس کی عمر میں اپنی پہلی شادی انہیں چل سالہ بیوی سے کی
پھر لطف یہ کہ بچپن برس آنحضرت صلی اللہ کی مشرف زوجیت میں رہ کر
۶۵ برس کی عمر میں قضا کی۔ اور جب تک وہ زندہ ... رہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔

آپ ان کو ان کی وفات کے بعد اس کثرت سے یاد فرمایا کرتے
کہ حضرت عائشہؓ تعجب میں رہ جاتیں۔ آپ بکری ذبح کرتے تو اس کا
گوشت ان کی محبت میں ان کی بچولیوں کے پاس بھر دیتے۔ ان کی فضیلت
میں ابوہریرہؓ سے صحیحین میں روایت ہے کہ حضورؐ کے پاس جبریل نے
آکے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ ایک برتن میں کھانا لے
ہوئے آتی ہیں۔ جب آپ کے پاس پہنچیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اور
میری جانب سے سلام کہہ دیا۔ اور ان کو جنت میں موتی کا ایک مکان مل جائیگا

خوشخبری سنا دینا جس میں آرام ہی آرام ہوگا۔ تکلیف کا نام نہ ہوگا۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سوا اور سب بیبیوں سے بالاتفاق اور حضرت صدیقہ سے بقول راجح افضل ہیں۔ ایسے مجمع صفات واجب انتظام مقوس صاحبِ وڈ اور عالی خاندان نبی کے تین نکاح ہوئے۔ پہلا ابوہالہ بنہاش بن زراہ تبھی سے اور دوسرا بنہاش کے مرنے کے بعد عتیق بن عابد مخزومی قریشی سے پہلے خاوند سے دو بیٹے تھے ایک کا نام ہندہ تھا اور دوسرے کا ہالہ، دونوں ایمان لائے اور صحابی ہوئے اور دوسرے خاوند سے ایک بیٹی تھیں، وہ بھی ہندہ کے نام سے پکاری گئیں۔ یہ بھی ایمان لائیں اور صحابیوں کی لڑائی میں منسلک ہوئیں اور اپنے چچا زاد بھائی صدیقی مخزومی سے بیاہی گئیں جن سے محمد بن صدیقی پیدا ہوئے۔ اور ان کی اولاد ابن سعد کے نزدیک ان کی نانی خدیجہ کے لقب سے مشہور ہو کے بنی ہاشمہ کہا میں جو پیغمبرؐ کے انتقال کے بعد انہوں نے خود اپنی طرف سے خواہش کر کے اپنا تیسرا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ جو حدیث اور سیر کے روپیہ درقوں میں سنہرے حرفوں سے لکھا گیا ہے۔

پانچواں باب

شفق صدر شریف تیسری مرتبہ

حبیب نبوت اور وحی نازل ہونے کا زمانہ قریب آیا۔ تو یقیناً اور تقویت

کے واسطے سینہ مبارک تیسری مرتبہ چاک کیا گیا۔ آنحضرتؐ شروع ہی سے کوہ
 "حرا" میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ خاص طور سے رمضان شریف میں تو
 بید خدا کی یاد فرماتے۔ ایک دفعہ غار سے باہر نکل کر دیکھا کہ جبریلؑ تخت پر
 مانند آفتاب بیٹھے ہیں۔ اور ان کا ایک پر مشرق میں دوسرا مغرب میں
 ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر آپؐ غار کی طرف واپس لوٹے مگر جبریلؑ علیہ السلام
 نے آپؐ کو فرصت نہ دی اور آپؐ کو زمین پر لٹایا۔ حضورؐ خود فرماتے تھے کہ
 سینہ میرا چاک کیا اور دل کو آب زمزم سے دھو کر طشتِ زریں میں رکھا
 اور اُس میں سے کوئی چیز نکالی اور پھر دل کو درست کر کے واپس سینہ میں
 رکھ دیا۔ مجھ کو مطلق درد محسوس نہ ہوا۔ اس کے بعد جبریلؑ سینہ سے اُتر چلے گئے
 یہ ضرور ہے کہ اثر ضرب کا مجھ پر پہنچا۔

نبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم برس کی عمر کو پہنچ گئے تھے یہ وہ زمانہ ہے
 جب آدمی کی کچھ بوجھ پوری اور عقل پختہ ہو جاتی ہے۔ شروع جوانی کی خواہش
 مرجئی ہوتی ہے۔ دنیا کا اچھا بُرا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ یہی عمر اُس کے لئے
 مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اپنا رسول اور قاعد بنائے اور جاہلوں کے
 سکھانے اور نادانوں کے تباہی کے لئے اُس کو اُس کا استاد مقرر فرمائے۔
 چنانچہ جب ہمارے رسولؐ کو اللہ نے رسولؐ بنانا چاہا تو آپؐ کو اس سے
 پہلے اکیلے رہنا بہت پسند تھا۔ کئی کئی روز کا کھانا لے لیتے۔ اور مکہ کے قریب

ایک پہاڑ کے غار میں جس کا نام "حرا" تھا چلے جاتے۔ اور اللہ کی باتوں پر غور کرتے۔ دنیا کی گمراہی اور غرب کے لوگوں کی یہ بُری حالت دیکھ کر آپؐ کا دل دکھتا تھا۔ آپؐ اس غار میں دن رات خدا کی عبادت اور سوجھ بوجھ پڑے رہتے تھے۔ اسی حالت میں آپؐ کبھی کبھی کچھ آوازیں بھی سُنا کرتے مگر کہنے والا نظر نہ آتا تھا۔ اکثر یہ بھی ہوتا تھا کہ جو کچھ آپؐ رات کو خواب میں دیکھتے صبح کو ویسا ہی ہوتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ کے حکم سے اللہ کا فرشتہ جو اللہ کا کلام اور پیام لے کر رسولوں کے پاس آتا ہے اور جس کا نام جبریل ہے آیا اور کہنے لگا کہ "محمدؐ آپؐ نے فرمایا "بلکہ" فرشتہ نے کہا تم کو خدا نے ہی کیا جب جبریل امین نے خدا کے حکم سے آپؐ کو خاتم النبیین کا شاندار خلعت پہنا دیا تو وہ غائب ہو گئے۔

غارِ حرا کی خوش قسمتی

زیبہ نصیب اس غار کے جس میں ایک عرصہ تک خورشید رسالتؐ پہنایا رہا۔ اور جبریل امین نے پہلے پہل اُسی غار میں تشریف لا کر آپؐ کے سر پر خاتم النبیینؐ کا بے مثال تاج رکھ دیا۔ سبحان اللہ۔ بارگاہ الہی سے اس غار کو کیسی بڑی عزت اور سعادت نصیب ہوئی، نورِ جمال محمدؐ سے غار کا ذرہ ذرہ چمک رہا تھا کہ یکایک سختی مولاؐ نے اُسے آفتاب کی طرح روشن کر دیا۔

وحی

۸۔ ربیع الاول سالکہ میلادی مطابق ۱۲ فروری ۱۱۲۲ھ بروز پیر غارِ حرا میں عبادت کر رہے تھے۔ اُس فرشتہ نے خدا کا بھیجا ہوا سب سے پہلا پیغامِ حق کو وحی کہتے ہیں۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور ایک ریشمی کپڑا جس پر کچھ حروف لکھے تھے۔ دکھلایا اور کہا پڑھ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتہ نے آپ کو سینہ سے لگا کر اتار دیا کہ آپ کو تکلیف ہونے لگی۔ پھر چھوڑ کر کہا پڑھ۔ آپ نے فرمایا ”میں پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے پھر اسی طرح کیا اور کہا :-

”اپنے اس خدا کا نام لے کر پڑھ جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے انسانوں کو جنم دے کر نیا سے بنایا۔ پڑھ پیرا خدا بڑا ہی کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم کو سکھایا۔ انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

بہر کیف، جبریل امین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں خاتم الانبیاء سرورِ دوسرا ہونے کی قابلیت معائنہ کرنی تھی۔ اس لئے انہوں نے ہر کار کوئین کو دو دفعہ سبتہ سے لگا لگا کر زور سے بھینچا۔ جب تیسری دفعہ ہم آغوش کرنے اور بھینچنے کے بعد بھی آپ کو اسی طرح کھڑے ہوئے دیکھا تو جبریل امین نے آپ کو اللہ تبارک تعالیٰ شانہ کے کلام کو پڑھ کر سنایا اور آپ ۱۱۲۲ کسی دقت یا جھجک کے وہ ساری آیتیں پڑھ گئے۔

یہ ہمارے رسولؐ پر پہلی وحی آئی۔ اس وحی کا آنا تھا کہ آپؐ پر اپنی امت کی تعلیم کا بڑا بوجھ ڈال دیا گیا۔ نادانوں کو بتانا، انجانوں کو سکھانا۔ اندھیرے میں چلنے والوں کو روشنی دکھانا، اور بتوں کے پیچاریوں کو خدا کے پاک کے نام سے آشنا کرنا آپؐ کا کام بھیڑا گیا۔ آپؐ کا دل اس بوجھ کے ڈر سے کانپ گیا اسی حالت میں آپؐ گھر واپس آئے۔ خدیجہؓ سے فرمایا: مجھے مکمل اڑھا دو۔ حضرت خدیجہؓ نے مکمل اڑھا کر خیریت پوچھی تو آپؐ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ وہ آپؐ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے کہا یہ واقعی ”خاتم النبیین اشرف الانبیاء ہیں۔ اور یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا۔

چند دنوں بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہؓ نے ورقہ کا حال پوچھا اور کہا کہ اُس نے تصدیق آپؐ کی کی لکھی مگر زمانہ نبوت اور اتباع احکام کو نہیں پایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اُسے سفید پٹے پہنے خواب میں دیکھا۔ اگر نجات اُس کی نہ ہوئی اور مسلمانوں میں محسوس نہ ہوتا تو سفید کپڑے پہنے نظر نہ آتا۔

یہ امر بالضرورت قابل تسلیم ہے کہ آپؐ کو معمولی حرف آموزی میں تحصیل علم بالکل نہ تھی۔ دراصل جس کو ہم کتابی علم کہتے ہیں۔ اُس سے آپؐ یہاں تک ناواقف تھے کہ نہ تو آپؐ کچھنا جانتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ اس بات کا قرآن حکیم کے اکیسویں پارہ میں حوالہ دیا گیا ہے

تبلیغ

جس دن سے حضرت جبریلؑ اللہ کا پیام لے کر آئے اُسی دن سے اللہ کا فرمان اُترنے لگا۔ کچھ دن کے بعد حکم آیا کہ دوسروں کو بھی اللہ کی باتیں سنائی جائیں۔ جو لوگ آپ کے زیادہ قریبی بھی پہلے آپ نے ان کو سنایا۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی بیوی تھیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر بھر کے دوست تھے حضرت علیؓ بچپن سے ساتھ رہے تھے۔ حضرت زیدؓ آپ کے غلام تھے۔ آپ کی پوری زندگی ان لوگوں کے سامنے تھی، یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ کس قدر نیک، سچے، پاک اور ایمان دار ہیں۔ آپ نے جیسے ہی ان سے فرمایا انہوں نے مان لیا اور آپ پر ایمان لائے۔ اس کے بعد حضرت بلالؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ ایمان لائے۔ روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ شروع میں کچھ دن آپ چپ چاپ خاموشی سے کام کرتے رہے۔ الگ الگ لوگوں سے ملنے اور انہیں خدا کا پیغام پہنچانے کچھ لوگ اسی طرح اسلام لے آئے۔

ابھی آپ نے اپنا کام شروع ہی کیا تھا کہ چند مدت وحی آنے میں دیر ہوئی اور حالت اضطراب میں نہایت غمگین رہتے۔ یہاں تک کہ ایک روز اسی غم میں پہاڑ پر چڑھے اور گزشتہ ماجرے پر غور کرنے لگے۔ آپ، اسی سوچ میں پڑے ہوئے تھے کہ حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور اللہ کا یہ حکم لائے: اے چادر میں لپیٹے ہوئے کھڑا ہو جا، پھر ڈرتا اور اپنے رب کی

..... بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی کو

چھڑے۔

اب آپ پورے طور سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے۔ اور رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا۔ قریش کو یہ بھی ناگوار تھا۔ وہ کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ لوگ اسلام قبول کریں۔ اس لئے کہ اس سے ایک طرف ان کا مذہب مٹا جاتا تھا چنانچہ آپ کو طرح طرح سے ستانے لگے۔ راستے میں کانٹے ڈال دیتے آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو چھپرتے۔ کعبہ کا طواف کرتے وقت آواز کستے۔ آپ ان کی تمام سختیاں جھیلے تھے۔ اور اپنا کام کئے جاتے تھے۔

اتفاق کی بات دیکھو کہ اس وقت جس نے سب سے زیادہ آپ کا ساتھ دیا، اور آپ کی حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ وہ بھی آپ کے ایک چچا تھے۔ جن کا نام ابو طالب تھا۔ وہ آپ کو کتنا پیار کرتے تھے۔ اسی طرح جس نے سب سے زیادہ آپ کی مخالفت کی اور آپ کی دشمنی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی، وہ بھی آپ ہی کے ایک چچا تھے۔ جن کا نام ابو لہب تھا۔ جیب ولادت باسعادت کی خوشخبری ثویبہ لونڈی نے پہنچائی تو شرط مسرت سے اُسے آزاد کر دیا۔ افسوس ولادت نبوی کی تو ایسی خوشی ہوئی لیکن جیب آپ کو حق تبارک تعالیٰ نے پروان چڑھایا یعنی خلعت نبوت سے مخلع فرما کر سائے نبیوں کا سردار بنایا تو اُس وقت ابو لہب اور اُن کے مردود سا بھتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن بن گئے۔ وائے حسرت افسوس ان بد بختوں پر جن کے اندھے دل خورشید رسالت کے انعکاس سے روشن نہ ہو سکے بلکہ کوئی بدترین تکلیف باقی نہ رہی تھی جو فخرِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی گئی ہو۔ دوسرے یہ کہ ابولہب کے علاوہ آپ کے دین کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل نکلا جو قریش کا ایک سردار اور بڑا دولت مند تھا۔ قریش نے دیکھا کہ یہ کسی طرح باز نہیں آتا۔ تو سب نے مشورہ کر کے عتبہ نامی قریش کے ایک سردار کو سمجھا بھجا کر آپ کے پاس بھیجا۔ اُس نے آپ کے پاس پہنچ کر یہ کہا ”اے محمد قوم میں پھوٹ ڈالنے سے کیا فائدہ اگر تم مکہ کی سرداری چاہتے ہو تو حاضر ہے۔ اگر کسی بڑے گھرانے میں شادی چاہتے ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے اگر دولت چاہتے ہو تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ مگر تم اس کام سے باز آؤ۔ لیکن آپ نے اُس کی بات نہ مانی، اور دعوتِ اسلام برابر دیتے رہے۔ اسی حالت میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے اُن کے نام یہ ہیں۔ حضرت زبیرؓ غلامان میں حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت خیاب بن ارت اور حضرت صہیبؓ۔ قریش کے چند نیک مزاج نوجوان جیسے ارقم، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود، عثمان ابن مظعون عبیدہ رضی اللہ عنہم۔

پانچویں برس نبوت کے عمر فاروق بن خطاب ایمان لائے۔ ان کے سب سے اسلام میں تقویت اور عزت زیادہ ہوئی۔ عرب میں حضرت عمرؓ قوت میں جوان مرد اور شجاعت میں سب سے زیادہ مشہور تھے اور تمام عرب اُن سے ڈرتا تھا۔ جب حضرت امیر حمزہؓ ایمان لائے۔ تو ابوجہل نے ولید بن مغیرہ البسفیان، ابولہب اور سرداران قریش کو بلا کر کہا کہ امیر حمزہؓ محمد پر ایمان لائے ہیں۔ اس پر ابولہب نے کہا کہ محمدؐ کا سر کاٹ لو۔ بعد اُن کے یاروں کا

ندارک ہوگا۔ ابو جہل لعین نے کہا کہ جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ لائے میں اس کو نشو
اونٹ اور چالیس ہزار درم دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں
اور عمرؓ بایں قصد روانہ ہوئے۔ راہ میں ایک شخص جس کا نعیم بن عبدالسلام نام
تھا۔ ملاقات ہوئی وہ مشرف باسلام ہو چکا تھا۔ اُس نے پوچھا: کدھر کا قصد
ہے۔ انہوں نے کہا جاتا ہوں کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کر دوں
اُس نے کہا پہلے اپنی بہن اور بہنوں کی خبر لو۔ اس طعن سے وہ بتیاب ہو گئے
پلٹ کر اپنی بہن فاطمہ اور بہنوں سعد بن زید کے گھر کا راستہ لیا پیچھے تو قرآن
پڑھنے کی آواز سنی۔ شفقت سے بے قابو ہو کر بہن اور بہنوں کو جی کھول کر مارا
مگر دیکھا تو ان کو توحید کا نشہ اسی طرح تھا۔ ان کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا
کہا اچھا جو سورۃ تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے دکھاؤ۔ انہوں نے وہ ورق لا کر
ہاتھ پر رکھ دیا جس پر یہ آیت طہ لکھی ہوئی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے :-
”اے پیغمبر! تم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم اس کی
وجہ سے اس قدر تکلیف اٹھاؤ۔ ہاں یہ کہ ان کو صرف ایک نصیحت
ہے اور وہ بھی ان کے لئے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ یہ کلام پاک اُس کا
انرا ہوا ہے جس نے زمین اور اُونچے اُونچے آسمان کو پیدا کیا اُس
خدا کا نام ہے جس جو عرش برین پر براجم رہا ہے۔ اور اُس کا
ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ
آسمان اور زمین کے بیچ میں ہے اور جو کچھ کرۂ خاک کے تلے ہے
اور اُسے شخص اگر تو پکار کر بات کرے تو وہ پتھر سے پکارتے کا محتاج

نہیں کیونکہ وہ آہستہ سے آہستہ بات کو بھی سن لیتا ہے۔ وہی
 اللہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اچھے نام اس کے ہیں
 عمر جیسے جیسے اس کو پڑھتے جاتے تھے۔ اُن کا دل کانپنا جانا تھا اور
 بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا سبحان اللہ کیا خوب کلام ہے اور کیا پرتاثر
 اس کے کلام الہی ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے آخر چلا اُٹھے لا الہ الا
 محمد رسول اللہ اور پھر باہر نکل آئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب آپ ارقمؓ کے گھر میں تھے۔ کعبہ کے پاس ایک
 گلی تھی جس میں اُس سچے اور جاں نثار مسلمان ارقمؓ کا گھر اسلام کا پہلا مدرسہ
 تھا۔ یہاں حضور مسلمانوں سے ملتے اور اُن کو خدا کی یاد اور نصیحت کی اچھی
 اچھی باتیں سناتے اور اُن کے ایمان کو مضبوط بناتے۔ جو لوگ اس دین کا
 شوق رکھتے وہ یہیں آکر خدا کے رسول سے ملتے اور مسلمان ہوتے۔ حضرت
 عمرؓ سیدے وہاں پہنچے کوڑ بندھے، آواز دی، جو مسلمان وہاں تھے حضرت
 عمرؓ کو تلوار لئے دیکھ کر گھبرائے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا آنے دو۔ اگر وہ غلوں
 کے ساتھ آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اُس کی تلوار سے اُسی کا سر قلم کر دیا جائیگا
 دروازہ کھلا اور حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو اول رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور اُن کا دامن پکڑ کر فرمایا: کیوں عمرؓ! ارادے
 سے آئے ہو۔ عرض کیا ایمان لانے کو۔ یہ سن کر مسلمانوں نے اس زور سے
 اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں۔ اُس وقت تک چالیس
 آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو مسلمانوں کی بہت

بڑھ گئی۔ اب تک مسلمان کافروں کے ڈر سے کعبہ میں جا کر نماز نہیں پڑھتے تھے۔

دبذیہ اسلام

حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! مشرکین عبادت لات دعویٰ کی
علائیہ کرتے ہیں۔ ہم لوگ وحدہ لا شریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں اور
اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کے سب مسلمانوں کو ہمراہ
لے کر مسجد حرم میں آئے اور باجماعت نماز ادا کی اور اسی دن سے مسلمانوں
کی بہت قوت و عزت ہوئی۔

حضرت عمرؓ نے ابو جہل کو کہا اے معشر قریش میں اسلام میں داخل
ہوا، اور حلقہ محمدی میں پہنچا۔ اگر اب کوئی محمدؐ کو ایذا دے گا تو میں اس کو
زندہ نہ چھوڑوں گا۔ دین تم سب کا باطل اور ست پرستی جھوٹ ہے۔
خطاب نے کہا اے بیٹا تو دیوانہ ہوا ہے۔ محمدؐ کے جادو نے تجھ پر اثر کیا،
اور ہمارے مسیروں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ عمرؓ
نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑ اور رسول پر ایمان لا۔ خطاب نے ان
باتوں سے طیش میں آکر کہا اے عمرؓ تو بے ہودہ باتیں کرتا ہے آج تیری
شامت آئی ہے اور تیری موت قریب ہے۔ جب عمرؓ نے شمشیر مہیا کیا
نکالی۔ ابو جہل فرار ہوا۔ خطاب بھی چاہتا تھا کہ بھاگے حضرت عمرؓ نے وہیں
اس کا کام تمام کیا۔ جب یہ خبر لوگوں میں پہنچی تو حضرت عمرؓ کے رعب
سے مکہ کے گرد و نواح اور دور دراز ملکوں اور جاہلی کفاروں میں زلزلہ پڑ گیا

اور اذان جا بجا آشکارا ہوئی اور جماعت ہونے لگی۔

حش کی ہجرت

عرب کا ملک سمندر کا کنارہ ہے اور حجاز جس سمندر کے کنارے
 اُس کا نام بحرہ احمر ہے۔ بحرہ احمر کے اُس کنارے افریقہ میں حش (ایتی ادیا)
 کا ملک ہے جس کے شمال میں مصر اور صحرائے اعظم مغرب میں بحرہ احمر،
 مشرق میں وادی نیل، جنوب میں آپرگنی اور کانگو، حش کا موجودہ دارالخلافہ
 اولیس بایا ہے۔ پہاڑی ملک ہے۔ بد انتظامی کے سبب عمدہ پیداوار نہیں
 ہوتی۔ حالانکہ بارش بہت ہوتی ہے۔ باشندے جاہل اور وحشی ہیں۔
 تلاتہ نہیں۔ وہاں کا عیسائی بادشاہ بہت نیک تھا۔ مسلمانوں کی تکلیفیں
 جب بڑھ گئیں تو نبوت کے پانچویں سال ۶۱۶ء میں حضرت رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کشتی میں بیٹھ کر
 حش کو روانہ ہو گئے۔ قریش اسے کیسے پسند کر سکتے تھے کہ مسلمان کہیں
 آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔ فوراً حشہ چند آدمی جا پہنچے اور وہاں کے بادشاہ
 نجاشی سے ملے اور کہا کہ ہمارے چند نالائق غلام یہاں کھاگ آئے ہیں آپ
 انہیں واپس کر دیئے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو بد اکثر حالات پوچھے۔ حضرت جعفر
 نے سارا قصہ سنایا۔ نجاشی کو اطمینان ہو گیا اور اُس نے مسلمانوں سے کہا
 کہ آپ لوگ آرام سے رہیں۔ اس کے بعد قریش کے لوگوں کو واپس کر دیا
 مسلمانوں نے جب نجاشی کی یہ مہربانی دیکھی تو بعد کو اور بھی بہت سے مسلمان

چھپ چھپ کر عیش (ایتی ادبیا) روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ اُن کی تعداد وہاں کم و بیش ۸۳ ہو گئی۔

نظر بندی

اب مکہ میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ اُن کے ساتھ اور زیادہ سختی ہونے لگی۔ لیکن ایک آدمی بھی دین سے نہ پھرا۔ اس لئے قریش کے سب خاندانوں نے مل کر نبوت کے ساٹویں سال یہ معاہدہ کیا کہ کوئی شخص پیغمبر خدا کے خاندان سے کوئی تعلق نہ رکھے گا۔ چنانچہ دو برس سے زیادہ اُن کا بہت ہی سخت بائیکاٹ رہا۔ ابوطالب خاندان کے سب لوگوں کو لے کر ایک درہ میں چلے گئے جو شعیب ابی طالب کہلاتا ہے۔ یہیں دوسرے مسلمانوں نے بھی آکر پناہ لی اور بہت تکلیف کے ساتھ یہاں رہنے لگے تین سال اسی طرح گزرے آخر خود ان ظالموں میں سے کچھ کو رحم آیا اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

وفات ابوطالب اور خدیجہؓ

اب وہ درہ سے نکل کر اپنے گھروں میں آئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ آپ کے پیارے چچا ابوطالبؓ نے وفات پائی۔ ابھی اس غم کو چند ہی روز نہیں گئے تھے کہ حضرت کی غمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ نے بھی انتقال کیا۔ یہ زمانہ آپ پر بہت سخت گزرا۔ آپ کے یہی دو مونس اور غمگسار تھے۔ دونوں

۱۔ ابولہب، ابوطالب کی جگہ حاکم مکہ ہوا۔ اور ابولہب کے مرنے پر ابوسفیان سردار قبیلہ اور رئیس مکہ ہوا

ایک ہی سال آگے پیچھے چلے اس لئے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا
 صحیح بخاری میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابو طالب کو
 کچھ آپ کے سبب نفع ہوا۔ وہ آپ کے بہت ہمدرد اور حمایت کرتے تھے
 فرمایا وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے ہوتا۔

طائف کا سفر

حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی کی وجہ سے فخر عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بڑا سہارا تھا۔ آپ قریش کو کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ اور انہوں
 نے پہلے سے بہت زیادہ ٹھانا اور تنگ کرنا مشروع کر دیا۔ چنانچہ مکہ سے
 ۴۰ میل کے فاصلہ پر طائف کا سرسبز اور شاداب شہر بنا۔ آپ نے مکہ کے
 لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر یہ طے کیا کہ طائف جائیں اور وہاں کے رئیسوں کو
 اسلام کا پیام سنائیں۔ آپ زید بن حارثہؓ کو ساتھ لے کر طائف گئے کہ
 شاید وہاں کے لوگ اللہ کا پیغام سنیں۔ لیکن طائف کے لوگ مکہ والوں
 سے بھی بڑھ کر نکمے۔ پتھر پھینک پھینک کر اتنا مارا کہ آپ ابو لہان ہو گئے۔
 جب تھک کر بیٹھ جاتے تو یہ بدعاشش آکر زبردستی اٹھا دیتے اور پھر پتھر
 برسائے شروع کر دیتے۔ آخر آپ نے ایک باغ میں پناہ لی اُس وقت خدا
 کا ایک فرشتہ آپ کو نظر آیا۔ جس نے آپ کو خدا کا پیغام سنایا کہ یا رسول اللہ
 اگر آپ کہیں تو طائف والوں پر ان پہاڑوں کو ڈے مار جائے کہ وہ کچل کر
 رہ جائیں۔ آپ نے اپنی اُمت پر مہربان ہو کر عرض کی کہ ”خدا یا ایسا نہ کر شاید

کہ اُن کی نسل سے کوئی تیرا ماننے والا پیدا ہو۔ بڑی مشکلوں سے بچ کر کسی طرح آپ مکہ واپس آئے۔ یہاں مخالفت کا وہی رنگ تھا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔

چھٹا باب

مسراج^{۶۴۲ھ}

شوق صدر شریف (چوتھی بار)

بارھویں سال نبوت ۲۷ رجب المرجب کی رات کو فتح عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے کہ جبریل امین ایک طمشت زرین ایمان و حکمت سے کھرا ہوا لائے۔ اور سینہ مقدس چاک کر کے دل مبارک نکالا اور ایمان و حکمت سے پر کر کے اُس کی جگہ پر رکھ دیا۔ رکھنے ہی زخم پر ہو گیا اور کچھ درد و الم محسوس نہ ہوا۔ سینہ مبارک کے چاک کرنے میں یہ جھید تھا کہ آپ کا حوصلہ بقید اُن ترقیات و کمالات کے جو اُس رات عنایت ہوئی فراغ اور کامل ہو جائے۔ اور دل مبارک میں ایمان و حکمت بھرے ہیں یہ حکمت بختی کہ انوار تجلیات و علوم معارف کی استعداد اور قابلیت اور تجاہل و غرائب ملک و ملکوت کے دیکھنے سے حکیم مطلق کی کمال قدرت پر اطمینان نکلے حاصل ہو۔ یہ واقعہ بہیقی، ابو نعیم، ابو داؤد، حارث بن ابو حمزہ نے

اپنی اپنی کتابوں میں حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

معراج شریف

”پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کہ اُس کے اطراف کو ہم نے بڑی ہی برکت دی ہے سیر کرائی۔ اپنی نشانیاں اُسے دکھائیں (یعنی دلائل حقیقت کا غیبی مشاہدہ کرا دیں) یہ ہی ذات ہے جو سننے والی اور دیکھنے والی ہے۔“

احادیث صحیح میں آیا ہے کہ ”میں خانہ کعبہ کے پاس حجر کے اندر کچھ کچھ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس بُراق لائے۔ اور بعض روایات میں کہ ام ہانی کے گھر میں تھے اس کی تطبیق علماء نے یوں کی ہے کہ ام ہانی کا حرم میں واقع تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ فخر دوعالم کو روحانی طور پر کئی بار معراج ہوئی۔ ام ہانی کے گھر سے شاید روحانی معراج ہوئی ہو۔ نہ یہ جس کا یہاں ذکر ہے۔ اور اسی طرح وہ جو بعض اہل علم اس معراج کو کی طور پر کہتے ہیں۔ غالباً اُن کی مراد بھی اور خواب کی معراج ہوگی۔ یہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصیٰ ایک رات کے کچھ حصہ میں جانا۔ تو اس آیت سے ثابت ہے اور پھر آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو حالت مجموعی حد تو انہ کو پہنچ گئے ہیں۔

اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ سلف سے خلعت تک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اس کو اقصیٰ بمعنی بعید اس لئے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے یہ اس دور فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پرے اور کوئی مسجد اقصیٰ غرض کوئی وجہ ہو مگر عرب خصوصاً اہل مکہ اس کو مسجد اقصیٰ کہتے تھے اس کے گرد برکت دینے سے مراد یہ ہے کہ پھل پھول کی جگہ میں مسجد اقصیٰ ہے ایسے سرسبز ملک اور محل میں یہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہے اور اس کے گرد برکت انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے ہے۔ وہ جگہ صدیہا انبیاء و اولیاء کا کھیت ہے۔ وہاں ملائکہ رحمت کا فرود گاہ ہے اور یہ سیر کس لئے تھی کہ خدا تعالیٰ "خزاعلم" کو اپنی نشان قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے۔ منجملہ ان کے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملائکہ اور عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبی عالمین کے قلب پر ان سب چیزوں کا پورا پورا انکشاف ہو۔ **ذَٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَن یَّشَاءُ** یہی وہ ذات ہے جو سننے والی اور دیکھنے والی ہے۔ **هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ** اس مقام پر عجیب لطف سے رہا ہے۔ بقیر اس عجیب سیر میں حضرت کی نگہبانی کے لئے آیا ہے۔ مسافر کو کہتے ہیں **الشُّرُکْھِیَانِ** اور سمیع منکروں کے بے ہودہ سوالات پر تہدید کے لئے آیا۔ آسمان اور بہشت و دوزخ کی سیر اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نماز پنجگانہ وہاں فرض ہونا۔ **ہٰذَا رِیْثُ صَحِیْحٍ** میں منفلاً مذکور ہے۔

آیت متذکرہ بالا کی تفصیل و حدیث صحیحہ میں مرقوم ہے کہ جس قدر

مشترک حد تو اثر تک پہنچ گیا ہے۔ اگرچہ ایک ایک روایت خبر احادیث
اس واسطے اس کے منکر کے لئے کفر کا خوف ہے اب اُن شکوک و
شبهات کو رفع کیا جاتا ہے جو کہ منکرین و ملحدین نے ظاہر کئے ہیں۔ یعنی
ملحد منش معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں۔ اور جسم سے بیت المقدس کے
آنحضرتؐ کا جانا مانتے ہیں۔ اور آگے آسمان پر روح کا جانا ثابت کرتے ہیں
اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ معاذیہ معراج کی نسبت یوں فرماتے ہیں :-
”یعنی خواب سچا تھا“

اور حضرت عائشہؓ سے بھی منقول ہے :-

”معراج کی رات جسم مبارک آنحضرتؐ کا گم نہ ہوا“

اور قرآن مجید میں بھی اللہ تبارک یوں فرماتا ہے :-

”یعنی جو خواب اے نبیؐ نے تجھ کو دکھایا تھا اُس کو لوگوں کے
حق میں فتنہ بنا دیا۔“

اول تو یہ روایتیں کہ حضرت عائشہؓ اور معاذیہؓ سے منقول ہیں۔

اُن کو احادیث صحاح کے مقابلہ میں کہ جن میں صاف جسم کے ساتھ آسمان
پر جانا مذکور ہے، سلاخیت نہیں رکھتی۔ پس شاذ و نادر قرار دی جائیں گی
دوم اگر ان کو بہیمہ وجوہ تسلیم بھی کیا جائے۔ تب بھی مخالفت کا مدعا ثابت
نہیں ہوتا۔ کیونکہ فخر عالم علی اللہ علیہ وسلم کو سوائے معراج جسمانی کے
خواب میں کئی مرتبہ معراج ہوئی۔ پس اُن روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ
حضرت صلعم کو خواب میں معراج ہوئی اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ

کبھی بیداری میں جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔

معاویہ فتح مکہ کے ایک مدت بعد ایمان لائے اور حضرت کو کئی برس پہلے معراج ہوئی، سو اُن کی روایت اس معاملہ میں اُن صحابہ کے مقابلہ میں کہ جو اُس وقت موجود تھے۔ معتبر نہیں۔ علی ہذا القیاس۔ حضرت عائشہؓ بھی ایک مدت بعد حضرت کے نکاح میں آئیں۔ یہ بھی اُس وقت موجود نہیں تھیں۔ پس حضرت عائشہؓ کے قول سے مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ جسم روح سے جدا نہیں ہوا۔ مع جسم کے روح اوپر گئی۔ قرآن پاک کی آیت مدعا کے لئے دلیل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس معراج کی نسبت فتنہ فرمایا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ حضرتؐ کا خواب میں آسمانوں پر تشریف لے جانا فتنہ نہیں ہو سکتا۔ کسی کے خواب کی باتوں کو ایسا عجیب نہیں سمجھتے کہ اُن کی تکذیب کر کے کافر اور مرتد ہو جاتے اور مشور و غل مچاتے۔ ہاں کوئی جسم کے ساتھ بیداری میں افلاک پر جانا بیان کرے تو اُس کو البتہ عوام بعید اور عجیب جانا کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرتؐ نے جسم کے ساتھ حالت بیداری میں افلاک پر جانا بیان فرمایا تھا۔ سو وہ ان لوگوں کے حق میں کہ جو ضعیف الایمان تھے فتنہ ہو گیا۔ پس روایا کے معنی اس آیت میں خواب کے نہ لے جائیں۔ بلکہ روایت بصری مراد لی جائے کہ فقط روایا کچھ خواب کے لئے مخصوص نہیں۔ روایت سے متفق ہے جس کے معنی دیکھنا ہے اور مسند لوگ دلیل سے آسمان پر جانا محال سمجھتے ہیں کہ آسمان میں نہ دروازے اور نہ آسمان ٹوٹ پھوٹ سکتے ہیں

کہ جو آپؐ پھوڑ کر اوپر تشریف لے گئے۔

قادری مطلق نے ایک کن کے ساتھ دونوں عالم کو ظاہر کر دیا۔ اور اُس کو ہر طرح کی قوت حاصل ہے تو پھر کیا مشکل ہے۔ جس صورت سے چاہا بلا لیا۔ اور مقرر عالم صلی اللہ علیہ وسلم معہ حیدر اطہر کے تشریف لے گئے کیونکہ از خود رفتن نہیں ہے بلکہ ربودن ہے ایک یہ کہ انسان میں تزکیہ اور تصفیہ کرتے کرتے یہاں تک لطافت آجاتی ہے کہ جسم بمنزلہ اور لوگوں کی رُوح کے ہو جاتا ہے۔ پس آنحضرتؐ کہ تمام نفوس سے کامل تر ہیں۔ آپؐ کا جسم مبارک رُوح کا اثر رکھتا ہے اور لطیف چیزوں کا بے پچھے ٹوٹے آسمانوں سے پار نکل جانا ایسا ہے جیسے نظر کا آئینہ سے پار ہو جانا اب اس میں کیا اعتراض ہے کہ ہماری آنکھوں سے عالم تصور میں حجاب اٹھ جاتا ہے وہ شے جس کا ہم تصور جاتے ہیں رُوبرو آکھڑی ہوتی ہے۔ پھر آپؐ تو موثداً لہام و نبوت تھے شاید اس کے معنی یہ سمجھ لے گئے ہیں کہ جبریلؑ نے شام سے بیت المقدس کو تسبیح پڑھا کر حضرت کے سامنے رکھ دیا تھا۔ یہ غلط فہمی ہے۔ جسم عنصری کا حقوڑی سی دیر میں مسجد اقصیٰ پہنچنا۔ اور اُس سے بڑھ کر یہ کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گزر کر غرش تک جانا اور وہاں باوجود اس جسم عنصری کے روحانیات محضہ سے ملنا حقیقت دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے۔ حکماء نے اس کے محال ہونے پر اور آسمان کے خرق و الیام محال ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں۔ اور نیز کوئی اہل ادیان حقہ ایسی باتوں کا قائل نہیں۔ اس لئے آج کل کے فلسفی

مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جن کو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خوب
پر محمول کرتے ہیں۔ عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے اُن اعتراضات سے
بچنے کے لئے۔

جسم عنصری کا ایسی حرکت سرِح کرنا خصوصاً حیب کہ اس کی عنصریت
و روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جائے کچھ محال نہیں۔ آج کل ریل
گاڑی، تار برقی، ٹیلیفون، ریڈیو، موٹر کار، ہوائی جہاز اور ایٹم بم وغیرہ
وغیرہ کی حرکت کو ملاحظہ کر لیجئے اور اسی طرح آسمان کا خرق والہ نظام جن
خیالات فاسدہ سے سوال کیا تھا اُن کی پوری پوری حکماء اسلام نے علم کلام
میں قلعی کھول دیں۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ حکماء یونانی اپنے عقلی ڈھکوسلوں
سے زمین و آسمان کے قلابے ملا یا کرتے تھے۔ جن کے مسائل طبعیات
ہیئت کی آج کل حکماء یورپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں اور جو کوئی ملحد ایسی
بالوں کا قائل نہ ہو تو کیا ہوا پھر اناجیل و بائبل کو مانتے ہیں۔ اُن پر ان
بالوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے۔ دیکھئے انجیل مرقس کے سولہویں باب انیسویں
درس میں یہ ہے :-

”خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا
اور خداوند تعالیٰ کے واسطے باہت جا بیٹھا۔ یعنی حضرت عیسیٰ
آسمان پر چلے گئے۔“

اسی طرح دوسری کتاب السلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے :-
”ایلیا (یعنی حضرت الیاس علیہ السلام) اور الیسع باتیں

کرتے جاتے تھے "ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے

نمودار ہوئے اُس میں چڑھ کر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔"

اسی طرح قیس ولیم اسمٹ اپنی کتاب طریق الایلیا میں حضرت اخنوخ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔ اور اہل اسلام قاطبہ اس پر متفق ہیں۔ دس بیس ملحدوں کا کیا ذکر اور عائشہؓ اور معاویہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو حضرت کو اس سے پیشتر خواب میں ہوئی تھی جیسا کہ "معالم" میں ہے۔ یہ معراج روحانیت کا غلبہ تمام ہے جس سے روح کے تابع جسم ہو گیا اور جسم کو لے کر عالم بالا اپنے غیر طبعی کی طرف روح اڑ گئی اور اس حالت کے تمام ہونے کے بعد جسم اظہر اپنے اصلی مکان یعنی زمین پر آ گیا۔ یہ مشرف خاص تمام انبیاء علیہم السلام میں آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا۔

ارباب خبر نے وقوع واقعہ معراج میں عجیب عجیب نکات لکھے ہیں یہ الشریک کو اپنے محبوب کی عظمت کا فرشتوں اور انسانوں اور جمیع مخلوق کو جنانا اور اپنی قرابت کا خلعت خاص عطا فرمانا اور تمام پر مشرف امتیاز بخشنا منظور تھا۔ چنانچہ عالم بالا کی سیر کے بارہ میں آیت سبحان الذی اسرئ۔ اور قرابت الہی کی دلیل میں نکتہ قات قوسین اواذنی اور دید جمال ذوالجلال کے ثبوت میں کنایہ مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى اور الہی اسرار (الہی کی گواہی میں) وَقَوْلًا وَسَمَاعًا الی عبدہ اذنی اذوالک اور اک التور لا متناہی کی شہادت میں اشارہ وَلَا قَدْ سَوَّیْتُ آیت ربہ الکبر دلیل ناطق و برہان صاوق ہے۔

ایک یہ کہ حبیب اللہ پاک نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تو دونوں میں بحث ہوئی۔ ہر ایک اپنی اپنی بڑائی اور فضیلت کی دلیل لایا۔ آسمان نے کہا کہ میں رفعت میں زیادہ ہوں۔ - زمین نے کہا کہ میں بسط

رکھتی ہوں۔ یہ سن کر آسمان نے کہا کہ میں

ہوں قلعة ملک جائے محل عرش۔ رفیع مکان کرسی وسیع۔ بام جبریل

و میکائیل۔ مسکن۔ اسرافیل و عزرائیل، صومعہ پسر مریم۔ مقام لوح و قلم

مدرسہ ادریس، بیت المعمور تقدیس، پر تو خاک نما نہایت ہی شرمندہ ہوئی

اور کئی ہزار سال باہر حال رہی لیکن حسین دقت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم

پیدا ہوئے تو زمین ہزار بار واقتحار سے بولی کہ اے ملک دیکھ اب اس سلطان

دو جہاں نبی آخر الزماں کے قدم پاک مجھ پر آئے ہیں۔ تباہ و شرافت مجھ میں

یہ یا تجھ میں۔ آسمان لا جواب ہوا اور جناب الہی میں دعا کرنے لگا، کہ

یا رب العالمین اُس خاتم المرسلین کو یہاں بھی جلوہ گر فرما اور میری مہندی کو

جو تو نے بخشی ہے۔ خاک میں نہ ملا۔ اب میں شرافت سے خالی ہوں اگرچہ

لاکھ طرح ظاہر ہیں۔ زمین سے عالی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی دعا

قبول فرمائی اور آنحضرت کو معراج میں طلب کر کے آسمان کو بھی شرف

بخشا۔ واللہ الحمد۔

الغرض ایام اقامت مکے میں بارہویں سال نبوت کے معراج ہوئی

اور ۲۷ رجب شنبہ دو شنبہ آپؐ اُسیانی خواہر حضرت علیؑ ابن ابی طالب

الوتراب کرم اللہ وجہہ لیسویہ المسلمین حیدر گراں اسد اللہ غالب کے گھر

آرام فرما رہے تھے۔ حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور آپؐ سے کہا اے حبیب مقبول اٹھو آج کی شب آپؐ کی طلبی ہے۔ آپؐ کو زمزم کے کوئیں کے پاس لے جا کر آب زمزم سے دھو کر آیا۔ مسجد الحرام (مکہ) میں دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد فراغت نماز جبریلؑ نے برق حاضر کیا۔

براق

براق برقی سے ماخوذ ہے۔ اس لئے کہ اُس کا رنگ بہت چمکتا تھا۔ برق سے کہ بجلی کی طرح کوندنا۔ برق سے بعض علماء کا قول رنگہ اس کا اہل تھا اور برق ایک لکڑی ہے جس میں سیاہی اور سپیدی ہوتی ہے۔

براق ایسا براق کہ اس کے دو بازو تھے جن کے زور سے آسمان و زمین کے درمیان اڑے گا۔ چہرہ اُس کا مانند آدمی کے پیشانی کشادہ سرخ یا قوت کی کان پتلے پتلے سبز زبرجد کے آنکھیں مانند تارے کے چمکتی ہوئیں۔ دم مثل گائے سرخ۔ سونے کی پٹری۔ بدن برق سا۔ گویا طاؤس۔ چھوٹا اچھلتے پھاندلے والا۔ اور وہ براق برق رفتار جو

۱۵۔ اس کو مسجد الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ عظمت اور بڑائی اس کی سب مسجدوں سے زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ جو شخص اس میں دو رکعت پڑھتا ہے۔ دوا لاکھ رکعت کا ثواب پاتا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس میں اور اس کے آس پاس شرکار کھیلنا اور قتال کرنا حرام ہے۔

سر کو جنبش دیتا مشک جھڑتا۔ اور پھر پیری لینے سے پاؤں میں نور لہانا۔
 بال بال پر موتی پرٹے ہوئے۔ سم جہاں رکھتا زمین روشن ہو جاتی۔ پیچھے
 اُس کی سونے کی اور شکم چاندی کا۔ ہاتھ پاؤں زمرد کے اور دم شاخ
 مرجان کی۔

معارج النبوة میں درج ہے کہ براق برق رفتار آتش کردار۔
 زہرہ جبیں، زریں زین۔ سیاہ مؤ مبارک خو، جاہ وحشم۔ عطار و منظر
 شربا پیکر، دراز مژگاں، گوہر دندان۔ تنگ دہن۔ سیمیں تن۔ سبک
 عنان، نیز جولان، نور شدید طلعت۔ قمر بیہیت۔ آسمان گردون، یا قوت
 گردن۔ مصفا بدن۔ زمرد گوش۔ سر با ہوش، تندرو۔ گرم درختہ پے
 معطر، مرفعا شکم۔ منور قد، مرجان دم۔ کوٹو سم، حق تعالیٰ نے اُس کو نور
 سبز سے بنایا اور جو حسن و خوبیاں اور حیوانات کو جدا جدا عنایت کیں اُس کو
 تنہا دیں اور اس کے راکب کو سب خوبیاں اور پیمبروں کی عطا ہوئیں۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ براق الیسا تھا جو گدھے سے
 بڑا اور چرخ سے چھوٹا اور منہ اُس کا مانند آدمی کے تھا۔ پشت مثل گدھے
 کے۔ شتر جیسے پاؤں۔ سینہ شیر کا سا دونوں پر پرندوں کی طرح، زین
 اور گام یا قوت اور مروارید سے مرصع جڑاؤ تھی اور الیسا نیز رفتار تھا کہ
 جہاں نگاہ پہنچتی تھی ایک قدم اُس کا ہوتا تھا۔

سوارِ شاہِ زمین

جب آپ نے سواری کا ارادہ کیا براق شوخی کرنے لگا۔ جبریل نے

سے براق کچھ کیا ہو گیا خبردار ہو تجھ پر کوئی شخص ان سے بڑھ کر
 سوار نہ ہوا ہوگا۔ یہ سن کر براق شوخی سے باز رہا۔ آپ اس پر سوار
 ہوئے۔ میکائیلؑ نے لگام پکڑی اور جبریلؑ رکاب تھا منے پر مقرر ہوئے
 مکہ معظمہ۔ آپ زمزم اور مقام ابراہیم کے پاس جا کر ایک لحظہ میں طور
 سینا پہنچے۔ جبریلؑ نے کہا اس جگہ دو رکعت نماز پڑھئے۔ کیونکہ یہاں پر
 حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کی تھیں۔ آپ نے دو گانہ نماز پڑھی اور
 وہاں سے بیت اللحم (جائے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام) پہنچے۔ یہاں بھی
 دو رکعت نماز ادا کر کے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تشریف لے گئے۔
 ایک فوج فرشتوں کی استقبال کو آئی۔ اور مسجد میں جماعت انبیاء سے
 ملاقات ہوئی۔ سب نے آپ کو امام کیا اور تحیۃ المسجد ادا کی۔ بعد نماز
 آپ صخرہ بیت المقدس کے پاس پہنچے وہاں ایک زینہ صاف اور روشن
 صخرے سے آسمان تک ظاہر ہوا۔ براق پر سوار ہو کر اُس زینے پر گزرے
 جس کو کہکشاں کہتے ہیں اور عجائب و غرائب دیکھتے ہوئے اول آسمان
 پہنچے۔

سیر اول آسمان

جب آپ آسمان اول میں داخل ہوئے۔ اسماعیلؑ وہاں کے سب فرشتوں
 کا سردار مع ملائکہ اور آدمؑ یا رغصوان سے آپ کے استقبال کو آئے۔
 بہشت و دوزخ اور وہاں کے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا۔

سیر دوسرے آسمان کی

جب دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ بہترائیل وہاں کے سب فرشتوں کا سردار، بچی اور عیسیٰ روح القدس نے آکر تعظیم دی۔ اور بہترائیم سے ملاقات کی۔

تیسرا آسمان

تیسرے آسمان پر بہترائیل سب فرشتوں کے سردار ملے اور یوسف علیہ السلام نے بھی آپ سے ملاقات کی۔

چوتھا آسمان

چوتھے آسمان پر بہترائیل نے آپ سے معاف کیا اور ادریس سے ملاقات ہوئی۔ جب وہاں سے آگے بڑھے۔ عزرائیل نے تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا۔ عزرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت کام خلق اللہ کے سیرے سپرد کئے ہیں ایک لمحہ کی فرصت نہیں کہ بات کروں۔ آج اللہ کا حکم ہوا کہ آپ سے بات کر رہا ہوں اور حالات روحوں کے قبض اور موت کے معلوم کر کے آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔

پانچواں آسمان

بعد ازیں آپ پانچویں آسمان میں داخل ہوئے اور بعد گفتگو سے معمولی

لے اس فرشتہ کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی روزی ہے۔

مہترائیل و ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان سے سلام و جواب
و مرحبا بدستور جاری ہوا۔

چھٹا آسمان

جب آپ چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں مہترائیل سب
فرشتوں کے سردار سے معاملہ کیا اور آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام
سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کی امت پر جو فرض کیا جائے وہ
آپ سمجھ کر قبول کریں۔ اس لئے کہ آپ کی امت کی عمر چھوڑی ہے،
اور بہت ضعیف و ناتواں ہے۔ پھر آپ نے دوزخ کے داروغہ (مالک)
سے ملاقات فرمائی۔ اس سے دوزخ کی ماہیت دریافت کی۔ اس نے
دوزخ کی کیفیت ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ ہر سال دو مرتبہ
دوزخ سائنس چھوڑتی ہے جس سے چھ ماہ سردی اور چھ ماہ گرمی دُنیا
میں ہوتی ہے۔

ساتواں آسمان

آپ ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں بہت فرشتے عبادت میں مشغول
دیکھے۔ ان کے علاوہ ایک فرشتہ نیک صورت خوش خلق عظیم الشان کرسی
پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جس کے ہر چار طرف نور چمکتا ہے اور چپ و راست

اُس کے بہت فرشتے نیک صورت جمع ہیں اُس فرشتہ کا نام رضوان اور داروغہ بہشت ہے۔ پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی بیت المعمور سے پیچھے لگائے پیچھے تھے۔ آپ نے وہاں ایک چشمہ بھی دیکھا جسے سلسبیل کہتے ہیں اس سے دو نہریں جاری ہیں۔ ایک کوثر دوسری نہر الرحمتہ۔

سُورَةُ الْمُنْتَهٰی

پھر سُورَةُ الْمُنْتَهٰی کے متصل پہنچے وہاں کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرمائیے۔ سُورَةُ الْمُنْتَهٰی، یہ ایک درخت ہے جس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور شاخیں ساتویں آسمان پر ہیں۔ پتے اس کے ہاتھ کی کان کی مانند ہیں۔ ہر پتہ پر ایک فرشتہ بیٹھا خدا کی تسبیح کرتا ہے اور اس کے پھل ہجر کے مشکوں کے برابر ہیں۔ اس کو سُورَةُ الْمُنْتَهٰی اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر فرشتے علوم اولیاء کے اسی تک پہنچتے ہیں۔ آگے نہیں جاسکتے۔ اور یہ جبریلؑ کے رہنے کی جگہ ہے۔ حیب آپ وہاں سے چلے جبریلؑ جو ساتھ تھے پیچھے ہوئے آپ نے عذر کیا انہوں نے کہا کہ آپ کا رتبہ خدا کے نزدیک مجھ سے بہت زیادہ ہے آپ آگے چلئے پھر حجاب وزلیعت کے پاس پہنچے۔

حجاب وزلیعت

جبریلؑ نے یہاں پردہ کو ہلایا۔ اس کے فرشتے نے کہا کون ہے جبریلؑ نے کہا۔ میں ہوں جبریلؑ اور ساتھ میرے فخر عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں۔ فرشتے نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر، غیب سے ندا ہوئی صدق
عبدی انا الکر انا الکر پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
ارشاد ہوا میرے بندہ نے سچ کہا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں
فرشتہ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ارشاد ہوا صدق
عبدی انا رسل محمد فرشتے نے کہا حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی الْفَلَاحِ
ندا ہوئی صدق عبدی و دعنا الی عبادتہ اور پروردگار نے ہر قسم پر
موذن کی تصدیق کی (اسی رات نماز فرض ہونے والی تھی اس لئے اذان
کی اعلام نماز ہے۔ آپ کو فرضیت کے پہلے سنائی گئی۔ تاکہ آپ یاد کر لیں)
اس کے بعد اُس فرشتے نے پرشے سے لوح نکال کر آپ کو اٹھایا۔ جبریل
نے توقف کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسی جگہ مجھ سے جدا ہوتے ہو۔ جبریل نے کہا
کہ ہم سب کی جگہ مقرر ہے۔ اگر آگے بڑھوں حل جاؤں اور رخصت چاہی۔
آپ نے فرمایا کہ اسی جگہ کوئی دوست، دوست کو چھوڑتا ہے کہا کہ یہاں تک
میں آپ کے سبب پہنچا ورنہ میرا مقام سدرۃ المنقیٰ تک تھا آپ نے فرمایا
تمہیں خدا کی کچھ حاجت ہے۔ عرض کیا کہ یہ باز و صراط پر چھاؤں تاکہ آپ
کی اُمت کو سلامت اتاروں الغرض آپ جبریل امین سے رخصت ہو کر مقام
مستوی میں پہنچے۔

مقام مستوی

مستوی موضع بلند کو کہتے ہیں اور یہ مقام سب مقامات سے بلند ہے

اُس وقت برق برق رفتار چلتے سے عاری ہوا اور رفعت عرش تک سواری ہوا۔

رفعت

رفعت بچھونے کو کہتے ہیں اور وہ مسند سبز زریں نورانی مثل تخت رواں کے تھا۔ آپ اُس پر سوار ہوئے اور ستر ہزار پرے طے کئے۔ ایک پردہ سے دوسرے پردہ تک پانسو برس کی راہ ہے جس پردہ کے قریب آواز آتی کون ہے۔ فرشتہ کہتا میں فلاں پردہ کا حاجب ہوں اور میرے ساتھ رسول مکرم ہیں۔ پھر اُس پردہ کا فرشتہ اللہ اکبر کہہ کر آپ کے ساتھ ہولیا۔ آخر وہ راہ طے کر کے مقام اسرائیل میں پہنچے اور عرش نے جلدی وہاں سے اٹھا لیا۔

عرش بریں

عرش کے تین سو بارہ منبر ہیں۔ آپ نے بائیں طرف ایک منبر عظیم الشان جڑاؤ قسم بہ قسم جواہرات کا دیکھا۔ دائیں طرف کے سب منبر اور پیغمبروں کے واسطے ہیں اور بائیں طرف کا منبر حضور کا ہے۔ عرش کے دائیں طرف بہشت ہے اور بائیں طرف دوزخ۔ آپ نے عرش پر چاہا کہ نعلین مبارک اتاریں۔ عرش بٹنے لگا۔ حکم ہوا کہ ”حبیب میرے نالین نہ اتارو۔ پہنے چلے آؤ، تاکہ عرش کو قرار ہو۔“ آپ نے عرش کیا کہ ”خداوند اُمّی کو حکم ہوا تھا کہ پہلے چائیں روزے رکھو اور نعلین اتار کر طور سنیا پر آؤ۔ اور عرش کوہ طور سے کہیں زیادہ محظّم اور پر نور ہے۔ پھر نعلین کیوں نہ اتاروں۔ خطاب ہوا کہ

”اے میرے محبوب موسیٰ“ کو اس واسطے نعلین اتارنے کا حکم دیا تھا کہ خاک وادی مقدس کی اُس کے پاؤں میں لگے تاکہ اُس کو بزرگی حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ حیب میں نے عرش کو بنایا تو اُسے قرار نہ تھا ہمیشہ جنبش کرتا تھا۔ میں نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ ایک رات ہم اپنے محبوب کو بلائیں گے اور اُس کی نعلین کا گوشوارہ تجھ کو عطا کریں گے۔ اس وعدہ پر عرش کو قرار ہوا۔ اور اُسی وقت سے عرش بریں نعلین کا مشتاق ہے۔ ”حبت آپ تمام حجاب طے کر چکے اکیلے رہ گئے۔ اس وقت خوف غالب ہوا۔ ابوبکرؓ کی آواز کان میں آئی۔ حیران تھے خدا یا ابوبکر یہاں کیونکر آگئے۔ ناگاہ حضرت عزت سے خطاب ہوا ”اے میرے حبیب صلوٰۃ میری رحمت ہے آواز ابوبکرؓ کی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا رخسار اور مونس و وفادار ہے۔ پس ایسے مقام پر مونس کی آواز سن کر وحشت تیری رفع ہوگی اس واسطے میں نے ایک فرشتہ بصورت ابوبکرؓ پیدا کیا۔ آواز اُس کی مثل ابوبکرؓ کے ہے۔ اُس نے آواز دی اس وقت تیری وحشت جاتی رہی“

تاب توسین

تاب توسین اودنی۔ وصل محب و محبوب ہے۔ تیر و کمان کے ذکر سے آیا کرتا ہے۔ عرب کی عادت تھی حیب دو شخص معاہد کرتے دو کمانیں جوڑ کر باتفاق ایک تیر اُن سے چھوڑتے۔ اُس وقت چھڑ جاتا۔ جو ایک کا دشمن ہے وہ دوسرے کا دشمن ہے، جو

ایک کا دوست وہ دوسرے کا دوست۔ پس توسین اُس کی طرف اشارہ ہوا۔ جو معاہدہ آپس میں ہوا۔ اُسی طرح پروردگار عالم اور آنحضرتؐ میں بھی پھیرا کہ جو حضورؐ کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے اور جو آنحضرتؐ کا دشمن وہ خدا کا دشمن، چونکہ یہ مقابلہ اس امر کا مقتضی ہے کہ کبیر ایک دوست کا دوسرے سے مخفی نہ رہے۔ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اس وقت اپنے حبیب کو علم ملک و ملکوت اور اسرار جبروت و لایوت سے مطلع فرمایا۔

اس کے بعد آپؐ ستر ہزار پردہ نور سے گذر کر مقام ولی فتلی تک پہنچے اور خلوت کردہ قلاب توسین اودائی میں یاریاب ہوئے، حکم ہوا محبوب میرے آؤ۔ تمہیں اپنی سلطنت کا دولہا دکھلائیں۔ وہاں ایک مکان عالیشان دیکھا جس کی شیشین پر پردہ پڑا تھا۔ جب قلاب اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ خود ”حضور پر نور“ کا شبیہ جلوہ افروز ہے۔ سبحان اللہ۔

روایت ہے کہ جب آپؐ ستر ہزار پردہ نور سے گذر کر قلاب توسین میں پہنچے تو وہاں نور احمدیت کا ظہور ہوا۔ آپؐ نے اُسی وقت سر مبارک سجیہ میں رکھا۔ المدعا بہ سبب اس فردنی اور عاجزی اور شکر گزاری کے حضرت رسالتؐ نے اُس مقام عالی سے بھی تجاوز فرمایا۔ یہاں تک کہ آپؐ میں اور جناب احمدیت میں فاصلہ دو کمان کا یا اُس سے کم رہ گیا، جب آپؐ آگے بڑھے ہیبت سے وحشت طاری ہوئی۔ اس وقت پروردگار نے دست قدرت

اپنا آپ کے شانوں کے بیچ میں رکھا۔ اس کے رکھنے سے علم اولین و آخرین حاصل ہوا۔ کہتے ہیں جب رسالت مآب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام جلال و ہیبت میں پہنچے خوف آپ کے دل پر غالب ہوا۔ ناگاہ ایک قطرہ عرش سے ٹپکا آپ نے نوش کیا۔ کوئی چیز اس سے زیادہ شیریں نہ چکھی تھی۔ بجز نوش فرمانے کے اگلوں اور کچھلوں کا علم حاصل ہوا۔

راز و نیاز اور مروی

جب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرف قرب اُحم اور دیدار سے مشرف ہوئے۔ آپ نے بالہام ربانی کہا :-

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ
وَالطَّيِّبَاتُ۔
سب عبادتیں ربانی اور بدنی اور مالی اللہ کے لئے ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے فرمایا :-

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
سلام تم پر ہے پیغمبر اور رحمت خدا کی اور برکتیں اُس کی۔

پھر آپ نے فرمایا :-

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ۔
سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر

فرشتوں نے کہا :-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی لائق عبادت کے

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ | نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتے ہیں
وَرَسُولُهُ ۝ | کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا ”اے میرے حبیب جو کچھ میں نے اور تو نے
اور فرشتوں نے اس وقت کہا اُس کو ہر نماز کے قعدے میں پڑھنا۔ بعد
اس کے رحمت اللعالمین نے اپنی اُمت کے واسطے درگاہ غفور رحیم میں
دعا کی۔ جناب کبریائے اُسے قبول فرمایا اور بہشت کی سیڑ کے واسطے حکم
ہوا۔ آپ نے ازارع النوازع کے مکانات اقسام اقسام کی نعمت۔ رنگ
بزرگ کے نعمائے بہشت ملاحظہ فرما کر شکر خدا بجالائے۔ اس کے بعد دوزخ
کے دیکھنے کو متوجہ ہوئے۔ حضرت شفیع الائم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ
کو دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں گریہ و زاری کرنے لگے۔ ناگہاں خطاب آیا
کہ ”اے حبیب رب العالمین وائے شفیع المذنبین آپ ہرگز ملول خاطر
نہ ہوں قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ
آپ خوش ہو جائیں گے“ پھر حق تعالیٰ نے یاد دلایا کہ اے حبیب جبریلؑ کا
سوال تو قبول کیا۔ آپ نے عرض کیا یا الہی تو دانا و بینا ہے اور سوال تو
اُس کا خوب جانتا ہے۔ حکم ہوا ”میں نے منظور کیا۔“

اللہ اللہ یہ رات عجیب رات ہے۔ اس رات کی کیا بات ہے۔
اللہ پاک کی رحمتوں کا سید نزول ہے کسی کو نقد مدعا و حصول ہے وہاں
جہاں میں شانِ کریم کا نور ہے طبقاتِ زمین و آسمان میں نور ہی نور ہے
آج نیرنگی کا دھوا پیرنگی کی دھن سے ہم آغوش ہے خلوتِ خانہ توحید

میں فرحت و انبساط کا جوش ہے جس محبوب پر دانی امین میں ہزاروں
پیرے تھے آج بے نقاب ہے۔ وہ معشوق جس کی ادنی جھلک نے حضرت
موسیٰ کو پہنچا دیا تھا۔ اس رات بے حجاب ہے۔ طالب سے مطلوب،
مطلوب سے طالب، مسرت کی عید ملتے ہی غنچہ ہائے دل اس طرح
چٹک چٹک کر کھلتے ہیں۔

الغرض بعد حصول اس دوست کے درگاہ رب العزت سے پچا ہر
وقت کی نماز اور چھ ماہ کے روزے ہر سال آپ کی امت پر فرض کئے گئے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصیت کو یاد کر کے عبادت کی تحفیف میں بہت
سہی کی۔ آپ نے سر مبارک سجدے میں رکھ کر الحاح و زاری کی اور عرض
کیا کہ یا الہی امت میری ضعیف و ناتوان ہے اور عمر محدودی اس قدر
بارگراں نہ اٹھا سکے گی۔ حکم ہوا کہ پانچ وقت کی نماز اور ایک ماہ کے روزے
منظور ہیں۔

نوے ہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی کے ارشاد ہوئے اور
تمام مقصد اور مطلب آپ کے خاطر خواہ راست ہوئے پھر باری تعالیٰ
کی بارگاہ سے رخصت چاہی۔

مراجعت

بعد قرب تمام جناب خالق کریم و حصول شرف کلام و دیدار، اور
دیگر نعمائے عظیمہ آپ نے مراجعت فرمائی۔ خزاں برکات و مراجم تحیات

سے مالامال ہو کر لی بی اُہانی کے گھر دولت خانہ نبوت کا شانہ میں تشریف لائے اور جبریلؑ، خواجہ کائنات کو مکان پر پہنچا کر واپس ہوئے۔ بستر مبارک کو گرم اور زنجیر حجرے کی سنوز ہلتی ہوئی پانی جس جگہ دھنوکیا وہاں پانی بہتے دیکھا اور صبح بعد نماز فجر حکایات معراج کی بیان کیں۔

روضۃ الاحباب میں زمانہ آمد و رفت تین ساعت لکھا ہے پس اس عالم میں اثر توقف اور طول سیر کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی و دیگر صوفیہ کرام نے لکھا ہے کہ معراج میں آپؐ کا تشریف لیجانا از قبل علم آخرت ہے کہ اس علم میں بڑی گنجائش ہے ایک لمحے میں عدد ہزار سال کے کام ہو سکتے ہیں۔

تصدیق معراج

صبح آپؐ نے اس حال کو بیان فرمایا۔ کفار نے جھٹلایا اور ٹھٹھا کرنے لگے۔ بعضوں نے ان میں سے جھپٹ کر ابو بکر صدیقؓ سے کہا کہ تم اب محمدؐ کو سچا کہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ رات کو میں بیت المقدس اور سب آسمانوں کی سیر کر آیا۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو بیشک سچے ہیں اور آپؐ کے حضور میں حاضر ہو کر احوال معراج سن کر بخوبی تصدیق کی۔ اسی سبب سے اُن کا لقب صدیق ہوا۔

قریش نے کہا کہ آسمان کا حال تو ہمیں معلوم نہیں مگر بیت المقدس کو ہم نے دیکھا ہے اور خوب جانتے ہیں کہ تم وہاں کبھی نہیں گئے ہو۔

کھلا نقشہ بیت المقدس اور شرح اُس کے مکانات کی تو بیان کرو۔ آپ رات کو تشریف لے گئے تھے اور کچھ ضرورت آپ کو نقشے کے دریافت کرنے کی نہ تھی۔ بایں جہت آپ کو نقشے کے بیان میں تامل ہوا۔ تو جبریلؑ نے بیت کو آپ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ آپ نے دیکھ کر بخوبی نقشہ بیان کر دیا۔ کا فلا جواب ہوئے۔

بیت المقدس جو خاص سبیل سلیمانی سے عبارت ہے۔ سخت نصر کے حادثہ میں گرایا گیا اور پھر جو اُس کی تعمیر ہوئی تو اُس کو اُلطائیکہ کے بادشاہ انٹیوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر ہی گرایا گیا۔ پھر اُس کے بعد جو تعمیر شروع ہوئی اور وہ تعمیر حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تیار نہیں ہوئی تھی جس کی سرپرستی ہیرودس حاکم شام کرتا تھا جو قیصرہ روم کا ماتحت تھا اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود سے چھینا ۴۰ برس بعد روم کے قیصر طیطوس نے یسوع و بنیاد سے گرا دیا۔ اور اُس پر ہل چلوا دیئے۔ پھر جو کسی نے اس کی تعمیر کا قصد کیا تو تہ کر سکا۔ اس کی بنیادوں میں مذلوں کے بعد تک آگ کے شعلے بجکتے تھے جو قہر الہی تھا۔ یہود کی مسیح کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے آخر وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی۔ وہاں خس و خاشاک اور بول و براز پڑا رہتا تھا۔ پھر اس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا۔ یہ بات عیسائیوں اور محمدیوں کی تاریخ میں بالالفاظی مانی گئی ہے پس آپؐ نے نماز وہاں کیونکر پڑھی اور اُس کے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے

اس عہد کے بیشتر صد ہا سال سے ہی اُس کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اُس کے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟ ہاں شاہ قسطنطین کا گرجہ اس عہد میں موجود تھا۔ پس اس میں آپ نے نماز پڑھی ہوگی۔ اور اسی کو شاید آپ مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔ اسی ہی کے عرب نے نشان پوچھے ہوں گے جن کو وہ شام میں جاتے وقت دیکھا کرتے تھے۔ وہی نشانات آپ نے بتلائے ہوں گے اب اہل اسلام کو مذہب عیسوی اور شاہ قسطنطین کے عہد کا مذہب صحیح تسلیم کرنا پڑا۔ اور اسی کو مسجد اقصیٰ کہنا چاہئے اور اُس کی تعظیم بجا لانی چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں کرتے بلکہ عمرؓ نے قدیم جگہ مسجد بنائی۔ جس کو آج کل مسلمان مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس کہتے ہیں۔ غرض جو کچھ ہوا اُس کی حقیقت کے روبرو مکہ میں حاضر ہونے کے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جن کو کوئی تسلیم نہیں کرتا۔

یہ تمام تقریر محمد عیسائیوں کی مصلح کاری ہے۔ عوام اہل اسلام کو فریب دینے کے لئے کہ مسجد اقصیٰ بیشک وہی ہیکل سلیمانی ہے جو اُس عہد میں منہدم پڑی تھی۔ پھر کوئی مسجد مقدس منہدم ہو جائے تو کیا اُس کی تعظیم و عظمت و برکت ان عمارات کے گرنے سے جاتی رہتی ہے؟ ہرگز نہیں اگر ایسا ہو تو وہی ہیکل جس کو بخت نصر کے بعد عزیر علیہ السلام کے لئے انبیاء نے تعمیر کیا۔ چاہئے کہ وہ مقدس ہیکل نہ رہے کیونکہ وہ عمارت اور تھی یہ اور اسی طرح اور عمارات بدلتی گئیں۔ پس معلوم ہوا کہ عمارات کو اس میں کچھ دخل نہیں ہوں، یا نہ ہوں پرانی ہو جائیں یا بدل جائیں۔ وہ جگہ وہی کہانی

اُس کی وہی تعظیم باقی رہتی ہے۔ پس آپ نے اس قدیم جگہ پر نماز پڑھی۔ اور اُسی کو آپ مسجد اقصیٰ کہتے تھے۔ کیا منہدم جگہ پر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ رہا لوگوں کا عمارات سے سوال تو وہ خاص مسجد اقصیٰ سے نہ تھا۔ جیسا کہ معترض سمجھ گیا بلکہ آپ کے امتحان کے لئے اس جگہ کی اُن عمارات سے سوال تھا جو اُن کے زمانے میں موجود تھیں۔ خواہ وہ قسطنطین کا گرجا ہو یا کوئی اور اور مجازاً عرف عام میں سب کو بیت المقدس کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں۔ بلکہ بیت المقدس کا اطلاق تمام شہر یروشلم پر ہوتا تھا۔ اور اب تک ہوتا ہے۔ ہاں مسجد اقصیٰ خاص اسی جگہ کا نام ہے۔ آپس قرآن حکیم میں صرف مسجد اقصیٰ تک جاننا مذکور ہے۔ خواہ وہ منہدم ہو یا نہ ہو اور احادیث میں وہاں نماز پڑھنا مذکور ہے سو وہ بھی ممکن خواہ منہدم ہو خواہ عمارت ہو اور ان لوگوں کا سوال بھی بیت المقدس کی بعض نشانوں سے تھا نہ کہ مسجد اقصیٰ کی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

”میں مقام حجر میں تھا اور فرش معراج کے بارہ میں سوالات کرتے تھے اور بیت المقدس کی بعض چیزیں پوچھتے تھے کہ جو مجھے خوب یاد نہ رہیں تھیں۔ تب میں ایسا گھبراہٹا کہ ایسا کبھی نہیں گھبراہٹا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب دور کر دیا اور میری نظر میں بیت المقدس تھا جو پوچھتے تھے میں جواب دیتا تھا۔“

اس کے علاوہ فرش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کیلئے گئے ہوئے تھے

قریش مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ رات بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو راستے میں ضرور دکھائی دیئے ہوں گے۔ اگر آپ سچے ہیں تو ان کی پوری کیفیت بیان فرمائیے کہ اُس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اُس وقت کیا کر رہے تھے۔ اور ان میں کیا واقعہ ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان کی سب مفصل کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ وہ واپس ہو گئے۔ بدھ کے روز مکہ میں داخل ہوں گے۔ اُس دن قافلے قریب شام تک نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے دن کو اتنا بڑھا دیا کہ قافلے مکہ میں داخل ہو گئے۔ اور جب وہ قافلے آئے لوگوں نے اُن سے سوال کیا کہ فلاں شب تم کہاں تھے۔ اور کیا معاملہ تم میں گذرا تھا۔ انہوں نے وہی بیان کیا جس کی فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔ بالجملة خدا نے تعالیٰ نے ہر طرح اس عطیہ عظمیٰ کی صورت تصدیق نمایاں کی۔

ماہتاب اگرچہ سیاروں میں چھوٹا ہے مگر حرم اُس کا زمین سے بہت بڑا ہے۔ بسبب گردش فلک اور اپنی حرکت سے مغرب تا مشرق ہزاروں برس کی راہ ایک لحظے میں طے کر لیتا ہے جب یہ سیر سرعت ماہتاب سے کہے عند العقل محال نہیں تو انتاب نبوت کا جس کے نور سے سب کچھ پیدا ہوا ہے اگر محوڑی سی رات میں عرش کے اوپر جائے اور آئے تو کیا عجیب ہے۔ شیطان کہ بدترین خالق اللہ سے ہے وہ ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جاتا ہے تو جو شخص کہ بہترین مخلوقات پر

اگر کھڑی رات میں آسمان پر جائے اور آئے تو کیا محال اور تعجب ہے۔
 فرشتہ جبریلؑ وغیرہ ہزاروں بار آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور جاتے
 ہیں۔ اگر ایک بار فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب فرشتوں سے بہتر اور افضل
 ہیں۔ زمین سے آسمان پر تشریف لے جائیں تو کیا بعید ہے۔ نور البصر انسان
 کا بجز د آنکھ کھولنے کے ساتویں آسمان کے ستاروں تک اور وہ جسم شریف کہ
 کروڑوں درجہ نور بھر سے پاکیزہ ہو۔ اگر وہ ایک رات میں قدرت الہی سے
 آسمان پر پہنچے تو کیا حیرت کی بات ہے (اسی طرح ہزاروں دلیلیں ثبوت
 مہراج فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجود ہیں۔ مگر اس جگہ طوالت کلام
 باعث نہیں تھیں پس اہل ایمان کے نزدیک اس قدر ہی کافی ہے

سوال باب

ہجرت

۱۲۲ھ

نبوت کے گیارھویں سال قبیلہ خزرج کے چھ آدمی حج کرنے کے لئے
 مدینہ سے آئے آپ نے ان کو اسلام کی خوبیاں سمجھائیں اور انہوں نے سچے
 دل سے اسلام قبول کر لیا۔ جب یہ لوگ واپس گئے تو ہر کسی سے اس کا
 تذکرہ کیا اور گھر گھر آپ کا ذکر کیا۔

بیعت عقبی اولیٰ

نبوت کے بارہویں سال مدینہ کے بارہ معزز آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور درخواست کی کہ حضور مدینہ تشریف لے آئیں۔ تو ہم لوگ جان و مال سے حضور کی خدمت کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ایک پہاڑی کی گھاٹی پر بیٹھ کر ان سے اس بات کا عہد لیا اگر آنحضرت مدینہ تشریف لائیں تو ہم دل و جان سے ساتھ دیں گے اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ آپ نے مصعب ابن عمیر کو جو عبد مناف کے پوتے اور پرانے مسلمانوں میں تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ بھیج دیا تاکہ وہاں دین پھیلا میں

بیعت عقبی ثانی

نبوت کے تیرھویں سال مدینہ سے ۵۰ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور کہا کہ حضور مدینہ تشریف لے چلیں۔ آپ نے ۵۰ مشہور آدمیوں سے پھر اسی گھاٹی پر بیعت لی جسے عقبہ ثانی کہتے ہیں۔ اس وقت سے آپ کے چچا عباس بھی تھے۔ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ غز غلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں بڑی عزت رکھتے ہیں۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ہم ہمیشہ ان کا ساتھ دیتے رہے۔ اگر تم مرنے دم تک ان کا ساتھ سے سکو تو بہتر درجہ ابھی بڑا دیدہ۔ برا اور اہم (سردارانِ یثرب) نے کہا یا رسول اللہ ہم سے

اور یہودیوں سے تعلقات ہیں۔ بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے ایسا نہ ہو کہ جب اسلام کو قوت اور طاقت حاصل ہو جائے تو آپؐ ہم کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ آپؐ نے مسکرا کر فرمایا "تمہارا خون میرا خون ہے۔ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔" دونوں طرف سے قول و قرار ہو کر بنیاد اس کام کی مستحکم کی۔ اور بارہ آدمی ان ستر آدمیوں میں نقیب انصار کے مقرر ہوئے جب اس قول و قرار اور بیعت کی خبر قریش کو پہنچی وہ نہایت ہی بے قرار ہو گئے۔ اہل مدینہ کی تلاش کرنے لگے لیکن انصار اپنے وطن کو روانہ ہو چکے تھے۔ جب اصحابوں کو چائے من مکتہ سے نزدیکے مسیر نہ ہوئی اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گذری تو آپؐ نے غریب مسلمانوں پر کفار کی سختیاں دیکھ کر مدینہ جانے کی عام اجازت دیدی۔ حکم ہوتے ہی انہوں نے جانا شروع کر دیا جن میں عمار یا سر سعد بن ابی ذناص اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔

روانگی بجانب مدینہ

آخر میں خود فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کرنی چاہی قریش کے لوگوں کو بھی اس کی خبر مل چکی تھی۔ انہوں نے آپؐ کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خبر دیدی تھی اور آپؐ ہجرت کی پوری تیاری کر چکے تھے۔ آپؐ نے نہایت ہی اطمینان سے حضرت علیؓ کو اپنی چار پالی پر لٹایا اور دونوں اپنے گھروں سے صبح الاول سالہ نبوی شہد دو شنبہ ۸ ماہ بعد معراج نکل کر مکہ کے پاس ہی ثور نام ایک پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ گئے

صبح کو کافرون نے آپ کی کھوج شروع کی اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے اٹس غار کے
 منہ تک آگئے۔ مگر آپ کے غار میں داخل ہونے کے بعد غار کے منہ پر مگرہی نے
 جالاتن دیا تھا جب کھوج لگانے والوں نے کہا کہ آنحضرت اس میں ہیں۔ تو کفار نے
 بڑا مذاق اڑایا۔ اور کہا اگر اس میں کوئی شخص گھستا تو جالا کیسے سلامت رہ سکتا تھا
 غرض کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بال بال بچایا۔

۲۔ فخر و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ تین دن تک اس غار میں
 رہے حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ رات کو آکر مکہ والوں کے حالات اور مشوروں
 کی خبر دیا کرتے تھے کچھ رات گئے حضرت ابوبکرؓ کا غلام چپکے سے یہاں بکریاں لے آتا
 آپ اور حضرت ابوبکرؓ ان کا دودھ پنی لیتے۔ چوتھے دن آپ اور حضرت ابوبکرؓ غار
 سے نکلے ایک رات دن برابریوں ہی چلتے رہے۔ قریش نے اشتہار دیا کہ محمدؐ صلی اللہ
 علیہ وسلم آیا ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا اُس کو تنوادرِ نٹ انعام میں دئے جائیں
 گے۔ صراقہ بن حبشم انعام کی لالچ میں نکلا راہ میں آپ کو دیکھ لیا۔ اور چاہا کہ گھوڑا
 دوڑا کر نزدیک پہنچ جائے لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔ دوبارہ گھوڑا
 دوڑایا۔ گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمیں میں دھنس گئے تب وہ سمجھا کہ یہ
 ماجرا کچھ اور ہے۔ حضرت بنی نہمر کی۔ اے خدا کے رسول! امن بخشا جائے
 حضورؐ نے اس کی درخواست قبول فرمائی۔

مکدیشم

۱۔ اندرون کے احادیث کل مقدس و متبرک مقاموں میں چار مقام افضل اعلیٰ

ملنے گئے ہیں۔ ایک مکہ معظمہ، دوسرے مدینہ منورہ، تیسرے عرش معلیٰ۔ چوتھے
بیت المقدس اور ان چاروں میں مدینہ افضل مانا گیا ہے۔ اور یہ فضیلت اور
عظمت مدینہ کی زمین کے اس ٹکڑے کی وجہ سے ہے کہ جس سے جسم مبارک
جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ملا ہوا ہے۔ یہ ٹکڑہ سب سے افضل و اعلیٰ نور
اظہر ہے اور یہ تمام خوبیاں اور مساوی برکتیں حضور پر نور جناب رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کے پاک قدم کی بدولت ہیں۔

۲۔ مدینہ عربی میں شہر کو کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یثرب
تشریف لے آنے کے بعد یثرب کا نام "مدینہ النبی"۔ نبی کا مدینہ یعنی شہر مشہور ہوا
اور اس وقت سے اس کا نام مدینہ ہو گیا۔

۳۔ مدینہ کے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہو چکی تھی۔
اور سب پر انتظار کا عالم تھا۔ چنانچہ بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۳ سالہ نبوی کو
مدینہ میں داخل ہوئے اور چودہ روز تک قبا کے محلے میں کلثوم بن ہرم کے ہمان
رہے۔ حضرت علی مرتضیٰ بھی پہنچ چکے تھے۔

پہلی مسجد

مدینہ سے تین میل باہر کچھ اونچائی پر پہلے سے ایک چھوٹی سی آبادی تھی۔
جسکو عالیہ اور قبا کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے کئی معزز گھر لگے رہتے ہیں۔ قیام کے
زمانہ میں حضور نے خود اپنے ہاتھ سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی تھی۔ جس کا نام قبا کی مسجد
ہے۔ اس نواح میں مسلمانوں کی سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔

پہلا جمعہ

چودہ دن کے بعد آپ نے شہر مدینہ کا رخ کیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ راہ میں نبی سالم کے محلہ میں نماز کا وقت آگیا۔ یہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں پہلی نماز جمعہ تھی۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا یہ خطبہ ایسا تھا کہ جس نے سنا اثر میں ڈوب گیا۔

نشانِ اسلام

اگرچہ کلثوم بن ہرم کی التجا تھی کہ آپ ابھی کچھ دن رہیں مگر اہل مدینہ کے اشتیاق اور محبت نے ان کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیا۔ جس وقت آپ روانہ ہوئے تو ہمراہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بوقت داخل ہونے مدینہ آپ کے ساتھ نشان ضرور ہو تو ابو ہریرہؓ نے جوش عقیدت میں سر سے اپنا سبز عمامہ تار کر تیز سے پر باندھ لیا۔ علم بردار بن کر آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کے علم کا رنگ اسی وجہ سے سبز ہے۔

مدینہ میں داخلہ

نماز کے بعد فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ آپ کے تنہا لی رشتہ دار بنو نجار ہتھیار لگا کر آپ کو لیتے آئے۔ قبا سے شہر مدینہ تک ہر قبیلہ کے معزز لوگ دو دو یہ کھڑے تھے۔ آپ جس قبیلہ کے آئے سے گذرتے وہ عرض کرتا کہ اے خدا کے

یہ گمزیہ مال یہ جان حاضر ہے آپ شکر یہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے۔ شہر قریب آیا
تو مسلمانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ عورتیں چھتوں پر نکل آئیں اور گلے لگیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مَنْ شَيْآتُ الْوَدَاعِ
وَدَاعِ کی گھائیٹوں سے

چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل آیا
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے
جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں

بنو بخاری لڑکیاں جنکو حضور کے تنہا لی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل تھا
خوشی میں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی تھیں۔۔۔۔۔

ہم بخار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں

ابے ہے محمد ہمارے پاس بسین گے

۲۰ ربیع الاول ۳۰ نبوی بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ ارادتمند

مدینے والوں کو مسرت کا جوش اور ارادت کے اظہار کا دلولہ اس درجے تک تھا کہ ہر ایک
کی یہی خواہش تھی کہ آپ میرے ہی گھر میں اتریں۔ مگر آپ نے کسی کی دلشکنی کو گوارا
نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ جہاں میری اونٹنی جا کر خود بخود بیٹھ جائے گی میں وہیں اتر
پڑونگا۔ اس خبر کے سنیے سے سب منتظر تھے کہ دیکھیں اونٹنی کہاں بیٹھتی ہے۔

اور بڑی سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔ آخر کار اس جگہ پر جہاں اب مسجد
نبوی ہے۔ اونٹنی بیٹھ گئی۔ اُس وقت آپ کی پیشانی مبارک پر پسینا آگیا۔

اور چہرہ مبارک بدل گیا۔ یہ نزول وحی کے وقت کی ایک حالت تھی۔ جو آپ پر
طاری ہوئی۔ اس کے بعد اونٹنی اٹھی۔ کچھ قدم آگے چل کر پھر مڑ کر وہیں آگئی

جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ یہ دوبارہ بیٹھنا آخری فیصلہ تھا۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی کہ اونٹنی اٹھے مگر وہ نہ اٹھی چونکہ اس مقام کے پاس جہان اب مسجد نبوی ہے۔ ابو ایوب انصاری کا گھر تھا۔ جو بخاری کے خاندان سے تھے۔ اس لئے اب انہیں کے یہاں مہمان اترے اور ہر طرح کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچایا۔ حضرت سات مہینے انہی کے گھر رہے۔ جب مدینہ میں آپ کو ہر طرح امن و امان کے ساتھ رہنے کا یقین ہو گیا۔ تو آپ نے کچھ دن کے بعد اہل و عیال کو بھی بلوایا۔ ان کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والے بھی آ گئے۔

مسجد نبوی

مدینہ میں خدا کے فضل سے آپ کو اپنے خالق کی عبادت اور لوگوں میں سچے دین کی اشاعت کرنے کی پوری پوری آزادی تھی۔ کسی معاملہ میں کوئی روکتہ والا نہ تھا۔ مگر ان باتوں کو پورا کرنے کیلئے کافی امکان نہ تھا۔ اس لئے جس طرح آپ نے مقام قبلہ میں سب سے پہلے مسجد بنوائی اسی طرح مدینہ میں بھی آرام اور اطمینان حاصل ہونے پر سب سے پہلے مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اور وہی مقام جہان اب کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔ اسی مطلب کیلئے پندرہ کے ہاجرین اور انصار کے ساتھ ملکر مسجد بنائی۔ جس موقع پر انیٹین بنائی گئی تھیں۔ وہ اب تک مدینہ مطہرہ میں موجود ہے۔ مسجد کی عمارت نہایت سادی تھی مسجد کے قریب ہی اپنے لئے چند کوکڑیاں بنوائیں۔ جن میں آپ اور آپ کے گھر کے لوگ (اہلیت) رہنے لگے۔

صفہ والے

صفہ عربی میں چوترا کو کہتے ہیں۔ مسجد نبوی کے صحن میں ایک چوترا بنایا گیا تھا۔ یہ خاص ان لوگوں کیلئے ایک جگہ چھوڑ دی تھی۔ جن کے دل آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کے ایسے مشتاق تھے کہ وہ دنیا کے سب کام اور تعلق چھوڑ بیٹھے تھے۔ یہ بزرگ رات دن خدا کی عبادت اور ایسی ریاضتوں میں مشغول رہتے جو خدا کے حبیب نے ان کے واسطے تجویز کر دی تھی۔ ایسی صورت میں ان کو ستر عورت، اور قوت، لایموت سگے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہ تھی ان کے لباس کا تو ضرورت کے موقع پر آپ انتظام فرما دیا کرتے تھے۔ روزانہ خوراک کا یہ انتظام کر رکھا تھا کہ رات کے وقت آپ ان کو اپنے سامنے بلاتے بعض کو اپنے گھر سے کھانا عطا فرماتے تھے۔ باقی کو ایک ایک دودو کر کے صحابہ میں تقسیم کر دیتے تھے جو ان کو کھانا کھلا دیا کرتے تھے ان ہی بزرگوں کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔

نماز کی تکمیل

مکہ میں چونکہ امن و امان نہ تھا۔ نکلے بند دن نماز پڑھنے کی اجازت تھی اس لئے فرض نماز دو ہی رکعتیں تھیں۔ مدینہ آ کر جب مسلمانوں نے اطمینان کی سانس لی اور مذہب کی آزادی ملی تو ظہر، عصر، عشا کی چار چار رکعتیں پڑی کی گئیں۔ مغرب کی تین رہیں اور صبح میں دو کیونکہ صبح کے وقت لمبی قرارت یعنی رکعتوں کے بدلے زیادہ پڑھنے کا حکم تھا۔

اذان کی ابتدا

مدینہ میں مسلمانوں کی کثرت اور آزادانہ معاشرت کی وجہ سے نماز کے وقتوں میں بہت ہجوم ہونے لگا۔ مگر چونکہ اس وقت تک کوئی ایسا طریق مقرر نہیں ہوا تھا۔ جس سے سب کو نماز کی جماعت کے وقت سے اطلاع ہو جائے اور سب ایک ہی وقت پر حاضر ہو کر شریک جماعت ہوں اس واسطے مسلمانوں کو بڑی دقت پیش آئی۔ جس کے دور کرنے کی تجویز ہونے لگیں۔ کسی نے نماز کے وقت سنکے بجا کر اطلاع دینے کی صلاح دی کسی نے بلند جگہ پر آگ جلانے کی تجویز پیش کی مگر باخدا مسلمانوں کو ان میں سے کوئی بھی بات پسند نہ آئی۔ آخر کار خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور چاند صحابہ رضی اللہ عنہم کو خواب میں یہ کلمات سکھادے جو اب اذان میں پڑھے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں موذن مقرر ہوئے۔

۲۔ اذان سے اوقات نماز کی اطلاع ہی نہیں ہوتی بلکہ اس میں ایسے الفاظ پڑھے جاتے ہیں جن سے خداوند پاک کی عظمت و شوکت بزرگی و کبریائی و وحدت یکتائی اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی بڑے زور کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔

ایک روز صبح سویرے آنحضرت کو جگانے کیلئے بلالؓ نے الصلوة خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) کہا آپ کو یہ فقرہ بہت پسند آیا

اور فریاد آئندہ سے صبح کی آذان میں اسے بھی شامل کر لیا کرو

تحويل قبلہ

بیت المقدس ملک فلسطین میں ایک متبرک مقام ہے۔ اگلے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ بھی اُسی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ۱۶ ماہ بعد بروز پیر ۵ رجب المرجب ۱۰ ہجری کو یہ آیت اتری:-

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
ہم آپ کا بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں۔ ہم ضرور آپ کا رخ ایسے قبلہ کی طرف پھر دیں گے جس سے آپ راضی ہو جائیں گے سو لیجئے رخ مسجد الحرام (بقرہ) رکعبہ کی طرف پھر لیجئے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی آپ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ اُسی حالت میں آپ، اود آپ کے ساتھیوں نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھر لیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ہدایت بھی سنادی۔ اور اسی دن سے بیت المقدس کی جگہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ٹھہرایا گیا۔ مسجد نبوی اور مسجد قبا دونوں میں بیت المقدس کی طرف قبلہ بنا ہوا تھا۔ اس حکم کے بعد ان میں بھی قبلہ کی سمت بدل دی گئی۔ اس وقت بھی آپ نے صحابہ کے ساتھ ملکر کام کیا اسی سال رمضان شریف کے روزے بھی فرض ہوئے۔

روزہ

نماز کے بعد اس سال روزہ کی دوسری عبادت فرمائی ہوئی۔ اس کے لئے رمضان کا مہینہ چنا گیا۔ یہ وہی پاک مہینہ ہے جس کی ایک رات میں خدا کا پیغام اس خاص بندہ پر ترا کے غار میں اُتر اُتھا۔ اس یادگار میں یہ مہینہ عزت اور حرمت کا مہینہ مقرر ہوا۔ اور اس میں اسی طرح دن گزارنے کا حکم ہوا جس طرح اس برگزیدہ نبی نے ان دنوں حرام میں دن گزارے تھے۔ یعنی دن کو کھلنے پینے سے پرہیز اور رات کو خدا کی عبادت

عید

ہر شریعت نے اپنے لئے تہوار کا کوئی دن اپنی خوشی اور مسرت کیلئے مقرر کیا۔ اسلام نے اس کے لئے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کی پہلی کو عید کا دن مقرر کیا۔ اس عید کی دو رکعت نماز پڑھنے کو بتایا۔ تاکہ خدا کے سامنے سب کھڑے ہو کر قرآن کی نعمت اور اسلام کی دولت ملنے پر خدا کا شکر ادا کریں۔ اور اس لئے تاکہ اس خوشی کے دن کوئی بھائی بھو کا نہ رہے یہ انتظام کیا گیا۔ ہر مقدرت والے پر فطر کا صدقہ واجب کیا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا۔ کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ساتھ لیکر ایک میدان میں عید کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد خطبہ دیا۔ جس میں فطر کے صدقہ کی خوبیاں بیان فرمائی۔ یہ عید کی نماز مسلمانوں کی معاشرتی مساوات اور مذہبی خوشی کا سالانہ منظر ہے۔

مواخاۃ مہاجر و انصار

باہمت مہاجرین رضی اللہ عنہم نے اپنے وطن اور شہر کو ایسے طریق سے نہیں چھوڑا تھا کہ اپنا مال و اسباب ساتھ لاسکتے یا بعد میں وہاں سے منگاسکتے۔ بلکہ وہ تو اہل مکہ کے ظلموں سے مجبور ہو کر بے سرو سامان نکل آئے تھے۔ اس واسطے ان میں سے اکثر و ن کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا اور نہ ظاہری جمیعت کا کوئی سامان۔ لیکن انصاری رضی اللہ عنہم، صاحب وطن، صاحب جائداد، اور ہر طرح سے فارغ البال اور آسودہ و خوشحال تھے۔ ایسی حالت میں آپ نے ارشاد الہی کے مطابق ان دو مقبول جماعتوں میں عقد مواخات (بھائی چارہ) کا رابطہ قائم کر دیا۔ اور مدینہ میں مستقل بود باش اختیار کر لی جس کی وجہ سے انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین ایک دوسرے کے دلی قرار پائے گئے۔ اُن بزرگوں نے جس عمدگی اور خوبی کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ وہ اُنہیں قول کے سچے دل کے گھر۔، عالی ہمتوں کا حصہ تھا۔ اُن میں سے ایک جو انہوں نے تو مروت و احسان کا ایسا نمونہ دکھایا کہ جس کی مثال تمام مذاہب میں سے کسی میں بھی نہیں۔ یعنی اُس نے اپنی ساری املاک کا نصف نصف کر کے ادھاپنے پاس رکھ دیا اور ادھاپنے مہاجر بھائی کو دیدیا۔ دین کے واسطے جس قدر کلینین مہاجرین نے اٹھائی ہیں اُن میں سے کس کس کا بیان کیا جائے۔ یہ تو انہیں کئے جگہ تھے کہ ماریں کھائیں قتل کئے گئے۔ جائدادوں سے محروم رہتے بھائی بندوں سے بچھڑے اور آخر کار وطن سے بے وطن ہوئے مگر جس پاک دین کو قبول کیا تھا اس سے منہ نہ موڑا اور جس سچے نبی کی اطاعت کا جوا اٹھایا اُس سے ذرا چین کچین ہوئے اور اپنے مالوں اور جانوں

کو خوشی سے دین پر قربان کر دیا۔

مدنی زندگی کے ابتدائی مصائب

یورپین مورخین تو لکھتے اور کہتے ہیں کہ جب تک فخر عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے اس وقت تک ان میں پیغمبرانہ شان پوری تجلیوں کے ساتھ جلوہ گر رہی۔ جب مدینہ آئے تو سلطنت کے ٹھاٹھ جم گئے اور وہی مسرور قیامت پیدا ہو گئیں۔ جو ایک بادشاہ کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً حرب و ضرب کی تیاریاں، جنگ و جدال کا آغاز، عدالتوں کا قیام، مدارس کا اجرا، احکام کا صدور وغیرہ۔ لیکن یہ ان کی نا فہمی ہے۔ جب وہ آپ کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کے سامنے حضرت موسیٰ اور حضرت سلیمان کی تصویر نہیں ہوتی بلکہ حضرت عیسیٰ کی زندگی ہوتی ہے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حضور نبی کریم صرف نبی اسرائیل کیلئے نہیں بلکہ کل دنیا کی ہدایت کے لئے پیدا ہوئے اور ہر حیثیت اور ہر درجہ کے افراد کے لئے ایک مکمل نقشہ حیات پیش کیا اور ہر شعبہ حیات میں ان کی رہبری کی

۲۔ آپ کے سامنے صرف اعتقادات ہی کی اصلاح کا کام نہ تھا بلکہ آپ کو دنیوی رونق و شادابی کے لئے دنیا میں زندگی بسر کرنے اور شائستہ اور شریفانہ اوضاع اختیار کرنے کی راہیں بھی واضح کرنی تھیں پر آپ نے اپنی طرف سے کوئی اقدام نہیں کیا تھا۔ بلکہ ابتدا قریش ہی کی طرف سے ہونی تھی۔ مسلمان تیرہ برس تک منظرِ زمانہ اور سکیانہ زندگی بسر کر چکے تھے۔ اور اپنی جانیں لیکر اور وطن چھوڑ کر یہاں پہنچے تھے اور اطمینان کا سانس لیا تھا مگر جب یہاں بھی انہیں چین سے نہ بیٹھ دیا تو وہ بھی آخر انسان تھے گوشت و پوست کے بنے ہوئے تھے۔ اپنے سینوں میں دھڑکتے ہوئے حساس دل

کہتے تھے ان کی قوت بھی بڑھ چکی تھی۔ جب ان پر یہاں بھی یورش کی تیاریاں ہونے لگیں تو انہوں نے بھی شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا یہ تو نہ ہو سکتا تھا اور تخیلی خشیت سے کچھ کہہ لیا جائے مگر عملی اعتبار سے یہ غیر ممکن اور خلاف فطرت تھا کہ وہ یہاں بھی پٹنے رہتے اور مظلومی ہی کی زندگی بسر کرتے اور کرتے بھی تو یہ ہوتا کہ تباہ ہو کر رہ جاتے۔

مدینہ میں ضرور کہ جیسی مظلومی کی زندگی نہ رہی تھی وہ پریشانیاں اور اذیت نصیبیاں بھی یہاں نہ رہی تھیں۔ گو نہ اطمینان بھی نصیب ہو گیا تھا۔ لیکن یہاں اور قسم اور دوسری نوع کے افکار نے گھیر لیا تھا۔ پہلے تو یہودیوں نے بھی معاہدہ کر لیا تھا اور مدینہ میں بھی آپ کی سرداری مسلم ہو گئی تھی۔ مگر جب قریش نے انہیں بھڑکایا اور لکھا کہ تم نے ہمارے آدمیوں اور دشمنوں کو پناہ دی ہے، یا تو انہیں نکال دو ورنہ ہم ان کے ساتھ آپ پر بھی حملہ کریں گے اور آپ کی عورتوں کو تصرف میں لائیں گے تو ان کی پیشانیوں پر بھی بل پڑ گئے۔

ساتھ ہی خود مسلمانوں ہی کے اندر ایک منافقین کی جماعت پیدا ہو گئی جو ہر وقت مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے اور انہیں نقصان پہنچانے کے درپے رہتی تھی۔ یہودیوں کے اقتدار کو بھی چونکہ نقصان پہنچا تھا اور ان کا پہلا سا اقتدار باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے وہ بھی سازش میں شریک ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں تو ایک ہی دشمن تھا۔ یہاں تین تین دشمن مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ وہاں دشمن مقابلہ کرتا تھا مگر سامنے آکر اور پکار کر کرتا تھا۔ یہاں دشمنوں کی یہ حالت تھی کہ وہ بظاہر دوست تھے۔ مگر اندرون طور پر اسلام اور اسلامیوں کے خوفناک دشمن تھے۔ اور ہر وقت درپے آزار

رہتے تھے۔ انتہا یہ ہے کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ راتوں کی نیند اور دن کا چہرہ حرام ہو گیا تھا اور ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ خدا جلنے دشمن کس وقت آ پڑے۔ صحابہ کرام راتوں جاگتے رہتے اور پہرہ دیتے اور جو سوتے بھی تھے۔ وہ بھی مسلح ہو کر سوتے گویا یہاں کی زندگی بھی انتہائی خطرہ کی زندگی تھی۔

آٹھواں باب

غزوات و جہاد کفر و اسلام کا اولین معیار

قریش کے پنجہ تعذیب و ظلم سے نکل کر مدینہ پہنچ جانا اور وہاں گونہ سکون و اطمینان کے ساتھ ان کا وہاں رہنا سوہان روح بنا ہوا تھا۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ یہ لوگ اقتدار حاصل کر کے اگر انتقام بھی نہ لیں گے تو ان کے ظلم کدہ اہتمام کو تو ضرور برباد کر کے رکھ دینے کی سعی کریں گے جو ان کے اقتدار و تقدس کا واحد ذریعہ ہے اس لئے وہ ان کی طرف سے غافل نہ رہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے زور و شور کے ساتھ مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور منافقین و یہود کو اپنی سازش میں شریک کر لیا۔ ان تینوں کو اقتدار اسلام کی صورت میں اپنا اپنا اقتدار بھی خطرے میں نظر آتا تھا۔ قریش نے صرف ذاتی تیاریوں ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ تمام قبائل عرب میں جو ان کے زیر اثر تھے اسلام کے خلاف سخت دست دینے پر ویسٹنگڈا کر کے

انہیں دشمن بنادیا تھا۔ اور جنگ پر آمادہ کر لیا۔ یہ لوگ ان سفارتوں کو بھی روکتے تھے جو عازم مدینہ ہوتی تھیں۔ مسلمان ان تیاریوں کا حال سنتے تھے اور بیتاب ہوئے جلتے تھے۔ مگر ابھی تک وحی الہی نے انہیں اجازت نہ دی تھی۔ آخر ۱۴ صفر المنظر ۶۲۳ء کو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اجازت مل گئی۔

اِذْ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۝ الَّذِيْنَ اَخْرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۝

اُن لوگوں کو لڑنے کی اجازت دی گئی ہے جن پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور اللہ اُن کی نصرت پر قادر ہے۔ یہ لوگ ہیں جنکو بغیر حق کے گھروں سے صرف اس بات پر نکال دیا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے یعنی مسلمانوں کو جن پر اہل مکہ نے ظلم و ستم کیا اور انہیں اپنے وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ لڑنے کو اجازت دی جاتی ہے۔

اب بھی حضور نبی کریم نے یہ نہیں کیا کہ اجازت ملتے ہی مسلمانوں کو لیکر چل پھڑے ہوں بلکہ آپ نے اسنادی تدابیر عمل میں لانی شروع کیں اور وہ صورت سوچی کہ قریش مصالحت پر مجبور ہو جائیں اور جنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

ایک طرف تو آپ نے قرب و جوار کے قبائل سے معاہدہ امن کر لیا اور دوسری طرف ان کی تجارت شام کا راستہ بند کر دینے کی سعی کی اور تین مرتبہ پچاس پچاس مسلمانوں کے دستے قریش کے تجارتی قافلہ کو چھڑنے اور روکنے کیلئے بھیجے گئے۔ مغربی مورخین اس اعتراف کے باوجود کہ ان دستوں نے ایک دفعہ بھی قافلہ کو نہ ٹوٹا

پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ لکتے چلے آ رہے ہیں کہ یہ ہمیں قتل و غارتگری کیلئے بھیجی گئی تھیں۔

قرب وجوانہ کے قبائل کو معاہدہ پر مجبور کرنے کے لئے بھی مختلف ہمتاء بھیج گئیں جو اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں۔ اور معاہدے ہو گئے۔ جن کے کوئی ایک ماہ بعد ہی کرز بن جابر رئیس مکہ اچانک مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ ہمتاء نہ پڑی تاہم آپ کے مویشی لوٹ کر واپس مڑ گیا۔ تعاقب پر ہاتھ نہ آیا جب آپ نے دیکھا کہ جنگ کی تیاریاں زور شور کے ساتھ جاری ہیں اور قریش حملہ کئے بغیر باز آنے والے نہیں تو اس خیال سے کہ اگر وہ مدینہ پر چڑھ آئے تو صورت حالات نازک ہو جائے گی۔ یہودی اور منافقین بھی خود ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ آپ ۳۱۳ فرزدان توحید کی جمیعت لیکر خود ہی نکل کھڑے ہوئے اور مدینہ سے اسی میل (تین منزل) کے فاصلہ پر موضع بدر کے قریب خیمہ زن ہوئے۔

مکہ مدینہ کے درمیان وادی صفا کے نزدیک بدر ایک چشمہ کا نام ہے اور وہ مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس چشمہ پر سڑک صراطِ سلام کا یہ پہلا لشکر تھا۔ اور اس کی یہ پہلی لڑائی تھی۔ چونکہ یہ لڑائی اس کے کنارے ہوئی تھی اس لئے اسے بدر کہتے ہیں۔

حکیم بن حزام کے کہنے پر ختبہ بن ربیع جنگ کو رد کرنے کی سعی پر بھی آمادہ ہو گیا تھا۔ مگر حبیب ابو جہل نے اسے طعنہ دیا تو وہ بھی جوش و خروش کے ساتھ تیار ہو گیا۔ ابھی تک انہیں یہ علم نہیں تھا کہ مسلمان بڑھ آئے ہیں۔ آخر قریش بھی گیارہ سو شجاعان جانباز کی ایک آراستہ اور کیل کاٹنے سے لیس فوج لیکر سامنے میران

میں ڈٹ گئے اور جنگ زور شور کے ساتھ شروع ہو کر قریش کی شکست پر منتج ہوئی

۶۰۵ ہجری

۱۰، ۱۱ رمضان ۶۰۵ھ، ۶۲۳ء

اس جنگ عظیم کا وقوع بروز جمعہ، ۱۰ رمضان ۶۰۵ھ کو ہوا۔ اور یہ لڑائی اس اعتبار سے بہت اہم بہت مقدس اور بہت مشہور لڑائی ہے کہ یہ کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا۔ ایک طرف تین سو تیرہ بے سرو سامان مظلوم، کمزور اور قاقہ کش انسان تھے اور دوسری طرف گیارہ سو جوانان قریش کی وہ فوج تھی جس میں مشرکین مکہ کے وہ منتخب و شجاع لوگ موجود تھے جن کی شہرت و عظمت کا سکھ تمام عرب پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور جو فنون جنگ سے پوری طرح واقف تھے۔ ان کے علاوہ قریش کے تمام نامور سردار بھی شریک تھے۔

رسد اور اسلحہ اور ساز و سامان کی کثرت تھی قریش کے تمام نامور اور برگزیدہ سردار کھیت رہے ان کی تمام طاقت ٹوٹ گئی وہ تمام لوگ اور سربراہان و دروہ اشخاص بھی واصل جہنم ہو گئے جن میں سے ہر ایک ترقی اسلام کی راہ میں سدا آہن بنا ہوا تھا اور اس کے بعد ان میں کوئی قدیم اور قابل ذکر اور معتمد علیہ رئیس باقی نہ رہا۔
عتبہ، شیبہ، زمعہ بن الاسود، امیہ بن خلف، عاص بن ہشام، عقبہ بن معیط، نضر بن لغاث، ابو جہل، ابو النخری جیسے نامور ان قریش جو بڑے طنطنہ و طمطراق کے ساتھ تباہی اسلام کا داعیہ لیکر حملہ آور ہوئے تھے سب کے سب فی النار ہوئے۔
یہی وہ بد بختان انزلے تھے جو پیشوائے اسلام و اسلام کی دشمنی میں سب سے زیادہ

سرم گرم تھے۔ سرداروں میں صرف ایک ابوسفیان سفر شام میں ہونے کے باعث بچ رہا تھا۔ اسی کے سر پر قریش کی سرداری کا تاج رکھا گیا لیکن وہ اثر اور وہ بات قائم نہ رہی کہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ تمام قبائل جن میں مسلمانوں کے خلاف شدت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا۔ وہ بھی خائف ہو گئے اور تمام عرب پر مسلمانوں کی دھاک بٹھ گئی اس جنگ میں حضور کریم پر انتہائی خشوع و خضوع کا عالم طاری تھا۔ بے چین اور بیقرار ہو ہو کر دعا کرتے تھے کہ بار اٹھا! اگر آج میدان جنگ میں یہ مٹھی بھر نفوس شہید ہو گئے تو پھر قیامت تک نہ پوچھا جائیگا۔ تو نے جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا کرے۔ چنانچہ اس لڑائی میں حق تعالیٰ نے فرشتوں سے اپنے نبی کی مدد کی۔ اس کا ذکر قرآن حکیم میں بھی ہے جس کی وجہ سے مسلمان باوجود قسوت ہونے کے کافروں کو زیادہ نطمہ آ رہے تھے۔

مکہ کا گھر گھر اس شکست پر ماتم کدہ بن گیا۔ آخر اعلان عام کرنا پڑا کہ کوئی صلح کر بلند آواز سے نہ روئے کہ اس سے جذبہ غیرت کو ٹھیس لگتی ہے اور بدنامی ہوتی ہے۔ قریش کے نثر افراد قتل ہوئے اور بکثرت مال غنیمت ہاتھ آیا۔ فرزند ان توحید کے صرف ۱۴ نفوس نے جام شہادت نوش کیا جو قیدی گرفتار ہو کر آئے ان کے ساتھ نہایت ہمدردانہ اور عظیم النظیر ساؤک روار رکھا گیا۔ قابل ذکر یہ ہے کہ ان میں جو پڑھے لکھے تھے ان کا جو یہ یہ قرار پایا کہ ان میں سے ہر ایک دن دن مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے اور آزاد ہو جائے۔ بہر کیف اس کفر و اسلام کی پہلی جنگ سے مسلمانوں کی دھاک

ہر طرف بیٹھ گئی۔

یہ سچ اور جھوٹ اندھیرے اور اُجائے کی لڑائی تھی۔ سچ کی جیت ہوئی اور جھوٹ کی ہار۔ اندھیرا چھٹ گیا اور اُجالا چھا گیا۔ قریش کا بڑا زور ٹوٹ گیا۔ اس فتح نے منافقوں کے دل بھی دھڑکا دیئے۔ ان کو پتہ چل گیا کہ اب ترازو کا کونسا پلڑا بھاری ہو رہا ہے۔

غزوہ احد کا وقوع

سوال ۳۰

قریش اب تک مسلمان کو حقیر سمجھتے تھے اور ان کے استیصال کی سعی میں مسلسل گرم تھے لیکن اس کوشش میں انہیں ناکامی ہوئی۔ وہ بھی نہایت تباہی خیز و شرمناک۔ تو اس پر ان کے سینوں میں آگ لگ اٹھی تھی۔ فطرتاً کینہ پرور قوم ہر طرف سے انتقام انتقام کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ سب کچھ تھا۔ لیکن پھر ان میں لڑنے کی سکت بھی تو باقی نہ رہی تھی۔ لیکن اب کوئی اچانک حملہ آسان امر نہ تھا۔ کفار مسلمانوں کے دست و بازو دیکھ چکے تھے۔ اور بڑی احتیاط سے حملہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ پہلے تو سفراء و شعراء کے ذریعے سے مختلف قبائل میں جوش پیدا کیا۔ پھر عورتوں کو ساتھ لیا تاکہ ان کی موجودگی لڑنے والوں کے قدم جمائے رکھے۔ ان عورتوں میں بڑے بڑے سرداروں کی حسین اور ماہ پیکر بیویاں شامل تھیں۔ جو دف بجا بجا کر فوج میں جوش پیدا کر رہی تھیں۔ قریش مکہ سے خفیہ طور پر روانہ ہوئے تھے تاکہ یخبری میں حملہ کر دیا جائے

حضرت عباسؓ نے خبیہ طور پر فخر عالم کو قریش کے ارادوں اور تیاریوں کی اطلاع کر دی تھی۔ اس لئے آپ بھی مقابلے کے لئے نکلے۔ اس مرتبہ آپ کے ساتھ ایک ہزار لشکر تھا۔ آپ نے احتیاط کے طور پر پہاڑی کے عقب میں پچائش تیر انداز مامور کر کے انہیں حکم دے دیا تھا کہ وہ کسی حالت میں بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ مسلمانوں کے حارب توقع اس مرتبہ بھی قریش کو سخت ہزیمت ہوئی۔

مسلمان غنیمت کا مال بوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ پہاڑی کے عقب میں مامور دستہ نے یہ سمجھ کر کہ اب کفار کو شکست تو ہو ہی چکی ہے اپنے فریق کو فراموش کر دیا۔ اور وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر مال غنیمت بوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر قریش گھومے اور گھوم کر پہاڑی کے عقب سے حملہ کیا اس اچانک افتاد سے مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ جو حضور نبی کریم کے ہم شبیرہ تھے۔ شہید ہو گئے جس سے ایک شور مچ گیا کہ آپ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کی ہمتیں پست اور ہوشیے ٹھنڈے پڑ گئے حضرت فاروق اعظمؓ نے تو یہ کہہ کر ہتھیار پھینک دیئے کہ اب لڑنا بیکار ہے۔ ابن نضرؓ یہ کہہ کر فوج میں گھس گئے اور شہید ہو گئے کہ حضور کے بعد اب میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

مسلمان ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے کہ آخر حضرت کعب بن مالکؓ نے پکارا کہ لوگو! حضور اس طرف ہیں۔ ایک طرف سے تو مسلمان اُدھر دڑے اور دوسری طرف کفار نے یہ آواز سن کر سارا زور اُدھری ڈال دیا اور تیروں کی

بارش شروع کر دی۔ مسلمانوں نے آپ کو حصار میں لے لیا۔ مگر آپ مسلمانوں کو مرتب صورت اختیار کرنا بہت مشکل تھا۔ ایک شخص عبداللہ نے بڑھ کر تلوار سے آپ کو مجروح کر دیا۔ مگر آپ کسی نہ کسی طرح پیاز کے ایک محفوظ حصے میں پہنچ گئے۔ دندان مبارک بھی شہید ہوا۔ اور سر مبارک میں بھی زخم آئے۔ اس کے بعد قریش کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ کوئی انتہائی قدم اٹھاتے۔ ابوسفیان سپہ سالار افواج یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ یہ بدر کا انتقام ہے۔ اور سب اس سے پرہیز فرمیں۔

اس جنگ میں مسلمانوں کو واقعی نقصان پہنچا اور سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ حضرت حمزہ شہید ہو گئے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ان کی لاش کا مشہ کیا اور جوش عناد میں ان کا کلیجہ نکال کر گچا ہی چبا لیا۔ کچھ ہو۔ جو کچھ نقصان مسلمانوں کو اس جنگ میں پہنچا وہ قریش کی سب سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی خود اپنی غلطی کا نتیجہ تھا۔ اس لڑائی میں، مسلمان شہید ہوئے۔ شہیدوں میں سب سے بڑی ہستی حضرت حمزہؓ کی تھی۔ حضور پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ مگر حجال کیا تھی جو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑتا۔ اتنا فرمایا کہ آہ! حمزہؓ میری کوئی روئے والا بھی نہیں۔ انصار نے سنا اپنی عورتوں کو ہدایت کی کہ پہلے حمزہؓ کا ماتم کرو۔ چنانچہ سب زن و مرد نے اپنے مردوں کو چھوڑ کر حمزہؓ کی تعزیت کی۔ اور اب تک عرب میں یہ رسم ہے کہ کوئی کسی مردے کی تعزیت کو روئے تو اول حمزہؓ کی تعزیت کرے گا۔ اس لڑائی میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ شہداء کے اُحد کہلاتے ہیں۔ اور خدا کے ہاں ان کا بڑا رتبہ ہے۔ اشعبان کو جس کی شام کو شب برات ہوتی ہے شہداء کے اُحد اور اموات کے لئے استغفار کرنا اور ان کو ثواب پہنچانا سنت ہے۔

اسی زمانہ میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندو دختر اہیمہ سے جو سردار اعظم قوم قریش تھا نکاح کیا۔ یہ مومنہ حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے حبشہ کو اپنے شوہر کے ساتھ گئے تھیں۔ وہ بیوہ ہو کر مدینہ آئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔ اور وہ بہایت ہی حسین تھیں۔ ان کے ایک ہی بیٹا تھا سلمہ نام۔ اس واسطے ان کی کنیت ام سلمہ تھی۔ اور اسی نام سے پکاری جاتی تھیں۔

بنی قینقاع سے لڑائی

شوال ستتم

شوال ستتم میں ایک اتفاقی واقعہ نے چنگاری کو اور بھڑکا دیا۔ ایک مسلمان بی بی بنی قینقاع کے محلہ میں کسی کام سے ان کی دکان میں گئی۔ انہوں نے اس کو چھیڑ کر بے حرمت کیا۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اس یہودی کو مار کر گرا دیا۔ یہودیوں نے اس مسلمان کو مار ڈالا۔ اس واقعہ نے ایک بلوہ کی صورت اختیار کر لی۔ مسلمانوں نے پہلے ان کو بہت سمجھایا مگر ان کو اپنے ہتھیاروں اور قلعوں پر اتنا ناز تھا کہ وہ صلح پر تیار نہیں ہوئے۔ اب مسلمانوں نے ان کو بغیر کو گھونسہ سمجھ کر سب سے ان سے نیٹنا ضروری سمجھا۔

لڑائی کا اعلان ہوا تو بنی قینقاع نے اپنا قلعہ بند کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے ان کے قلعہ کو گھیر لیا اور پندرہ دن تک گھیرے رہے۔ مسلمانوں کی یہ طاقت دیکھ کر قلعہ والے گھبرا گئے۔ اور آخر اس پر رضی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جو فیصلہ کریں وہ ہم کو منظور ہے۔ عبداللہ بن ابی نے جو ان کا علین تھا اگر آنحضرت سے عرض کی کہ ان کی اتنی ہی سزا بہت ہے کہ وہ یہاں سے نکال دیئے جائیں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ اور بنی قینقاع بھی اس پر رضامند ہو گئے اور اپنی ساری زمین اور جائداد چھوڑ کر شام کے ملک میں چلے گئے۔

بنی نضیر کی جلا وطنی

ربیع الاول سنہ

بنو قریظہ نے تو آپ سے معاہدہ کر لیا۔ مگر بنو نضیر اپنی شرارتوں اور شیطنت کاریوں پر برابر قائم رہے۔ انہیں اپنی شجاعت و ولتمندی اور مضبوط و مستحکم قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ قریش کے بھروسوں میں آئے ہوئے تھے۔ علانیہ کہتے تھے کہ مسلمان ابھی قریش ہی سے لڑے ہیں۔ ہمارے دست و بازو انہوں نے نہیں دیکھے۔ ہم سے مقابلہ پڑے تو ہم انہیں دکھا دیں۔ رسول ہم انہیں سمجھانے کے لئے گئے۔ انہیں جو اس کا علم ہوا تو انہوں نے یہ انتظام کیا کہ آپ کو صوک سے بلا کر اور اوپر سے پتھر لڑھکا کر شہید کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے آگے بلایا مگر آپ کو ان کی سازش کا علم ہو گیا۔ اور آپ لوٹ آئے۔ یہ تو سمجھے ہوئے تھے کہ اگر کوئی نازک صورت پیش آئی تو قریش اور بنو قریظہ ان کا ساتھ دیں گے۔ اور مسلمان ان کا بال بیکانہ کر سکیں گے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المناقیہ نے بھی انہیں پورا اطمینان دلایا تھا کہ کوئی مخالفت صورت پیدا ہوئی تو دو ہزار آدمی بیکر فوراً مدد کو پہنچ جائے گا۔ جب یہ کسی طرح باز نہ آئے تو انہیں سزا دینے کا

تہیہ کیا گیا۔ اور حضور نبی کریمؐ نے ایک جمعیت لے کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب یہ ہر طرح مجبور ہو گئے تو انہوں نے اظہارِ عجز کیا اور یہ خود ہی جلا وطنی پر راضی ہو گئے۔ حضور نبی کریمؐ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور انہیں اپنے تمام مال و متاع سمیت نکل جانے کی اجازت دے دی۔ یہ جلا وطن ہوئے اور نیکے تو اس شان سے نکلے مگر جشن کا دھوکا ہوتا تھا۔ اونٹوں پر اپنا تمام مال و متاع لاد کر دف بجاتے ہوئے چلے گئے۔

غزوہ بنو مصطلق

۳۷ھ

بنی مصطلق بھی ایک دوہتمند یہودی قبیلہ تھا۔ جو مدینہ منورہ سے ۹ میل کے فاصل پر آباد تھا۔ گو یہ حضور نبی کریمؐ سے معاہدہ کر چکا تھا۔ لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ یہ قریش اور منافقین سے سازش کئے ہوئے تھا۔ اور انہی کی امداد و اعانت کے بھروسہ پر یہ مسلمانوں کے جانی دشمن تھے۔ ایک مقام میرکسیع میں ایک چشمہ کے کنارے خروج کرنے کی غرض سے مجتمع ہو رہے تھے۔ یہ سنتے ہی فخر عالم ماہ شعبان ۳۷ھ میں مجاہدین کا ایک لشکر ہمراہ لے کر ان سے لڑنے کو تشریف لے گئے چشمہ پر اچھی خاصی جنگ ہوئی اور بنی مصطلق نے شکست کھائی۔ مال غنیمت میں ۱۰۰ اونٹنی اور غلام ۵۰۰ بکریاں اور ۱۰۰ اونٹ بار برداری ہاتھ آئے۔ اور سرگروہ (سہ سالار) الحارث بن ضرار تیر سے مارا گیا۔

قیدیوں میں ام المومنین حضرت جویریہ (جنگو بہرہ بھی کہتے ہیں) بھی تھیں۔ ان کے باپ حارث اپنی قوم کے سردار تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر

ہو کر عرض کی کہ میری بیٹی بھی قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی ہے اور اس کا کنیز بن کر رہنا میری شان کے خلاف ہے۔ استدعا کرتا ہوں کہ آپ اسے اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں۔ جو یہ بھی موجود تھی بولی کہ میں اسے اپنی سعادت سمجھوں گی۔ چنانچہ انہیں یہ سعادت نصیب ہو گئی۔

اس پر مسلمانوں نے خود عرض کی کہ جس خاندان میں ہمارے آقائے گرامی کی شادی ہو جائے وہ غلام نہیں رہ سکتا۔ اس پر چھ سو کے چھ سو قیدی فوراً آزاد کر دیئے گئے۔ یہ تھا سلوک حضور نبی کریم کا ان لوگوں کے ساتھ جو اسلام اور حلقہ بگوشان اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔

مورخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ عبداللہ ابن ابی منافق جو عین جنگ بنی مصطلق میں تھا۔ بوقت مراجعت حضرت عائشہ صدیقہ پر صفوان بن امیہ کی پاکدامنی پر انرا باندھا۔ اور یہ افواہ اڑانے میں مسطح ابن اثاثہ (جو خالہ زاد بھائی ابو بکر کا تھا) احسان بن ثابت شاعر اور ایک عورت امم منہ بنت نجس عبداللہ ابن ابی منافق کے شریک تھے۔ مگر آنحضرت کو عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی اور یریت کی اچھٹا سوراہہ تو نازل ہوئی۔ اسی وقت آپ نے بہتان باندھنے والوں کو سزا دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کو ام رومان بنت عامر کہتے تھے۔ فخر عالم کی نبوت کو چار سال ہو چکے تھے۔ جب عائشہ پیدا ہوئیں۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بی بی خدیجہ کا انتقال ہو چکا تھا لہذا آپ کو نکاح کی ضرورت تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دس دس چھ سال کی عمر تھی۔ ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال میں

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے حضور کا نکاح ہوا۔ یہ زمانہ عائشہؓ کے ایسی
بے خبری اور بچپن کا تھا کہ ان کو اس نکاح کی خبر بھی نہ ہوئی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ دین دنیا
کے سب سے بڑی برکت اور عزت جو کسی عورت کو مل سکتی ہے، مجھ کو حاصل ہوئی۔
ہر چار سو درہم کا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نکاح کے بعد حضرت سورہ رضی اللہ
عنہا سے نکاح ہوا۔ رشتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی ہوتی ہیں۔

خندق یا اُخراب کی لڑائی

ذیقعدہ ۵ھ

بنو نضیر کو ان کی شراوتوں کی بنا پر جلا وطن تو ضرور کیا گیا تھا، مگر ساتھ ہی
انہیں اجازت دیدی گئی تھی کہ وہ اپنا تمام اندوختہ اور زر و مال بھی لیکر چلے جائیں۔
اس احبار کا بدلہ احسان ناشناسوں نے یہ دیا کہ مدینہ منورہ سے نکل کر یہ سید
خیبر پہنچے اور اپنی جلا وطنی کے انتقام کی تدابیر سوچنے میں منہمک ہو گئے۔ اس قبیلہ
کے تین ممتاز و نامور سردار تھے بنو احطب۔ کنانہ بن الربیع اور سلام بن ابی تمیم
اپنی اولین فرصت میں قریش کے پاس پہنچے اور کہا کہ اگر آپ ہماری امداد و اعانتہ
پختہ وعدہ فرمائیں تو ہم صرف اپنی سعی و کوشش سے شمع اسلام کو گل کر کے رکھ
سکتے ہیں۔ زور و دولت میں۔ اسلحہ و سامان جنگ میں۔ شجاعت و بسالت میں جمعیت
میں کسی سے کم نہیں۔ خیبر والوں کو بھی ہم نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ قریش فوراً
آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد بنو عطفان کے پاس پہنچ کر انہیں آمادہ کیا۔

یہ بہت کثیر الافراد اور دیہ قبیلہ تھا کہ ہم تمہیں خیبر کی زر خیز زمینوں کے

نصف حاصل ہمیشہ اس امداد کے صلہ میں دیتے رہیں گے۔ بنو اسد عطفان کے حلیف ہی تھے انہیں بھی کوئی غدر نہ ہوا۔ عرب کا تیسرا بڑا قبیلہ بنو سعد خود یہود کا حلیف تھا۔ بنو تیم قریش سے قرابت رکھتے تھے۔ ان بڑے بڑے قبائل کے ساتھ اور بھی بہت چھوٹے چھوٹے قبائل کھڑے ہو گئے۔ آخر ۲۴۰۰۰ ہزار سرفرد شان عرب کا ایک شکر سیلاب عظیم کی طرح اُمنڈتا استیصال اسلام کا عزم لیکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ اتنی بڑی تعداد اور اتنی بڑی فوج تھی جس سے بڑی کیا نصف بھی کہیں ریگزار عرب میں کسی ایک مقصد کے ساتھ ایک سمت میں متحرک روان ہوتی نہ دیکھی گئی تھی اور نہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال موجود تھی۔

ابوسفیان سپہ سالار تھا جس طرف یہ فوج گذرتی تھی زمین دہل اٹھتی تھی اور پورے عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا کہ اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ مدینہ منورہ میں مسلمان بچے ہی کتنے زیادہ۔ سے زیادہ ایک ہزار جمعیت میدان لاسکتے تھے۔ ایک ہزار اور چوبیس ہزار میں کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس مرتبہ عرب کا بچہ بچہ استیصال اسلام کا یقین کئے بیٹھا تھا۔ ان پر بھی اس یلغار کی خبر سنکر ایک ہشت طاری ہو گئی اور مدینہ منورہ میں ایک ہل چل سی مچ گئی گو یہ واقعہ اپنی نوعیت میں انتہائی نازک اور سب سے زیادہ خوفناک واقعہ تھا۔

لیکن بتایا جا چکا ہے کہ عزم و ثبات، صبر و استقلال اور ہمت و حوصلہ میں فخر عالم، رض عالم میں جواب ہی نہ رکھتے تھے۔ اور گھبراہٹ اور پریشانی کہیں طاری ہی نہ ہوتی تھی ہر حالت میں پُر امید رہتے تھے اور خدا پر بھروسہ رکھتے تھے آپؐ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ کے غیر محفوظ گوشہ کی طرف خندق کھودنے کا

حکم دیا۔ ایک اور مصیبت تھی کہ باہر کی طرف سے تو یہ سیلاب اُمتڑ رہا تھا اور اندر ایک افتاد کا سامنا تھا کہ یہودیوں کا واحد قبیلہ بنو قریظ جو مدینہ منورہ میں باقی رہ گیا تھا وہ مصروف پر غار میں رہ رہا تھا۔

ام المؤمنین حضرت صفیہؓ کا باپ اور بنو نضیر کا سردار تھی بنو آخطب جو درمیان میں خدا کو ضامن دے کر آئندہ کسی معاندانہ کارروائی میں حصہ نہ لینے کا عہد کر کے نکلا تھا عرب بھر میں مخالفت کی آگ لگا کر خفیہ طور پر مدینہ منورہ آیا۔ بنو قریظ کے یہاں مقیم ہوا اور بولا کہ میں تمام عرب کو مدینہ پر چڑھا لایا ہوں۔ ایک لشکر گراں پیکر آئندہ ہوا چلا آ رہا ہے۔ اب اسلام کا خاتمہ ہے۔

پہلے تو بنی قریظ نے کہا کہ نہیں محمدؐ زبان کے پکتے ہیں۔ اُن سے عہد شکنی مناسب نہیں۔ مگر اُس نے کہا کہ اب تو اسلام کا ہی خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ اس موقع کو ہاتھ سے نکل جانے دیا تو عمر بھر بچتا ہو گئے۔ تو یہ بھی اس کی سازش کا شکار ہو گئے چونکہ وقت نازک تھا۔ حضور نبی کریمؐ کو جوان کی حالت معلوم ہوئی تو خود اُن کے پاس گئے اُن کو سمجھایا۔ یاد دہانی کرائی۔ مگر یہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار نکلے ذرہ برابر بھی پر ڈاہ نہ کی اور صاف جواب دیدیا کہ جیسے ہم کچھ نہیں جانتے مواہدہ کیا اور یاد دہانی کس کی؟ جو آپ کے دل میں تھے وہ آپ کریں اور جو ہمارے دل میں آئیگا وہ ہم کریں گے۔

اتنے میں حملہ ہو گیا۔ یہ وقت سخت مصیبت کا وقت تھا۔ نہایت خوفناک لڑائی کا سلسلہ جاری تھا۔ دشمن بڑھ بڑھ کر حملہ کرتے تھے۔ مگر خندق کو عبور نہ کر سکتے تھے ایک دفعہ تو نماز عصر بھی قضا ہو گئی۔ عرب تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم ایک ہی رہے ہیں۔ مسلمانوں کو بہا کر لیا جائے گا۔ وہاں محاصرہ نے طویل کھینچنا شروع کر دیا۔ اس سے

محاصرین کے اندر گھبراہٹ اور اضطراب پیدا ہوا۔ اوپر سے شدید آندھی آگئی اتنی
شدید کہ چولھوں پر ہانڈیاں رکھنی مشکل ہو گئیں۔ خیموں کا کھڑا رہنا دشوار تھا چنانچہ
محاصرین میں محاصرہ قائم رکھنے نہ رکھنے پر اختلاف پیدا ہو گیا۔

یا مکیس روز کے بعد محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت
اسلام کی تباہی اور مسلمانوں کی بربادی میں تو کوئی شبہ رہ نہیں گیا تھا وہ تو خدا کے
قدوس نے اپنے دین کی لاج رکھ لی دجی الہی میں بھی اس احسان کا ذکر کیا گیا کہ ہم
نے دشمنوں پر آندھیاں مسلط کر دیں اور ایک ایسا لشکر بھیجا جسے تم دیکھ سکتے
تھے۔ غرض کہ اس کامیابی سے مسلمانوں کی عظمت میں چار چاند لگ گئے۔ سب مرعوب
ہو گئے۔ اور ترقی کے دروازے کھل گئے۔ اور پھر سیلاب بڑھ کر تمام عرب پر
ہم گیا۔ تاریخ میں یہ جنگ جنگ اُخراب یا غزوہ خندق کے نام سے مشہور ہے۔

غزوہ بنو قریظہ

۵ھ

مخیر عالم جنگ اُخراب سے واپس ہوئے تو حکم دیا کہ مسلمان ابھی اپنی مکرمیں نہ
کھولیں اور اسلحہ نہ اتاریں اور بنو قریظہ کی طرف بڑھیں۔ چنانچہ آپؐ نے پڑھ کر
محاصرہ کر لیا۔ بنو نظیر انہیں اپنی برابر نہ سمجھتے تھے۔ آپؐ نے دونوں کا درجہ برابر کر دیا
تجدید معاہدہ کی ہر طرح امداد کی برابر احسان کرتے رہے مگر انہوں نے دھوکہ دیا
اور ایک نہایت نازک موقع پر دغا کی۔ اس وقت جبکہ مدینہ کا محاصرہ تھا۔ ان لوگوں
نے منافقین اور بنو نظیر اور دجی بن اخطب سے سازش کی اور تنہا عورتوں پر قلعہ

میں حملہ آور ہونا چاہا۔ اس غدار ہی پر دنیا کی کوئی قوم بھی کسی حالت میں نہ اُٹھیں
معاف کر سکتی تھی اور نہ ایسے غداروں کو مارا آستین بنا کر رکھ سکتی تھی۔

اس پر بھی اگر یہ منت و زاری سے نہ سہی صلاح و آشتی سے پیش آتے
تو رحمتِ عالم کے سایہ عاطفیت میں انہیں جگہ مل سکتی تھی۔ لیکن ان کا وقت
تو قریب آچکا تھا۔ موت اُن کے سروں پر کھیل رہی تھی۔ انہیں اب تک اپنی
قوت۔ اپنی دولت اپنے مضبوط قلعوں اور منافقین کی امداد پر نارتھا۔ مسلمان
جوان کی طرف بڑھے ہیں تو یہ مقابلہ پر آمادہ ہو گئے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ
کہ انہوں نے مسلمانوں کے سامنے فخرِ عالم کو رو در رو گالیاں دینی شروع
کر دیں۔ آخر ان کا محاصرہ کر لیا جو ایک ماہ تک برابر جاری رہا۔

عرب میں حلیف ہونا گویا تعلق ہم نسبی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ حضرت
سعدان کے حلیف تھے انہوں نے درخواست پیش کی کہ وہ جو فیصلہ دیں گے
وہ ہمیں منظور ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے یہودی کی شریعت کے مطابق یہ
فیصلہ کیا کہ تمام لڑنے والے قتل کئے جائیں۔ ان کے زن و فرزند قید ہوں
اور ان کا تمام مال غنیمت قرار دے کر ضبط کر لیا جائے۔ انہیں عذری کیا
ہو سکتا تھا۔ جو کچھ فیصلہ ہوا تھا وہ انہی کی شریعت کے مطابق انہی کے حلیف
نے کیا تھا۔ چنانچہ چھ سو افراد قتل کئے گئے جن میں ایک عورت بھی تھی
جس پر ایک مسلمان کے قتل کا الزام تھا۔ حتیٰ بن الخطیب ابھی تک یہاں موجود تھا
اور وہ بھاگنے نہ پایا تھا چونکہ سارے شرف و فتن کا بانی تھا۔ بہت دولت مند اور
نہایت با اثر سردار تھا۔ جب اسے قتل میں لیجا یا گیا تو اس کی زبان پر جو عبرت انگیز

خیبر کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور قلعہ تھا جو اپنے استحکام و استواری

میں عرب کے اندر لاثانی تھا۔ اور مسکن یہودیوں کا تھا۔ یہاں ان کی بڑی بڑی
کہکھیاں تھیں اور باغات تھے۔ اور یہودیوں کا قبیلہ جو مدینہ سے نکالا گیا تھا
وہ بھی یہیں آباد تھا۔

یہودیوں کا وجود ترقی اسلام کی راہ کا ایک زبردست پتھر تھا۔ یہ لوگ
بعد کو قریش سے بھی زیادہ خوفناک صورت اختیار کر چکے تھے۔ یہہ جنگ
اخراب ہی کی ناکامی پر بہت مشتعل تھے جس کی آگ انہی کی بھڑکائی ہوئی
تھی۔ اب جو انہیں بنو قریظہ کے قتل کی اطلاع پہنچیں تو برا فروخت ہوئے اور
انہوں نے ایک دفعہ اور اسلام سے متصادم ہونے اور مسلمانوں سے مقابلہ
کرنے کی پرشور تدبیر شروع کر دیں۔ عرب کے چند بااثر قبائل کو بھی ساتھ بلا لیا۔ ان
کے سردار نے تمام یہود کو جمع کر کے ایک پرجوش تقریر کی جس کے دوران میں اُس
نے یہہ کہا کہ میرے پیشروؤں نے استیصال اسلام کے لئے جو طریقے اختیار کئے
وہ غلط تھے یہی وجہ تھی کہ انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ صحیح تدبیر یہ ہے کہ محمد
کے دارالریاست پر براہ راست حملہ کیا جائے۔ جب آپ کو اس کی اطلاع
پہنچیں تو حسب معمول پہلے تو یہود کو پیغام مصالحت دیا اور جب انہوں نے
اس کی کوئی پرداہ نہ کی تو آپ ۴۰۰ مسلمانوں کی جمعیت لے کر خیبر پر
حملہ آور ہوئے۔

خیبر کی لڑائی شروع سال ۶۲۷ھ ہجری (ماہ محرم الحرام) میں ہوئی۔
فوج دس سو سواروں بارہ سو پیادوں کی تھی جس نے پہنچتے ہی خیبر یوں کا محاصرہ
کر لیا۔ چونکہ یہ قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم تھا۔ دس روز کے محاصرہ کے بعد

فتح ہوا۔ بہت سے حملے اس پر کئے گئے۔ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علم لے کر
 خیبر یوں سے مقابلہ کیا اور خوب لڑے اور ناعم نامی ایک قلعہ کو فتح کیا۔
 پھر دوسرے روز حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑی مردانگی اور شجاعت سے کافروں کو
 جہنم واصل کر کے دوسرا قلعہ القموض فتح کیا۔ ان دونوں قلعوں سے بہت سی
 عورتیں قید ہیں آئیں جو مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہوئیں۔ اسی طرح اور کئی
 حملے یہودیوں پر پیہم ہوئے اور تیسرا قلعہ مصعب حضرت عثمان کے نام سے فتح ہوا
 جس میں اقسام غلہ چربی گوشت اشیائے خوردنی اور بہت کچھ کھانے پینے
 کا سامان بھرا ہوا تھا۔ آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حملہ مشہور اور مضبوط قلعہ
 خیبر پر ہوا۔ یعنی نو روز کے محاصرہ کے بعد بوقت شب تاجدار مدینہ نے یہ ارشاد
 فرمایا کہ ”خدا کی قسم میں کل کے روز صبح یہ علم ایسے شخص کو دوں گا جو خدا اور
 اس کے رسول کا دوست اور بڑا حملہ آور اور زبردست بہادر ہے۔“ فجر عالم نے
 نے صبح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اس وقت ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔
 آپ پٹی باندھے ہوئے تھے اور آنکھوں سے پانی جاری تھا۔ حضور نے یہ
 دیکھ کر اپنے مبارک لبوں سے لعاب لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں ملا۔ فوراً
 آنکھیں اچھی ہو گئیں اور درد جاتا رہا۔ رحمت عالم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ مقدس
 علم عطا فرما کر فتح خیبر کے لئے روانہ فرمایا۔

باز کے پاکستانی ناظرین ہر مذہبی رقم اس پستہ پر روانہ فرمائیں۔
 یعقوب علی معرفت ایوب علی۔ شاندار جیل اسٹور
 موجی گلی صدک گراچی

۴۔ فوج کے ساتھ کچھ مسلمان بی بیسیاں بھی آئیں تاکہ پیاسوں کو پانی پلا سکیں۔
 زنجیوں کی مرہم پٹی کر سکیں لڑائی کے میدان سے تیراٹھا اٹھا کر لائیں۔ یہ پہلا موقع تھا
 کہ اسلام کی فوج نے پہرہ برادرایا۔ تین جھنڈے تیار ہوئے تھے۔ ایک جناب بن ہنظلہ
 کو دوسرا سعد بن عبادہ کو اور تیسرا جس کا پہرہ ترا حضرت عائشہؓ کی اور تہنی سے بنایا گیا
 تھا اسلام کے شیر حضرت علی مرتضیٰ کو سپرد ہوا۔

۵۔ حضرت علیؓ جب قریب پہنچے ایک سوار مرتبہ نامی بڑا پہلوان تھا گھوڑا
 دوڑا کر قلعہ کے باہر آپ سے مقابلہ کرنے آیا۔ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا نے اس کے ایک
 ضرب میں زور سے ماری کہ ذوالفقار جہداری پھرتی ہوئی چھاتی سے گزری اور گھوٹے
 کی پشت پہنچی۔ وہ پہلوان دڑکھٹے ہو کر زمین پر گر پڑا آپ نے اس کی گردن اس کے
 بدن سے علیحدہ کر دی۔ ایک دوسرے زور آور پہنچا دئے حضرت علیؓ کے ایک ایسی ضرب
 لگائی کہ آپ کی ڈھال زمین پر گر پڑی۔ اس وقت حضرت علی ابن ابی طالب اسد اللہ غالب
 شیر خدا نے نعرہ اُکھرا کہ خیر کے وردارہ کو توڑ ڈالا۔ اور گیارہ بطور تبرائے ہیں لیا
 اور خوب شد و مد سے دھڑے تلخہ فتح ہوا۔ گیارہ بتنا بھاری تھا کہ ۱۶ آدمیوں نے ایک ساتھ
 زور آ کر چاہا کہ گیارہ کو پلٹ دیں مگر وہ الٹا نہ گیا۔ آپ نے لڑائی ختم ہونے پر انہی
 بالشت دور پھینک دیا۔

۶۔ بہت مال و اسباب غنیمت میں آئے۔ اور بہت سی یہودی لونڈیاں تیار ہوئیں
 چنانچہ انہی میں حضرت عقیقہ و خیرجی ابن اخطب سردار خیبر جو گرفتار ہو کر آئی تھیں حضور
 کے حصہ میں آ کر آپ کے حصہ میں آئیں۔

۷۔ لڑائی میں پندرہ مسلمان کام آئے۔ یہودیوں نے صلح کر لی اور صلح کی شرط

یہ ٹھہرائی "کہ زمین ہمارے قبضہ میں چھوڑ دی جائے۔ پیداوار کا آدھا حصہ ہم مسلمانوں کو دیا کریں گے" یہودیوں کی یہ درخواست منظور ہوئی۔ یہ گویا زمینہ اری کا پہلا سبق تھا۔ جو یہودیوں نے مسلمانوں کو سکھایا۔ آپ نے ان پر ترس کھا کر اس کو قبول کر لیا خیر کی آدھی زمینوں کی ملکیت لڑنے والے مسلمانوں کو دی گئی۔ اور آدھی اسلامی خزانہ کی ملکیت قرار پائی اس میں آپ کا بھی پانچواں حصہ مقرر ہوا جس کی آمدنی آپ کی گھر کی ضرورتوں اور اسلام کی دوسری مسلمانوں میں کام آئی۔

۸۔ حضرت صفیہؓ دختر حمزہؓ ابن ابی اسلمہ بن عبد مناف نے ایک خط ہری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موقوفہ خراج لکھوا کر اپنی قوم کو دیا۔ چنانچہ اب تک وہ خط ان کے پاس موجود ہے۔ واللہ علم بالصواب۔

۹۔ واضح ہو کہ اسی جنگ خیبر میں زینب بنت عارضہؓ یہودیہ نے فخر عالمؓ کو بطریقہ بکری کے دست کا گوشت زہر آلودہ پکا کر بھیجا تھا۔ یہ وہ عورت تھی جس کے چچا مرہب کو حضرت علیؓ نے اپنی ذوالفقار سے دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ آپ نے ایک ٹکڑا اس گوشت کا چبایا تھا کہ زہر محسوس ہوا۔ فوراً آپ نے پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ یہ گوشت زہر آلود ہے۔ حضرات یہودی زہر تھا جس نے آپ کو مرض الموت میں تکلیف دی اور اس کے اثر سے آپ کی شہادت خفی ہوئی۔

۱۰۔ مورخین اسلام کہتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار خواب میں دیکھ کر آپ کے حصول شرف خدمت کی متمنی تھیں۔ اپنی شادی کے بعد ہی اپنے خواب دیکھا کہ:- کہ آفتاب عالم تاب روشن و تاباں آسمان سے اتر کر میرے گود میں ٹھہر گیا۔ اسی روز فخر عالمؓ نے فکہ خیبر کا محاصرہ کیا تھا۔ صبح کو اٹھ کر حضرت صفیہؓ نے اپنے شوہر

کنعان نامی سے جو قلعہ دار تھا۔ اپنے خواب کو بیان کیا۔ یہ سنتے ہی اُس نے آپ کے رخسار پر ایک سخت طمانچہ مارا اور کہا کہ تو ایک عرب سردار کی نسبت جس نے ہم پر چڑھائی کی ہے ایسی عمدہ تکیل دیتی ہے۔ آخرش حضرت صفیہؓ کا خواب بہت سچا ہوا۔ وہ جب لوڈیولس آئیں تو آپ کے اخلاق، مروت، ترجمہ، شفقت اور دردمخت کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گئیں۔ حضور نے اس نو عرس کو جن کی شادی کنعانہ کے ساتھ ہوئے چند ہی روز گزسے تھے لونڈی بنا کر رکھنا مناسب نہ جانا اور ان کو اپنی زوجہ مسطرہ بنایا۔ یہ بی بی نہایت عقیدہ فہم اور بہت پارسا تھیں حضور کی وفات کے بعد چالیس برس تک زندہ رہیں۔

۱۱۔ مورقین کہتے ہیں کہ خبر کی لڑائی ختم ہونے پر آنحضرتؐ صلعم کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور وہ اصحاب ہاجرین جو مدہاہل و عیال اور لوڈیوں اور غلاموں کے ملک حبشہ کو حسب احکام آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ واپس آئے ان میں ایک بیوہ بی بی ام حبیبہ بنت ابو صفیان بھی تھیں۔ اُن کی عمر ۳۰ سال کی تھی یہ بی بی اپنے شوہر مسکی عبد اللہ جو آپ کا بیوپاری زاد بھائی تھا کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ کو تشریف لے گئی تھیں وہ صحابی بقیعہ الہی و ہاں فوت ہو گئے۔ اور اُن سے صرف ایک بیٹی جس کا نام حبیبہ رکھا گیا تھا پیدا ہوئی تھی۔ اس کے نام سے یہ بی بی ام حبیبہ مشہور تھیں۔ مدینہ پہنچ کر انہوں نے آپ کی خدمت میں اپنے زکیا کا پیغام پہنچایا۔ حضور نے قبول فرمایا۔ اور اُن کو اپنی زوجہ مسطرہ بنایا۔

۱۰۔ اسلام قانون کی صورت میں

۱۔ اسلام جب دن سے دن بن کر آیا۔ اسی دن سے وہ سلطنت بھی تھا۔ دین اور

دنیا کی الگ الگ تہذیب اس کی تعلیم میں تھیں۔ دنیا کی زندگی میں خدا اور اس کی مخلوقات کے جو فرض ہم پر ہیں۔ اُن کو خوبی کے ساتھ ادا کرنا ہی دین ہے۔ اس لئے حکومت اور سلطنت ہمارے دین سے کوئی الگ چیز نہیں۔ مدینہ منورہ جیسے اسلام کا مرکز تھا۔ اس کی سیاسی قوت کا مرکز ہی بننا چاہتا تھا۔ اسلام جہان تک پھیلتا تھا وہاں تک اس کی حکومت کی حد بڑھ کر امن و امان قائم ہو جاتا تھا۔ چوریاں موقوف ہو جاتی تھیں ڈک بند ہو جاتے تھے۔ بدکاریاں مٹ جاتی تھیں اور عربوں کی بے نظام زندگی کی جگہ اسلام کی مرتب زندگی شروع ہو جاتی تھی۔ امام ابو ذر، محصل اور قاضی مقرر ہونے لگتے تھے اور اسلامی قانون کی حکومت سب پر ایک ساتھ جاری ہو جاتی تھی۔

۲۔ اسلام نے شروع شروع میں صرف عقیقہ وں کی درستی پر زور دیا۔ جب یہ مقصد کچھ کچھ چل نکلا تو خدا کی عبادت و طاعت کا سبق پڑھایا۔ جب طبیعتیں اذہر بھی متوجہ ہوئیں تو اسلام کا قانون اترنے لگا۔ اس سے پہلے تک تو یہ حال تھا کہ باپ مسلمان تو بیٹا کافر، ماں اسلام لائی ہے تو بیٹی کافرہ ہے۔ شوہر مسلمان ہو چکا مگر بیوی ابھی تک کفر کی حالت میں ہے۔ بدر کے بعد مسلمانوں میں اطمینان کی خانہ دانی زندگی پیدا ہونے لگی۔ اس لئے سسٹم میں وراثت کا قانون اتر لڑکیاں جو عربوں میں ترکہ پانے کا حق نہیں رکھتی تھیں۔ اسلام نے اُن کو بھی ان کا جائز حق دیا۔ اب تک مشرک عورتوں سے مسلمان نکاح کر لیتے تھے۔ اب وہ موقع آیا کہ گھر کی اندرونی زندگی کے سکھ اور چین کے لئے اُن سے نکاح ناجائز ٹھہرا۔

سسٹم میں بدکاری کی روک تھام کے لئے مجرم کو پتھروں سے مار ڈالنے کا حکم جو.... تو رات میں اٹھا، جاری کیا گیا۔ بعضہ کہتے ہیں کہ شراب کا پینا پلانا بھی اس

بند ہوا.....

۴۔ عرب میں منہ بولے بیٹوں کا رواج تھا جن کو متنی کہتے ہیں، اور جن کے حقیقی بیٹوں کا معاملہ کیا جاتا تھا۔ اور ان کی بیویاں حقیقی بیویں سمجھی جاتی تھیں۔
۵۔ اسلام نے اس دنیوی نسب کا خاتمہ کیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں بناؤں، رکر کے میلوں، ٹھیلوں میں اور مردوں کی محفلوں میں بے روک ٹوک آتی جاتی تھیں۔ معاشرت کی بدنامی تھی۔ اسلام نے اس میں ان باتوں کی مناسب اصلاحیں لگ کر نکلیں تو ایک بڑی چادر اور ہلیں، سینہ پر آنچل ڈالیں، گھونگرواں بجنے لگیں، زیور پہنکر دھولکے سے نہ چلیں۔ مسلم مردوں سے لوط کے ساتھ باتیں نہ کریں۔ کنہاروں کے لیے بادل کاری کی مناسبتوں کو بے وقار کر دیتی۔ بعض ختم کی طلاقوں کی اصلاح کی گئی۔

۱۱۔ صلح حدیبیہ

۱۔ فرزندانِ توحید کو گھراور وطن سے جدا حاضر ہوئے۔ چھ سال کا زمانہ گزر چکا تھا۔ مس کی زیارت کے لیے بے چین تھے۔ اسلام کی پوجا امرت عورت پر پہنچ گئی تھی۔ حضور نبی کریمؐ ہ سو مسلمانوں کو بے کر عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ قریش نے روکا۔ آخر مدینہ کے بعد حدیبیہ کے مقام پر یہ منہ بول ہو گیا کہ.....

”مسلمان اس سال تو واپس جائیں البتہ ایک سال کے لیے بعد“

اگر عمرہ کر سکتے ہیں..... البتہ.....

اس صلح سے گویا بڑی حد تک تمام مخالفوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک تو یہ کہ یہ منہ بولہ روکا تھا

اس سے بھی مصالحت ہو گئی دونوں کے مابین تعلقات قائم ہو گئے۔ اور آمدورہ

ہو گئی۔ قریش کو مسلمانوں کے اعمال و اخلاق کے آزادانہ مشاہدہ کا موقع ملا۔ جس سے اُن میں بھی اسلام پھیلنے لگا۔ اور اس مدت میں بکثرت عرب مشرف بہینہ منیہ اسلام ہوئے۔ اسی فرصت میں اپنے سلاطین عالم کو بھی دعوت اسلام دی اور تمام اُفراہ جہان کا ورد ساسے قوم کو دعوت نامے ارسال کئے اور اسلام کو دن و رات چو گئی ترچہ پوریان ہونے لگی۔

۱۲۔ فتح مکہ

رمضان ۱۰ھ

۱۔ تاریخ ابوالفداء میں لکھا ہے کہ وہ صلح نامہ جو درمیانہ بین فخر عالم اور اہل قریش نے حدیبیہ میں کیا تھا۔ اس کو قریش نے توڑ دیا۔ قبیح ہو جانے کی کاسبب یہ تھا کہ اس صلح میں قبیلہ بنی اہل قریش مکہ کا طرفدار تھا اور قبیلہ بنی خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت میں آگیا تھا۔ یہیں ایسی افتاد ہوئی کہ بنی کرمہ ہم اور بنی خزاعہ کا آپس میں نقائص واقع ہو گیا۔ اور بنی کرمہ نے کفار قریش کی مدد سے بنی خزاعہ پر غفلت کی حالت میں رات کے وقت چھاپا مارا۔ اسی وجہ سے وہ عبد بنامہ جو تھا قریش اور فخر عالم کیساتھ ہوا تھا فسخ ہو گیا۔ مگر آذکار قریش اپنی اس حرکت ناشائستہ اور اپنی عناد شکنی سے ناام ہوئے اور ابوسفیانؓ عرب جو حضور کا خیر تھا صلح نامہ جدید کی تکمیل کے لئے مدینہ گیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہؓ مطہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اُن کے مکان پر جا کر وہ چاہتا تھا کہ آدھے بستر پر بیٹھ جائے کہ ام حبیبہؓ نے فوراً وہ بستر لپیٹ دیا۔ اس فعل کے باعث اُن سے بیت نہ تھا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ بسے بیٹی تو نے ایسی حرکت کیوں کی۔ وہ یہ کہ یہاں رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور تو کافر مشرک بیدینا

ناپاک ہے" یہ سُنکر وہ اور بھی خفا ہوا۔ اور اُن کو برا بھلا کہنے لگا۔ اور وہاں سے اٹھ کر حضور کی خدمت میں آیا۔ اور باتیں کرنے لگا۔ مگر آپ نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ اور منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ عمر فاروقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں اس وقت تشریف رکھتے تھے باتیں کرنے لگا۔ انہوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا۔ اور وہ ناچار ہو کر مکہ واپس چلا گیا اور اہل قریش سے مدینہ کا سارا قصہ جا کر دہرایا۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ کیا کہ کفار کی سبقت سے پہلے ہی بے خبری کی حالت میں مکہ پر چڑھائی کرنی چاہی۔ اور ۱۰ رمضان ۶۱۰ھ کے اختتام کے بعد آپ دس ہزار چہارمین اور انصار جن میں پیادہ اور سوار شامل تھے اور دو ہزار مختلف قبائل عرب ہمراہ لے کر مکہ کی طرف گام فرما ہوئے۔ قریب مکہ پہنچے اہل اسلام کی یہ جلالتِ جلالت دیکھ کر ابو سفیان سردار مکہ بہت ہی گھبرایا۔ اور اُس کو اس طرح اضطراب ہوا کہ خوفِ جان اُس پر غالب ہوا۔ اور عہدہ برائی کی امید نہ دیکھ کر حضرت عباسؓ کے وسیلے سے آپ کی خدمت مقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت عباسؓ نے اُن کے اُمم کی درخواست پیش کی۔ حضور نے اُن کی درخواست قبول فرمائی اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی و سراپا بابرکت میں حاضر ہو کر ایمان لایا اور شہادت دی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔ افواجِ اسلام کو دیکھتے اور میخربہ ہوتے۔ اللہ اکبر اتنے مسلمان جوق جوق صف بندی سکے چلے آتے۔ اور ہر چار طرف سے مکہ کے اندر داخل ہوتے جا رہے ہیں۔ اصحابِ ارا بعد سوار فوراً جاتے۔ ایک طرف حضرت علیؓ علمِ اسلام ہاتھ میں لئے ہوئے مکہ میں جا پہنچے۔ دوسری

جانب سے اور دوسرے اصحاب کبار اپنی اپنی فوج لے کر داخل ہوئے ایک دوسرے
 صحابی بھی سردار تھے جو مکہ کے نیچے سے اپنی فوج ہمراہ لے کر چلے آ رہے تھے۔ کہ
 چند کفار قریش نے اُن سے مزاحمت کی اور پیر اندازی کرنے لگے۔ اس حالت کو دیکھ کر
 وہ قریش سے لڑے اور اڑتالیس کافروں کو جہنم واصل کر کے حضورؐ کی خدمت
 اقدس میں حاضر ہوئے اس لڑائی میں دو مسلمان بھی شہید ہوئے پیکر میٹھی بنیں
 سو رہے۔

۳۔ مکہ آخر ہفتہ یا آخر عشرہ رمضان بروز جمعہ فتح ہوا چونکہ سردار ابوسفیان اور
 اُن کے نائب بھی مسلمان ہو چکے تھے اس لئے رفتہ رفتہ تمام اہل مکہ مسلمان ہو گئے خالد بن
 ولید بھی بہت جری اور بہادر سپاہی تھے اپنے دوست و احباب اور عزیز و اقارب
 سمیت دین اسلام میں داخل ہوئے اور اسی دن ظہر کی اذان کے وقت بلالؓ نے
 بام کعبہ پر چڑھ کر باواز بلند اذان دی آپؐ نے جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھی اور
 تمام شہر والوں کو امان عطا فرمائی۔ اور ابوسفیان جو اسلام کے سخت دشمن تھے جنھوں
 نے ہر موقع پر اسلام کو نقصان پہنچایا تھا اور جو ہر لڑائی میں آگے آگے تھے اُن
 تک کو حضورؐ نے معاف کر دیا۔ اور صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اُن کے ساتھ یہ عزت بخشی
 کہ جو اُن کے گھر میں پناہ لیتا اُسے بھی معافی مل جاتی۔

۴۔ بعد فتح مکہ تمام اہل مکہ یکے بعد دیگر مسلمان ہو گئے اور کل عورتیں بھی ایمان
 لائیں۔ منجملہ ان کے ایک بیوہ بی بی یمنونہ بنت حارث مسلمان ہوئیں اور یہ خالد بن ولید
 کی رشتہ میں پھوپھی ہوتی تھیں۔ یہ بی بی اپنا کوئی وارث نہیں رکھتی تھیں۔ اور اُن کی
 عمر قبل اسلام کی وقت ۵۵ برس سے کچھ تجاوز کر چکی تھی۔ مگر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو اپنا وارث قرار دینے کے لئے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا حضور نے بنظرِ رحم بوقتِ مراجعت نکاح کر لیا۔ یہ بی بی آنحضرت صلعم سے از حد محبت رکھتی تھیں۔ آپ نے سب بیبیوں کے بعد انتقال فرمایا مگر وہاں سے عشقِ صادق کہ فانی الزمیل ہو گئیں جس جگہ حضرت میمونہؓ کا نکاح ہوا اسی مقام پر جبکہ وہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ حج کے لئے تشریف لارہی تھیں کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

۵۔ سب شہر میں صرغ گیارہ مرد اور چھ عورتوں کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ جہاں دیکھو ان کی گردن مار دو۔ کیونکہ ان کے جرم بہت سخت تھے۔ ان میں ایک وہ تھا جو وحی لکھا کرتا تھا۔ اور پھر اسلام چھوڑ کر مکہ بھاگ گیا تھا۔ ایک ابوسفیان کی بیوی ہندہ تھی جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ دانتوں سے چبایا تھا۔ نقاب اور کمرے آتی ہے اور رحمتِ عالمؐ کے عام معافی کے پیغام سے خوش ہو جاتی ہے اور چلا اٹھتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! آج سے پہلے مجھے آپ کے خیمہ سے زیادہ کسی خیمہ سے نفرت نہ تھی مگر آج سے آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی خیمہ مجھے پیارا نہیں معلوم ہوا۔

۱۱۔ رسولِ شریف

۱۔ جب آپؐ کی ہجرت پر اسلام کا جھنڈا بلند ہو چکا تو سب سے خوب سنے اس کو دین اسلام کی سچائی کا نشان مان لیا۔ اور ہر طرف سے لوگ کفر کے پھندے سے نکل کر اسلام کی امان میں آ رہے تو کعب ابن زبیر جو کلام اللہ۔ رسول اللہ اور دین محمدیؐ کا بھائی دشمن تھا۔ بدل و جان مسلمان ہو گیا۔ کعب بہت بڑا زبردست کافر اور شہور نامی گرامی شاعر اور کفار مکہ سے تھا۔ آنحضرت صلعم کے معتقدان اور دین اسلام کی تضحیک و ہجو و ملیج برابر

اشعار و قصائد میں کرتا تھا۔ جس روز مکہ فتح ہوا تھا وہ خوف کے مارے مسلمانوں سے روپوش ہو گیا۔ مگر اللہ جل شانہ نے کچھ ایسی توفیق اس کے دل میں عطا کی اور اسلام کی روشنی اس کے سامنے ایسی شعلہ ہوئی کہ فوراً مدینہ میں مخفی طور سے چلا آیا اور دفتہ مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ جہاں فخر عالم لوگوں سے مخاطب ہو کر وعظ و نصائح بیان کر رہے تھے اور کل اصحاب جو طرفہ حلقہ باندھے خاموش بیٹھے ہوئے بہت ہوش و گوش سے سن رہے تھے۔ کتب نے پہچانا کہ یہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پیٹھ کے اندر گھس کر اس مجلس وعظ میں حضور کے قریب پہنچا اور باوازی بلند کہا کہ یا رسول اللہ اگر میں کعبہ ابن زبیر کو ایک مسلمان کی صورت حضور اقدس میں پیش کروں تو کیلئے اس کی خطا آپ معاف فرما دیں گے رحمت عالم نے جواب فرمایا "ہاں" تب اس شاعر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں کعبہ ابن زبیر ہوں یہ سن کر بہتیرے صحابیوں نے چاہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو اس شاعر کی گردن اڑا دیں کیونکہ اس نے اہل اسلام اور بانی اسلام کی پوری مذہبیت کی ہے اپنے فرمایا۔ ہرگز ایسا نہ کرو میں نے اس کی خطا معاف کی ہے۔

۲۔ اس وقت کعبہ نے جو فن شاعری میں کامل دستگاہ اور ایک عمدہ جوش رکھتا تھا۔ آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چند قصائد پڑھنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا تمام حاضرین اس کی طرف مخاطب ہو گئے۔ وہ تمام عرب میں فن شاعری میں کامل سمجھا جاتا تھا ایک قصیدہ فضائل اسلام و بانی اسلام نہایت پاکیزہ اور فصیح و بلیغ الفاظ میں پڑھا آپ ایسے خوش و محظوظ ہوئے کہ اپنی روئے مبارک اتار کر اس کو انعام دیدی۔ جس کو اس نے اپنی تمام زندگی میں بہت حفاظت اور عظمت کیساتھ رکھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد نے حضرت معاویہؓ کو... ہزار دینار سرخ میں ہدیہ کیا۔ اور اس زمانہ سے آج تک برابر وہ

روئے مبارک شاہان اسلام کے پاس دست بدست محفوظ رہتی گئی۔ اور بنی امیہ
شاہان دمشق سے بنی عباسیہ شاہان بغداد کے خزانہ میں پہنچی اور اب تک وہ تیشہ
خانہ سلطنت ترکی میں محفوظ ہے۔

۱۴۔ غزوہ حنین

الثقیف اور بنو ہوازن عرب کے دو نہایت نامور اور دولت مند اور بہت بڑے قبائل
تھے ریاست امارت میں یہ قریش سے ہمسری کا دعویٰ رکھتے تھے۔ اور اسلام کی روز
افروز قوت اُن کے صبر و شکیب کے دامن کی وجہیاں اڑا کر رکھ دیتی تھی۔ اور یہ اس خیال
سے بہت ہی پریشان تھے کہ اُن کے امتیازات اور مشرک کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے ہوا
جاتا ہے۔ پہلے تو یہ دور سے بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے تھے مگر فتح مکہ کے بعد جبر و ضبط کا
دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انہوں نے اپنی جہارت جنگ اور کثرت دولت و تعداد
کے زعم میں جنگ کی زبردست تیاریاں شروع کر دیں: آپ چودہ ہزار جرار لشکر
لے کر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے یہ ایک اتنی بڑی تعداد تھی کہ مسلمانوں کے
مذہب سے بیباختہ نکل گیا کہ آٹھ کون ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکے خدا کو نیکو و غریب ناگوار
گزارا اور پہلے ہی حملہ میں مسلمانوں کے قدم اکٹڑ گئے اور آپ میدان میں منہارہ گئے۔
مگر اللہ تعالیٰ کو جہاں انہیں اس قلی کا بدلہ دینا مقادیر میں دین کی لاج بھی رکھنی تھی
جو جان نثار حضور نبی کریم کے گرد و پیش رہ گئے تھے حفصہ کے اشارہ سے انہیں آواز دی
دی گئیں۔ ان آوازوں پہ جو مسلمان جہاں تھے وہیں سے لوٹ پراشت کی جنگ ہوئی
اور فضل الہی سے مسلمان کا ایما ہوئے۔ چھ ہزار قیدی گرجا رہے اور مال غنیمت

تو اس کثرت سے ہاتھ آیا کہ اس کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔

۲۔ گرفتار گان میں آپ کی رضاعی بہن اور بھائی بھی تھے۔ اور آپ نے اس قبیلہ میں پرورش پائی تھی چنانچہ ایک سفارت قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے حاضر ہوئی۔ دریا گرم جوش میں آگیا اور آپ نے چھ ہزار قیدی وہیں کھڑے کھڑے چھوڑ دئے اس طرح کہ سب کو لباس وغیرہ بھی تقسیم ہو گئے۔

۳۔ حنین کے شکست خوردہ مشرک بھاگ کر طائف کے قلعہ میں جمع ہوئے اور لڑائی کا سامان شروع کر دیا اس لئے حنین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے اور کھوٹے و ذیل قلعہ کا محاصرہ کر کے بوٹ آئے۔

۱۰۔ غزوہ تبوک

تبوک مدینہ اور دمشق کے درمیان شام میں ایک مقام ہے۔ ۹ھ میں آنحضرت نے اس پر فوج کشی کی، اس کا باعث یہ ہوا کہ ۹ھ میں مدینہ میں ہمارے زور شور سے خبر پھیلی کہ رومی بڑے سامان سے مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے ہیں۔ نجم و جذام عرب قبیلے بھی ان کے ساتھ ہیں، چونکہ مسلمان اور شامیوں میں چھڑ چکی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو اس کے صحیح سمجھنے میں تاثر ہوا۔ اور رسول اللہ نے تیاری کا حکم دیدیا۔ اتفاق سے اس سال عرب میں سخت قحط تھا۔ گرمی بڑے غضب کی پڑ رہی تھی اس لئے لوگوں کو نکلنا بہت شاق تھا۔ منافقوں کو موقع مل گیا۔ انہوں نے خفیہ مسلمانوں کو روکنا شروع کر دیا۔ مسلمان یونہی تنگدست تھے۔ قحط نے اور حالت زبوں کر دی تھی۔ اس لئے اپنے تمام قبائل عرب سے چندہ طلب کیا، متمول صحابہ نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں حضرت

عثمانؓ نے تین سوا دہائیوں سے مدد کی۔ پھر بھی بہت سے صحابہؓ ناداری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے قرآن نے اُن کی معذوری کی وجہ سے انہیں چھاد کی شرکت سے مستثنیٰ کر دیا۔ اور آپ حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر تیس ہزار صحابہؓ کو لے کر مدینہ سے شام روانہ ہوئے۔ تب تک پہنچ کر معلوم ہوا کہ رومیوں کے حملہ کی خبر صحیح نہ تھی لیکن بالکل غلط بھی نہ تھی۔ ایک عنانی سردار عربوں سے ساز باز کر رہا تھا۔ حضور نے بیس دن قیام فرمایا۔ اس دوران میں ایلہ رئیس یوحنا اور جربا اور ادرج کے عیسائیوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کیا۔ دہمہ الجبال کا عرب سردار کیدرقیصر کے ماتحت تھا۔ آنحضرتؐ نے حضرت خالدؓ کو اس کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا انہوں نے جا کر اس کو گرفتار کر لیا پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دینے کی شرط پر رپا کر دیا۔ چونکہ تبوک میں رومیوں کی تیاری کی کوئی خبر نہ ملی اس لئے بیس دن قیام کرنے کے بعد آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

نواب

۱۔ سفارت اسلام

اسلام کو اپنی زناہ گی کے انیسویں برس یہ موقع ملا کہ وہ دنیا کو اطمینان کے

جیزہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لگے پیغمبروں کی امتوں کے ساتھ یہ غایت رہی گئی ہے کہ وہ اگر تھوڑا سا محصول لے کر مسلمانوں کی رعایا بن جائیں تو مسلمان ان کی ہر طرح کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھالیں اس محصول کا نام قرآن پاک میں "جزیہ" رکھا گیا ہے۔

۱۲-۳- عطا

ساتھ اپنا پیغام سنا سکے اس زمانہ میں لوگ اپنے اپنے رئیسوں اور بادشاہوں کے تابع ہوتے تھے۔ جو وہ کرتے تھے وہ سب کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے ایک دن مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے فرمایا۔ لوگو! خدا نے مجھے ساری دنیا کی رحمت بنا کر بھیجا ہے اب وقت آیا ہے کہ تم اس رحمت کو دنیا والوں میں بانٹو۔ اٹھو۔ اور حق کا پیغام ساری دنیا کو سناؤ۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں میں چند ہوشیار مسلمانوں کو چنا۔ اور ان کو اسلام کی دعوت کے خط و دے کر اس پاس کے رئیسوں اور بادشاہوں کے پاس بھیجا۔ جن کے حالات ذیل میں اختصار کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) بصرہ کے حاکم کے نام نامہ

جنگ موتہ شہ

۱۔ شہ میں آنحضرت نے حادثہ بن عمر کو ایک خط دے کر بصرہ کے حاکم کے پاس بھیجا۔ لیکن راستے میں موتہ کے حاکم شرجیل نے انہیں پکڑ کر شہید کر دیا۔ اور خط پھاڑ دیا۔ و سورا کے ایلی کو کوئی بھی کچھ نہ کہتا تھا۔ نیز قاصدان اسلام کے ساتھ بھی کسی نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ قاصد کا قتل معمولی بات نہ تھی آنحضرت کو بہت افسوس ہوا۔ اور تین ہزار کے لشکر پر زید بن حارثہ کو (جو آپ کے آزاد غلام تھے) اور جن کی پرورش آپ نے بیٹے کی طرح کی تھی۔ سردار بنا کر حاکم موتہ کو سزا دینے کے لئے روانہ کیا۔ چلتے وقت آپ نے فرما دیا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائیں۔ تو ان کی جگہ جعفر ابوطالب سپہ سالار ہوں۔ اگر وہ بھی نہ رہیں تو عبد اللہ بن رواحہ علم سنبھال لیں۔ اور ان کے بعد جس کو مسلمان پسند کریں۔ وہی سپہ سالار ہو۔ شرجیل کو بھی کسی طرح ہتہ چل گیا۔ اس

نے اپنے بھائی شدوس کو لشکر دے کر مقابلہ کے لئے بھیجا۔ تھوڑی دیر کے بعد شدوس مارا گیا۔ شرجیل کو خبر ہوئی تو اس نے بصرہ اور روم کے بادشاہوں سے فوجیں منگائیں اور ایک لاکھ کی فوج لیکر مقابلہ پر آڈٹا۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ بعض کی رائے تھی کہ ہم بھی آنحضرت کو لکھ کر فوج منگائیں لیکن عبداللہ بن رواحہ نے ایک جوشیلی تقریر کر کے مسلمانوں کو گرا دیا۔ اور وہ پھرتے ہوئے شیر کی طرح کفار کی صفوں میں جا پڑے۔ غضب کارن پڑا۔ بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ زید بن حارثہ جعفر بن ابوطالب اور عبداللہ بن رواحہ آنحضرت کے ارشاد کے مطابق باری باری سے علم بردار ہو کر شہید ہوئے پھر خالد بن ولید نے جھنڈا سنبھالا۔ اور سپاہیوں کو آگے پیچھے کچھ اس طرح کھڑا کیا کہ کفار بھی سمجھے کہ مسلمانوں کو بھی مدد پہنچ گئی ہے۔ حضرت خالدؓ نے اس روز سے حملہ کیا کہ آپ کے ہاتھ میں اس روز آٹھ تلواریں ٹوٹیں۔ ان کی اس بہادری سے کفار پر ہیبت چھا گئی۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان کامیابی سے واپس آئے۔

۳۔ آنحضرت مدینہ میں بیٹھے اس جنگ کا سارا حال بتاتے رہتے کہ اب زیدؓ شہید ہوئے اور اب جعفرؓ اور اب عبداللہؓ۔ جب حضرت خالدؓ نے حکم لیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اب سیف اللہ نے علم سنبھالا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ یہ آنحضرت کا کھانا معجزہ تھا۔ اسی دن سے حضرت خالدؓ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کہنے لگے۔

(۴) سنجاشی کے نام نامہ

یہ حبشہ کا بادشاہ تھا۔ اس کے نام عمرو بن اُمیہ غمری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ایک

نامہ بھیجا جس میں ارشاد تھا کہ

”میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی رائق عبادت نہیں۔ وہ سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ وہ سب عیبوں سے پاک سلامتی بخشنے والا اور سب پر غالب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ خدا کا بندہ، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔ اور میری روح دکلمہ کے باعث حاملہ ہوئی۔ خدائے عیسیٰ کو اپنی روح پیدا کیا تھا۔ جو مریم کے پیٹ میں رکھ دی گئی تھی جیسا کہ اُس نے آدم کو اپنی مہربانی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا تھا۔ اُس میں اپنی روح چھونک دی۔۔۔۔۔ بخاشی! میں تمہیں اُس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اُسکی عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔ مناسب ہے کہ تم میری نبوت پر ایمان لے آؤ۔ کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے تم کو پیغام پہنچا دیا۔ اور نصیحت کر دی۔ سو تم میری نصیحت مان لو۔ اُس شخص پر سلامتی ہو جو سیدھے راستے پر چلا۔۔۔۔۔“

بخاشی نے آپ کے خط کو بڑی عزت سے لیا۔ اور پڑھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے آنحضرت کے خط کا جواب دیا جس میں اپنے اسلام اور زیارت کے شوق کا حال لکھا۔ اور اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ بہت سے تحفے دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اور آپ کے دونوں حکموں کی تعمیل کی۔

۱۳) ہرقل قیصر روم کے نام نامہ

اس نامہ کو وجہہ کلہی کے ذریعہ بھیجا۔ ہرقل نے بھی سفیر کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اس نامہ کا مضمون یہ تھا

”اے ہرقل روم! اسلام قبول کرنا کہ سزا موت ہے اور خدا تجھے اس کا اجر دے گا۔ اگر تو منہ پھیر لے گا اور دین اسلام قبول نہیں کرے گا تو ایک تو تیرے اپنے انکار کا وبال تجھ پر پڑے گا۔ دوسرے تیری رعایا کے اسلام کو نہ قبول کرنے کا عذاب بھی تجھ کو ہو گا۔“

جس وقت یہ نامہ وجہہ کلہی لے کر پہونچے۔ اس وقت ایران پر فتح حاصل کر چکی خوشی بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ اس واسطے وجہہ کلہی ہاکم بصرہ کی وساطت سے بیت المقدس میں اس کے پاس جا پہونچے۔ ہرقل نے وجہہ کلہی کو خلوت میں بلا کر کہا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی پیغمبر ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کی تعریف و توصیف آسمانی کتابوں میں ہم نے پڑھی ہے۔ مگر افسوس کہ میں ان کے متابعت نہیں کر سکتا کیونکہ ایسا کروں تو مجھے مار ڈالیں گے۔ میں نبوت کا قائل ہوں۔ بعد ازاں اس نے وجہہ کلہی کو ایک پادری کے پاس پہونچایا۔ جس نے حالت سسنگہ آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور گرجا میں آکر لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ نگرانیوں نے اسے وہیں شہید کر دیا۔ وجہہ کلہی نے یہ حال ہرقل کو سنایا۔ تو اس نے کہا عیسائیوں میں یہ شخص مجھ سے زیادہ ہر دل عزیز اور ذی وقار صاحب فضل و کمالی تھا۔ جب اس کا یہ حال ہوا تو میرے ساتھ

اگر ایمان لاؤں تو اُس سے بھی بُرا بُراؤ کریں گے۔

(۴) شاہ ایران کے نام نامہ

ان دنوں خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا۔ آپ نے عبداللہ بن خذافہؓ بھی
رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حاکم بحرین کی معرفت اُسے نامہ بھیجا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ:-

"اے فارس کے بزرگ! میں خدا کا رسول ہوں۔ اور

میری رسالت کا مقصد یہ ہے کہ تمام لوگوں کو آخرت کے عذاب

سے ڈراؤں سو اگر تم بھی عذابِ آخرت سے امن میں رہنا چاہتا ہو

تو خدا کا حکم میں تجھے سناؤں۔ اُس کو مان۔ اور میری پیروی اختیار

کر ورنہ تیرے اپنے انکار اور تیری تمام رعایا کے نہ ماننے کا عذاب

تیری گردن پر ہو گا۔"

خسرو نے نام پڑھ کر ہنایت بیچ و تاب کھایا۔ اور مارے غصہ کے اس نامہ کو

پھاڑ ڈالا۔ خسرو کی شقاوت نے یہی نہیں کیا۔ بلکہ اُسی وقت یمن کے حاکم کے نام حکم

بھیجا کہ حجاز کے اُس شخص کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پکڑ کر میرے پاس بھیج

دے۔ حاکم مذکور نے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔ عرض اس نے دو آدمی آپ کے

پکڑنے کے واسطے مدینہ روانہ کئے۔ یہ شخص جب مجلسِ نبوی میں آئے تو ان پر ایسی ہدیت

چھائی کہ اگر آپ ان کو اپنے سامنے سے نہ اٹھا دیتے تو ان کا بندہ نہ جڑا ہو جاتا۔ دوسرے

دن آپ نے ان کو پھر بلایا۔ اور فرمایا کہ جاؤ اور اپنے حاکم کو خبر دو کہ رات تمہارے بادشاہ

کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر ڈالا اور قریب ہے کہ میرا دین اس ملک میں پھیل جائے۔

اگر تو اسلام قبول کر لے گا تو جتنا ملک تیرے ماتحت ہے وہ تیرے ہی پاس رہے گا۔ جب یمن کے حاکم کو یہ پیغام پہنچا اور ساتھ ہی فارس سے خسرو کے مرہٹے کی خبر کی تصدیق بھی ہو گئی تو وہ اپنی رعایا سمیت مسلمان ہو گیا۔

۵) مقوقس والی مصر کے نام نامہ

اس کے پاس حاکم بن ابی بلندر رضی اللہ عنہ نامہ لے کر گئے۔ اُس نے سفیر اور نامہ کی بہت تعظیم کی۔ مضمون یہ ہے :-

"اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمدؐ کی طرف سے قوم قبط کے سردار مقوقس کی طرف ہدایت کی پیروی کرنا اس لیے کہ سلام ہو! اب بعد میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو محفوظ ہو جائے گا۔ اور خدا تجھے دگنا اجر دے گا۔ اور اگر تو نے اعراض کیا تو قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر لازم آئے گا۔ اے اہل کتاب آؤ ہم ایک ایسی بات پر اتفاق کر لیں کہ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (یعنی) یہ کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور یہ کہ ہم میں سے کوئی دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر وہ اعراض کریں تو نہیں دیکھو کہ اس بات پر گواہ ہوتا کہ ہم اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔"

مضمون نامہ پڑھ کر حاکم سے خدمت میں بہت سی باتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ جو

ادصاف ٹوٹے بیان کئے ہیں وہ سب اس پیغمبر کے ہیں جس کے آنے کی خبر حضرت عیسیٰ نے دی ہے..... سبے شک سب پر غالب آئے گا۔ اور اس کے اصحاب اس ملک کو فتح کر لیں گے۔ پھر حاطبؓ کو چند تھکے اور نامہ کا جواب دے کر واپس کر دیا۔ اس نامہ کا مضمون یہ تھا:-

”میں نے آپؐ کا خط پڑھا۔ اور اُسے سمجھا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر خاتم النبیین ہو گا۔ آنے والا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ شام میں ہو گا۔ میں آپؐ کے پیغمبر کے ہاتھ آپؐ کے لئے اپنی ہاں کی عمدہ چیزیں بطور تحفہ بھیجتا ہوں۔ قبول ہوں۔“

تھکوں کی تفصیل یہ ہے:- مار یہ قبلی اور اس کی بہن سرین۔ چار تڑکی لونڈیاں ایک خواجہ سرا، ایک سفید۔ پتھر جس کا نام دلدل تھا، ایک گدھا جس کا نام عقیبر یا یغور تھا، کچھ کپڑے کچھ شہر، ہزار مثقال سونا۔ اس کے علاوہ حاطبؓ کو بھی پانچ جا بے اور سو مثقال سونا عطا کیا۔

(۴) والی شام کے نام نامہ

اس کا نام حارث بن ابی سمر غالی تھا۔ اس کے پاس شجاع بن وہب تقریباً اسی مضمون کا نامہ لے کر گئے تھے جو موقوف کے نام بھیجا گیا تھا۔ یہ قیصر روم کے ماتحت تھا۔ اور ان دنوں وہ اس علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ اس لئے کچھ عرصہ تک اس کی ملاقات نہ ہوئی۔ اسی اثناء میں اس کے درباریوں میں ایک شخص مسلمان ہو گیا۔ اس نے شجاعؓ کی بہت خاطر تواضع کی اور موقع پا کر حاکم سے ملاقات کرا دی۔ جب شجاعؓ حاکم

کے سامنے ہوئے تو انہوں نے فخر و دو عالم کا فرمان پیش کیا۔ مگر اس نے اسس کے
 پڑھتے ہی پھینک دیا اور بہت سی نامناسب باتیں کیں۔ بلکہ خوش میں آکر فوج کو بھی
 جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ لیکن جنگ کے واسطے قیسر کی منالوری یعنی ضروری تھی اس
 لئے فوراً اس کی خدمت میں ایک درخواست لڑائی کی منظور ہونے کے واسطے بھیج دی۔
 اور اس میں سب حالات مفصل درج کر دیئے۔ جب یہ تحریر قیسر کے پاس پہنچی تو اس
 نے جواب دیا کہ ابھی ارادے کو ملتوی رکھو۔ اور میرے پاس چھنے آؤ۔ مشورے کے بعد
 جیسی مصلحت ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس جواب اُس نے پر حاکم مذکور نے شجاع
 کو تنگوشقال سونادے کر رخصت کر دیا۔ ایک فرمان مندر بن سادوی شاہ بحرین کے
 پاس بھیجا تھا

(۷) والی یمامہ کے نام نامہ

اس کا نام ہو تو تھا۔ اس کے پاس سلیط بن عمر غامری نامہ لے کر گئے۔ نئے فرمان
 کا معنون یہ تھا :-

"میں خدا کا رسول ہوں۔ میرا دین عنقریب ان سب مغان

میں پھیل جائے گا جہاں چار پاؤں کے پاؤں پہنچتے ہیں

تم کو بھی چاہئے کہ مسلمان ہو جاؤ تاکہ دنیا اور آخرت کی آفتیں اور

معیبتوں سے محفوظ ہو۔"

بو تو نے سفیر کی بہت تعظیم کی اور معقول انعام دیا۔ اور فرمان کا جواب یہ تحریر کیا۔

"جس طریق کی طرف آپ تعلقت کو بلا رہے ہیں۔ بہت

اچھا ہے میں شاعر اور خطیب ہوں۔ اس واسطے عرب میں میرا

بہت بڑا رعب ہے اور لوگ میری بڑی عزت کرتے ہیں۔ آپ اپنی

ملک سے کچھ دے دیں تو میں متابعت کر لوں گا۔

لیکن آپ نے اس کے اس دنیا پرستی کے ساتھ ایمان لانے کو پسند نہیں فرمایا

اور کچھ جواب نہیں دیا۔

سوال باب

۱۔ عمرہ شہ

عمرہ ایک قسم کا چھوٹا حج ہے، جس میں احرام کے ساتھ کعبہ

کے گرد گھوم کر اور صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے بیچ میں تیز

چل کر کچھ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

پچھلے سال حدیبیہ میں طے پایا تھا کہ اگلے سال مسلمان مکہ آکر عمرہ ادا کر لیں۔ اس

شرط کے مطابق فخر و دو عالم نے عمرہ کا اعلان کیا، اور مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ جوش

کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ شرط تھی کہ مسلمان ہتھیار اتار کر مکہ میں داخل ہوں گے۔ اگرچہ

یہ شرط پوری کرئی خطرہ سے خالی نہ تھی مگر مسلمانوں نے خانہ کعبہ کی زیارت کے شوق

اور مفاد کے احترام میں اس شرط کو پورا کیا۔ مکہ سے آٹھ میل ادھر ہی سائے ہتھیار

اتار کر رکھ دیئے گئے۔ اور دو سو سواروں کا ایک دستہ اس کی حفاظت پر متعین ہوا باقی

مسلمانوں نے مکہ میں داخل ہو کر جوش و خروش کے ساتھ جھومتے تینے عمرہ کے سب کام پورے کئے۔ تین دن بعد شرط کے مطابق آپ مکہ سے نکلے۔

۲۔ پہلا حج سہ

حج اکبر

۱۔ اسلام کی دعوت شروع ہوئے بائیس برس ہو چکے تھے۔ بائیس برس کی لگاتار کوششوں سے اب عرب کا ذرہ ذرہ اسلام کے نور سے چمک رہا تھا۔ لا الہ الا اللہ کی آوازیں اس کی ہر گھائی سے ادبچی ہو رہی تھیں۔ یمن کی سرحد سے لیکر شام کی سرحد تک اب اسلام کی حکومت تھی۔ اوزن کا گھرا ب توحید کا مرکز بن چکا تھا۔ اب وہ وقت آیا کہ اسلام کا وہ مذہبی دربار جو حج کے نام سے مشہور ہے اللہ کے بنائے اور حضرت ابراہیمؑ کے بتائے ہوئے دستور کے مطابق آراستہ ہو۔ بتوگ سے واپسی پر فخر و عالم نے سہ میں ذیقعد کے آخر یا ذی الحجہ کے شروع ہینہ میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے مکہ کو روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس قافلہ کے سردار، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے نقیب اور حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابرؓ اور حضرت ابوسریحہؓ منادی اور معلم بنائے گئے تھے۔ اور قربانی کے لئے بیس اونٹ ساتھ تھے۔

۲۔ قرآن نے اس حج کا نام حج اکبر (بڑا حج) رکھا ہے۔ کیونکہ یہ کفر کی حکومت ختم ہو جانے اور اسلام کے عہد کے شروع ہونے کا سب سے پہلا اعلان تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کے صحیح طریقے بتائے اور سکھائے۔ اور قربانی کے

دن کھڑے ہو کر اسلام کا خطبہ پڑھا۔ اور ان کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب نے برات کی اس سورۃ سے چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ جن میں کافروں سے ہر طرح کے تعلق توڑے جانے کا اعلان تھا۔ اور منادی کر دی گئی کہ اب سے کوئی مشرک خانہ کعبہ میں نہ آئے پائے گا، اور نہ کوئی تنگا ہو کر حج کر سکے گا۔ اور صلح کے وہ تمام معاہدے جو مشرکوں سے ہوئے تھے آج سے چار ہینہ کے بعد سے ٹوٹ جائیں گے۔

کیا یہ ہوا باب

۱۔ حکومت اسلام

سندھ میں مکہ تمام کافروں سے پاک ہو گیا۔ اور اسلام کا نور سارے عرب اور حجاز میں پھیل گیا لیکن عرب کے کچھ صوبے ایسے باقی تھے جو آفتاب رسالت کے دامن سے نہیں سپٹے تھے۔ چنانچہ فخر دو عالم نے ایک ایسا گروہ یمن، عمامہ، بکرین، عمان ملک شام اور دنیا کے دوسرے حصوں میں بھیجا جو دین اسلام کا نمونہ اور اسلامی پیام کا قاصد بن کر ہدایت کا پیام اور عمل پہنچا سکے۔ اور اس طرح ساری دنیا اسلام کی تعلیم سے منور ہو سکے۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے حق کی آواز عرب کے ایک ایک گوشہ اور دنیا کے دوسرے حصوں میں پہنچ گئی۔ اور خدا کے سوا ہر باطل کا خوف آسمان و زمین کی ہر قوت کا ڈر، ہر باطل و سومہ کا ہراس، دیو، فرشتہ، بھوت، پریٹ، چاند، سورج، ستارے، دریا، جنگل، پہاڑ، غرض کہ ہر مخلوق، ہر طاقت اور ہر مادی

اور روحانی مظہر کی خدائی ہیبت جو کمزور انسانوں پر چھپائی تھی اس سارے ظلم کو توڑ کر ایک
نئی قوم انہی امت، نیا تمدن، نیا قانون اور نیا نظام زمین کے پرودہ پر قائم کر دیا۔

۲۔ تکمیل دین اور اسلامی تنظیم

اب عرب بلکہ سارے حجاز میں اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ توحید کی اشاعت
کی راستے مشکل کا ہر ہر پتھر میٹ چکا تھا۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی
آواز سے عرب کا پورا جزیرہ گونج اٹھا۔ تو وقت آیا کہ دین اپنے پورے احکام کے
ساتھ تکمیل کا درجہ پاسے۔ چنانچہ اس کا نظام قائم کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ
فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے قرآن پاک کی وہ آیتیں اُتریں جو دیوں میں نرمی، خون
میں گرمی اور خیالوں میں تبدیلی پیدا کریں، جب یہ ہو چکا تو احکام کی آیتیں آئیں۔

۱۔ مناز

اس وقت اللہ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ اپنے سارے حکموں سے ان کو آگاہ
کیا۔ ان کو بتایا گیا کہ دن میں پانچ دفعہ حضرت ابراہیمؑ کی مسجد کعبہ کی طرف منہ کر کے خدا
کے حضور میں کھڑے ہوں۔ گھٹنوں کے بل جھک کر در کوع (اپنی بنا گی کا اقرار
کریں۔ پھر زمین پر سر رکھ کر سجدہ اپنا غمز نما پاں شکل میں ظاہر کریں۔ یہ
مناز کہلائی۔

۲۔ جماعت

یہ مناز سارے مسلمان ایک وقت پر ایک جگہ اکٹھے ہو کر آم کے پچھے ایک

ساتھ ادا کریں۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ نماز جس طرح خدا اور بندہ کے لگاؤ کی سب سے مضبوط کڑی ہے اسی طرح یہ مسلمان کے قومی نظام کی حقیقی شکل بھی ہے۔ یعنی سارے مسلمان ایک ہو کر ہر فرق کی قید کو توڑ کر۔ ایک صف میں کھڑے ہو کر ایک ایسی متحد جماعت کی صورت بن جائیں کہ ان کے تمام ظاہری فرق مٹ جائیں۔ اور وہ سب مل کر ایک امام کے ایک ایک اشارے پر حرکت کریں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ نماز میں سارے مقتدی پاؤں سے پاؤں ملا کر خوب مل کر کھڑے ہوں تاکہ ان کے دل بھی اسی طرح مل جائیں۔ اسلام کے سارے احکام میں نماز کی حیثیت سب سے بڑی ہے۔ اس لئے اس کو دین کا ستون فرمایا۔ اس میں قرآن اور دعا کے سوا ہر قسم کی انسانی بول چال، اشارے، سلام و کلام وغیرہ کی ممانعت ہے۔ اور ایک ساتھ ایک جگہ مل کر نماز پڑھنا جس کو جماعت کہتے ہیں واجب ٹھہرایا گیا۔

۳۔ قبلہ

نماز کی سمت خانہ کعبہ مقرر ہوئی تاکہ دنیا بھر کے مسلمان وحدت کے ایک رنگ میں نمایاں ہوں۔

۴۔ جمعہ

ہفتہ کی اجتماعی نماز جس کا نام جمعہ ہے آبادی کے سارے مسلمان مل کر ایک ساتھ دن کی روشنی میں دوپہر کے وقت زوال کے بعد ادا کریں۔ اور امام جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے۔

۵۔ خطبہ

نماز سے پہلے خدا کی تعریف (حمد) اور قرآن کی تلاوت کے ساتھ مسلمانوں کی تعلیم، تنبیہ اور نصیحت سے بھری ہوئی مختصر تقریر جس کو خطبہ کہتے ہیں پڑھائیں۔

۶۔ اِمَام

مسلمانوں کے معلم، مبلغ، مفتی اور پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں وہ ان کو اچھی باتیں سکھائیں بری باتوں سے روکیں۔ ان کو ضرورت کے مسئلے بتائیں۔ اور بچوں کو اللہ رسول کا کلمہ سکھائیں۔ دین کی باتیں بتائیں۔ اور قرآن کی تعلیم دیں۔

۷۔ مسجد

ہر آبادی میں خدا کے نام سے نماز اور مسلمانوں کی دوسری اجتماعی ضرورتوں کے لئے مسجدیں بنائیں یہ مسجدیں ان کی نماز اور جماعت کا گھر، ان کی تعلیم کا مدرسہ، ان کے وعظ و پسند کا مقام، ان کے قومی و دینی کاموں کی مشورہ نگاہ اور ان کے قاضیوں اور حاکموں کی عدالت قرار پائیں۔

۸۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ کا نظام غریب مسلمانوں کی امداد کے لئے مقرر ہوا۔ یعنی یہ کہ ہر مسلمان ہر سال اپنے اس سونے چاندی کے مال پر جو اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اس سال کے بعد کے

بند اس کا چالیسواں حصہ خدا کی راہ میں دے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس سوئے چاندی کے علاوہ جانور ہوں، یا کھیت ہوں تو ان پر مختلف تعدادوں کے مطابق ایک حصہ خدا کے کاموں کے لئے فرض کیا گیا۔

۹۔ بیت المال

یہ ساری زمینیں اور جانور اور پیداواریں مسجد کے مؤذن یا کسی عامل کے پاس جمع کی جائیں۔ اور ضرورت کے مطابق ضرورت مندوں میں بانٹ دی جائیں۔ فخر و عالم کے بعد اس کام کے لئے ایک الگ دفتر بنادیا گیا تھا۔ جس کا نام بیت المال رکھا گیا۔

۱۰۔ عامل

زکوٰۃ کے تحصیل وصول کے لئے لوگ مقرر کئے جائیں جن کو عامل کہتے ہیں۔

۱۱۔ روزہ

مسلمان کو اللہ کی طرف سے قرآن کی صورت میں زندگی کا جو ہدایت نامہ ملا اس کی خوشی اور تعزیر میں اس کی سالانہ یادگار اسی مہینہ میں جس میں قرآن پاک پہلی دفعہ آسمان اول پر نازل ہوا۔ یعنی رمضان کے مہینہ میں ہر سال سنا نا ضروری ٹھہرایا گیا۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شکریہ ادا کریں۔ اور مہینہ بھر اسی کیفیت میں گزاریں۔ جس کیفیت میں اس مہینہ کو اسلام کے پیغمبر اور قرآن کے پہلے مخاطب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزارا۔ یعنی صبح سے شام تک مہینہ بھر ہم کھانے پینے

اور دوسری نفسانی کاموں سے پرہیز کریں جس کا نام روزہ ہے۔

۱۴۔ تراویح

اور ہوسکے تو راتوں کو کھڑے ہو کر دو دور کعتوں میں کلام پاک سنیں جبکو تراویح کہتے ہیں اور دوسری عبادتوں میں یہ ہینہ بسر کریں۔

۱۵۔ عقیقہ

ہینہ کے ختم ہونے پر سوال کی پہلی تاریخ کو عید کا دن منائیں۔ اچھے اچھے کپڑے پہنیں۔ خوشبو لگائیں اور سب مل کر عید گاہ جا کر شکرانہ کی دو رکعتیں ادا کریں۔

۱۶۔ صدقہ الفطر

اور اسی دن نماز سے پہلے غریبوں کے کھانے کے لئے غلہ کی کچھ مقدار ان کی نذر کریں تاکہ وہ بھی یہ دن خوشی خوشی منائیں۔ اس کو صدقہ الفطر کہتے ہیں۔ اس غلہ کی قیمت دیدینا بھی جائز ہے۔

۱۷۔ حج

۱۔ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ خانہ کعبہ وہ مقدس مسجد ہے جس کی دنیا کے ہر حصہ سے ایک خدا کے سامنے والے سال میں ایک دفعہ اکٹھے ہو کر ابراہیمؑ کے طریق سے خدا کی عبادت کریں اور جن مسلمانوں کو طاقت ہو اور ان کے پاس راستہ کا خرچ ہو

مکہ غریب اور محتاج کو

وہ عمر میں ایک دفعہ اس مسجد میں حاضر ہوں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس مسجد کے چاروں طرف پھیریں کریں۔ جو طواف کہلاتا ہے۔ اور صفا اور مروہ۔ نامی دو پہاڑیوں کے بیچ میں ویسے ہی دوڑ دوڑ کر اللہ سے دعا مانگیں جیسے حضرت ہاجرہؑ دوڑی تھیں۔ اور عرفات و منیٰ کے مہمانوں میں خدا کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اور منیٰ میں اگر حضرت اسمعیلؑ کی طرح قربانی کا جشن منائیں۔

۴۔ کلمہ توحید کے بعد اسلام کے یہ چار رکن ہیں۔ یہ چاروں رکن اب تکمیل کو پہنچ گئے اور دین کے وہ احکام جو اخلاق کی پاکی اور معاملات میں عدل اور انصاف کا لحاظ رکھنے کے لئے ضروری تھے۔ وہ مسلمانوں کو سکھا دیئے گئے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے انسانیت نے مساوات کا سبق سیکھ لیا۔ قریش اور غیر قریش عرب اور عجم، کاتے اور گوتے، امیر اور غریب سب ایک خدا کے بندے ہو کر اسلام کے ہر حق میں اور آخرت کے ہر مرتبہ میں برابر ٹھہر گئے۔ انسانوں کی پیدا کی ہوئی ساری تفریقیں مٹ گئیں۔ آپ ایک آدم کے بیٹے ٹھہرے اور آدم مٹی کا پتلا تھے۔

بارہواں باب

حجۃ الوداع سلمہ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد کی خاطر زمین کے پردہ پر بھیجا تھا۔ جب وہ انجام پاچکا تو اطلاع آئی کہ تمہارا کام پورا ہو چکا اب تم خدا

کے پاس واپسی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سورۃ نصرہ۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ۔ اس واقعہ کی خبر ہے۔

۴۔ ذیقعد سنہ ۱۰ھ میں فخرِ دو عالم مکہ معظمہ حج کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔

۵۔ ذیقعد کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر اور تہم باندھا۔ اور ظہر کی نماز کے بعد مدینہ سی باہر نکلے۔ مدینہ سے چھ میل پر ذوالکلیفہ کے مقام پر رات گزاری اور دوسرے دن دوبارہ غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر قحطوانامی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے یہ الفاظ فرمائے جو اب تک ہر حاجی کا ترانہ ہے

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لے خدا ہم تیرے لئے حاضر ہیں

لَا شَرِيكَ لَكَ لے خدا ہم تیرے لئے حاضر ہیں

لَبَّيْكَ اَبْنَا مُحَمَّدُ تیرا کوئی شریک نہیں ہم تیرے سامنے

وَالنَّعْمَةُ لَكَ وَالْمَلَكُ حاضریں تحریف اور لغت سب تیری آ

لَا شَرِيكَ لَكَ اور بادشاہی تیری ہی تیرا کوئی شریک نہیں

حضرت جابر جو اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے انکے

اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے دائیں بائیں جہانتک نظر کام کرتی تھی۔ آدمیوں کا جنگل نظر آتا

تھا۔ جب فخرِ دو عالم لبّیک فرماتے تھے تو اس کے ساتھ کم و بیش ایک لاکھ آدمیوں

کی زبان سے یہی نعرہ بلند ہوتا تھا۔ اور دفعۃً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی آواز

سے گونج اٹھتی تھیں۔ اس طرح منزل بہ منزل آپ آگے بڑھتے چلے یہاں تک کہ انوار

کے روز ۱۵ ذوالحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ نظر آیا تو ہزایا لے کر خدا! اس گھر کو

عزیزت اور شرف دے! کعبہ کا خدو اف کیا۔ مقام ابراہیمؑ میں گھڑے ہو کر دو رکعت نماز

ادا کی۔ اور صفائی پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا :-

”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں
 اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد ہے وہی مانتا اور جلاتا ہے۔
 اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کوئی خدا نہیں۔ مگر وہی اکیلا
 خدا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور
 اکیلے سارے جتنوں کو شکست دی“

عمر شہ فارغ ہو کر آپ نے دوسرے صحابیوں کو احرام کھول دینے کی ہدایت
 فرمائی۔ جمعرات کے روزہ رومی الحجہ کہ آپ نے سارے مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام
 فرمایا۔ دوسرے دن ۹ رزی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے۔ عام مسلمانوں
 کے ساتھ عرفات آکر ٹھہرے۔ دوپہر ڈھل گئی تو قحوا پر سوار ہو کر میدان میں آئے،
 اور اسی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے حج کا خطبہ دیا۔ خطبہ ختم ہوا تو آپ نے لوگوں سے پوچھا
 ”تم سے خدا کے میری بابت پوچھا جائیگا تو تم کیا جواب دو گے؟“
 ایک لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی :-

”ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ اور اپنا فرض
 ادا کر دیا“

یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا :- ”اے خدا تو
 گواہ رہ“

۴۔ عین موت جب آپ نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے خدا کی
 بارگاہ سے یہ بشارت آئی :-

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین

کو پورا کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی

اور تمہارے لیے اسلام کے دین کو چن لیا۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي قَدْ

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

ماہنامہ ۵-۱

خطبہ سے فارغ ہوئے تو ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی۔ بعد فراغت نماز
ناتہ پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ساتھ موقف شریف لاسے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ
کی طرف منہ کئے ہوئے دعا و زاری میں مصروف رہے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا تو سرزدلفہ
کے مقام پر پہنچے۔ جہاں پہلے مغرب پھر نورا عشا کی نماز ہوئی۔ صبح سویرے فجر کی نماز
پڑھ کر حجرہ پہنچ کر کنکریاں پھینکیں۔ یہاں سے نکل کر آپ متی میں تشریف لائے اور
سم ارذی الحجہ کو فجر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھ کر فجر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہا جرین اور
انصار کے تھرمٹ میں مدینہ کی راہ لی۔

وقت شریف

بیس الاول ۱۱۳۲ھ مطابق جون ۱۸۱۵ء

حضور کی پاک روح کو اس دنیا میں اس وقت تک رہنے کی ضرورت تھی کہ نبوت کا کام پورا
اور توحید کی روشنی سے دنیا کا نام نہاد دور ہو جائے اور حبیب یہ کام پورا ہو چکا تو پھر خدا کے
پاس واپسی کا حکم آپہونچا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر عام مسلمانوں کو اپنے دیدار سے مشرف
فرما کر خدا کے آخری احکام سے مطلع فرمایا۔ حج کے سفر سے واپس ہونے کے دو

مذہب بات یاد رکھنے کی ہے کہ حج میں نویں نبیؐ کو ظہر اور عصر ایک ساتھ نماز ادا کی جاتی ہے۔

ماہ بعد صفر کی آخری تاریخوں میں آپ کو بخار آیا۔ اور دن بدن بڑھتا ہی گیا۔ آخر ماہ برس کی عمر میں دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول ۶۳۷ء مطابق ۱۰ جون ۱۲۳۷ء کو وفات پائی۔ جیسے ہی انتقال کی خبر پھیلی سارے مدینہ میں کھرام مچ گیا۔ بڑے بڑے مضبوط دل کے لوگ بدحواس ہو گئے۔ حضرت علیؓ جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے۔ حضرت عثمانؓ کو سکون ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سہل کا مارے صدمہ کے انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کو پہلے یقین ہی نہ آتا تھا۔ جب یقین آیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگوں کو جب سکون ہوا تو پھر یقین کا انتظام ہوا۔ اور منگل کے دن ۱۳ ربیع الاول ۶۳۷ء مطابق ۱۱ جون ۱۲۳۷ء کو خاندان کے حجرے میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت ۶۳ سال کا سن مبارک تھا۔ جس حجرہ میں آپ دفن کئے گئے۔ وہ حجرہ آج کے دن تک روضہ نبوی کے نام سے موسوم ہے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

نہ سوال باب

۱۔ اخلاق و عادات

عزیز عالم کے اخلاق و عادات کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اپنے کبھی کسی کو انتقام لینے کی کوبرا بھلا نہ کہتے تھے۔ برائی کے بدلے میں برائی نہ کرتے تھے بلکہ درگزر کا لیتے اور معاف کر دیتے تھے۔ کبھی کسی پر لعنت نہیں کہہ اظہام اور چنانچہ ایک کو کبھی نہ مارا کسی کی جائز درخواست رد نہیں کی۔ اندر کشر لطف لیتے تو ہنستے اور بڑے ہنسنے حضرت علیؓ کو کم اللہ وجہ کا ارشاد ہے کہ آپؐ خندہ جبین اور نرم خو تھے۔ تنگ دل تنگ گیر اور عیب جو نہ تھے۔ کسی کو باؤس نہ کرتے تھے۔ فضول باتیں نہ کرتے تھے جن باتوں پر دوسرے ہنستے آپؐ جی مس لیتے۔ نہایت چٹا رخسار است کو از خوش صحبت تھے۔ باری تعالیٰ نے آپؐ کو نہ کرتے تھے کوئی دفعہ آپؐ کو دیکھا تو مرعوب ہو جاتا تھا۔ لیکن جیسے جیسے آشاہد باجائز امت کہنے لگتا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود خلیفہ قدوس آپؐ کی تعریف کرتا ہے۔ نہایت خوش اخلاق اور فزون طبیعت تھے کسی کی دشمنی کو ادا نہ کرتے تھے۔ کسی کو کوئی بات پسند نہ ہوتی تو اس کا ذکر اس کے سامنے نہ کر دیتے تھے کہ خدائے نزدیک سب سے بڑا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اکرستے جانا پھرتے رہیں۔ اپنے صحابیوں سے بہت محبت کرتے۔

(۱) جو دوسرا

بذل و سخا میں بھی جواب نہ رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔

افاقا سم و نھا ذن واللہ معی میں تو صرف باٹنے والا اور خازن ہوں

رہنے اور عطا کرنے والا صرف خدا ہے

ایک مرتبہ ایک شخص کے سوال پر بکریوں کا رپورٹ سے دیدیا۔ جو کچھ پاس آتا سب شام تک تقسیم کر دیتے ایک دفعہ تجربین سے خراج آیا۔ تقسیم کرنے بیٹھ گئے جو سامنے آتا دیتے چلے جاتے تھے۔ حضرت عباسؓ کو اتنا ملا کہ بوجھ سے چل نہ سکتے تھے۔ جب کچھ نہ رہا تو کپڑے بھاڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حنین کی فتح پر جو ملا وہ بھی وہیں کھڑے کھڑے تقسیم کر دیا۔

(۲) گراگری سے منفر

گو مانگے پر دینے میں مستحق وغیر۔ مستحق کی تمیز شاذ ہی کرتے تھے۔ تاہم ضرورت شد یاد کے بغیر سوال کرنا آپ کو ناگوار گذرتا تھا۔ ایک دفعہ قبصیہ نے خود کو مقروض بنا کر کچھ مانگا۔ فرمایا تین آدمیوں کو مانگنا روا ہے۔ زیر بار قرض ہو یا تمام سرمایہ تباہ ہو گیا ہو اور کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس گیا ہو فقر و فاقہ میں مبتلا ہو۔ اور محل کے تین آدمی اس کے شاہد ہوں۔ اس کے علاوہ جو مانگ کر کھاتا ہے حرام کھاتا ہے چند انصاری خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔ حاجت پیش کی اپنے فوراً پیش کرنا۔ جب کچھ نہ رہا ارشاد فرمایا میرے پاس جب تک کچھ نہ رہیگا میں تم سے بچا کر نہ رکھوں گا لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگے کہ وہ اُسے سوال کی ذلت سے بچائے تو وہ

بچا لیتا ہے۔ اور جو اس سے غنا و صبر طلب کرتا ہے اسے غنی و صابر بنا دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی پیٹھ پر کندھوں کا گھٹالا دکر لائے اور اسے فروخت کر کے اپنی آبر و بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

(۳) سادگی

ہر قسم کے جائز مخلوط دینی سے طمع جائز رکھتے تھے اور کبھی خود بھی ان سے متمتع ہوتے تاہم تکلف و عیش پرستی پسند نہ تھی۔ تحائف میں کبجواب اور اطلس کے کپڑے آتے مگر تھوڑی دیر پہنکر انہیں اتار دیتے اور دوسروں کو دیدیتے۔ خاص خاص صحابہ کو بھی قیمتی کپڑا نہ پہننے دیتے۔ حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں طلائی کنگن دیکھ کر فرمایا اگر انہیں اتار کر دو روزوں کے کنگن زعفران سے رنگ کر پہن لیتیں تو بہتر ہوتا۔ بستر بالعموم کمبل کا ہوتا۔ کبھی چمڑے کا بستر بھی بچھا لیتے۔ اس وقت بھی جبکہ مین سے لے کر شام تک کے محالک زیر لوئے اسلام تھے۔ فرمانروائے اسلام کے گھر میں صرف ایک کھری چار پائی اور چمڑے کا ایک سوکھا ہوا مشکیزہ تھا۔ ہر کام خود کر لیتے تھے۔

(۴) عدل و مساوات

در بار رسالت میں آنا و غلام، امیر و غریب، سب یکساں تھے، ابدال و صہیبؓ مسلمان کا رتبہ روسائے قریش سے ہرگز کمتر نہ تھا۔ کوئی ایسی حرکت پسند نہ تھی جس سے امتیاز کی بڑائی ہو نہایت شرمیلے تھے۔ حمام میں نہانے تک پرہیز کرنے کی نصیحت کرتے تھے غرم و استقلال کے منہر تھے۔ دنیا میں کوئی اتنی الوالعزم ہستی پیدا ہی نہیں ہوئی

شجاعت کا یہ عالم تھا کہ میدان سے قدم پیچھے ہٹانا جانتے ہی نہ تھے۔ نہایت ہی رقیق القلب تھے۔ تحمل و عفو کا یہ عالم تھا کہ ٹریڈ سے شہید دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے۔ عدل و انصاف کے معاملے میں بالکل رورعایت نہ کرتے تھے انتہائی بیکیس نواز اور عہد کے پختہ تھے۔ مارکس ڈوڈ نے لکھا ہے کہ.....
 محمد امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے مگر روپیش کے لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ڈاکٹر "لیٹو ویل" نے لکھا ہے کہ.....
 "آپ کی فیاضی و سیر چشمی غیر محسوس و بے ادبی اصلاح قوم کی فکر میں ہمہ وقت رہتے تھے"

(۵) - معاشرہ و منزل زندگی

ذریعہ معاش تجارت تھا۔ مثنیٰ زندگی مال غنیمت کے حصول و تحالف و ہمدردی اور خیر و خدک کے ارغی حصہ کی پیداوار پر گزری۔ بہت کچھ آتا تھا۔ لیکن پیسہ ہاتھ میں نہ رکھتا تھا۔ اس نے گذر عمرت کے ساتھ ہوتی تھی۔ بیوی بچوں سے محبت تھی گھر میں مشائش بٹاش رہتے تھے اعزاء و اقرباء سے بہت محبت کرتے تھے۔ غرض جنور کی زندگی ہر پہلو اور ہر اعتبار سے نہایت شاندار اور دنیا کے لئے ایک بہترین نمونہ عمل زندگی تھی۔

وہ نبیوں میں رمت لقب پائی والا: مرادیں غریبوں کی بر لاسنے والا
 منیبت میں غیروں کے کام آئی والا: وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا
 فقیر کا ملجا ضعیفوں کا مادی:

یتیموں کا وافی۔ غلاموں کا مولیٰ

خطا کا راستہ درگزر کرنے والا: بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مقاومہ کا زیر و زبر کرنے والا: قبائل کا شیر دشکر کرنے والا

اتر کر حسرت سے سوئے قوم آیا

اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

میں غلام کو جس نے کندہ بنایا: کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔

عرب جس پہ قرون سے تھا جہل چھایا: پلٹ دی بس ایک آن میں اسکی گایا

رہا ڈرنہ بیڑے کو موج بلا کا

ادھر سے ادھر پھر گیارخ ہوا کا

ایک ایسا فاتح جس وقت دنیا سے دارالینقا کو سدھارتا ہے تو نہ اپنے پیچھے بیم و ز
 انبار چھوڑتا ہے۔ نہ لونڈی غلام بلکہ چند کپڑے چند سیر غلہ چند ہتھیار اور کچھ زمین جو وہ
 مسلمانوں کا حق ہوئی۔ لیکن آج مسلمان جس دور سے گزر رہے ہیں اگر وہ سیرت رسول
 پاک کا مطالعہ کریں تو وہ دیکھیں گے کہ حضور کی مکہ کی زندگی ان کے لئے تسکین و
 اور سکون قلب کا باعث ہوئی۔ اور انسانیت کے اس چشمہ فیض سے وہ اپنی زندگی
 کے لئے شمع ہدایت روشن پائیں گے ان کی تمام مصیبتیں ان کو ایسے معلوم ہونے لگیں
 گی۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سیرت کا مطالعہ کرے اور مستقبل کیلئے
 راہ متین کرے۔

سلام اس خاتم النبیین پر جس نے ہمیں دین کامل دیا۔ سلام اس حبیب

پر جس نے ہمیں قرآن و اسلام اس سید المرسلین پر جس نے ہمیں انسانیت کے اعلیٰ
مراتب کا اہل بنایا جس کی امت میں ہزاروں شہنشاہوں نے اس دنیا سے ناپائیدار
میں اپنی حکومت و سیاست کا لوہا منوایا۔ اور دنیا کو حکمرانی و جہاں بنانی کا درس دیا۔
اور آج بھی ستر کروڑ انسان اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

۲۔ حلبہ مبارک

۱۔ قہ مبارک میاں اور گندم رنگ تھا۔ کشادہ پیشانی دونوں ہویں پتلی اور باریک
کٹھن آنکھیں نہ بقیں بیچ میں تھوڑا فاصلہ تھا درمیان دونوں ہویوں کے ایک رگ تھی
نازک دراز اور اونچی تھی چہرہ برابر اور ملائم دہن کشادہ اور دانت صاف روشن تھے
البتہ اوپر کے زودانتوں میں کچھ راسا شکاف تھا ریش اور سر مبارک میں ہیں بال
سفید تھے جو نہایت خوبصورت اور گہرے والے تھے، چہرہ چوڑی چاند کی مانند چمکتا تھا
دونوں ہونڈھوں کے درمیان پارہ گوشت کبوتر کے بیضہ کی طرح چمکتا تھا جس میں
نقش رنگ برنگ کے تھے وہ ہی ہر نبوت تھی اور اس پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ بعد ازاں
وہ اٹھالی گئی تھی۔ سینہ بے کینہ کشادہ اور چھاتی سے ناف تک ایک خط تھا بازو مونڈھے
اور چھاتی پر بال تھے ہر دو ہندو دست دراز اور ہر دو کھنڈیا پر نرم گوشت تھا۔ جسم
مبارک نورانی پاکیزہ اور لطیف تھا۔ بھل میں ہال نہ تھے۔ سایہ جسم کا زمین پر نہ پڑتا تھا۔
آواز آپ کی دو سرول کے آواز سے دور جاتی تھی اور دور سے بات سن لیتے تھے۔ سیاہ
پتلی اور کشادہ چشم مگر آنکھ کی سفیدی سرخ تھی۔ انگلیاں لمبی لمبی اور خوبصورت کٹھن
گردن نہایت خوبصورت اور پیرہ گول تھا بوسورج اور چاند کی طرح روشن تھا سر مبارک

اوپر اور بدن مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی جو نہ عنبر اور نہ کستوری میں تھی۔ جہاں بول ہوا ذکر کیلئے بیٹھتے تھے وہ زمین میں غائب ہو جاتا تھا اور وہاں سے خوشبو آتی تھی۔

۲۔ جب آپ پیدا ہوئے تو نجاست سے بدن پاک تھا۔ تختون پیدا ہوئے تھے اور گہوارے میں بات کرتے تھے اگرچہ نازکی طرف اشارہ کرتے تو چاند ہی متوجہ ہو کے آپ سے بات کرتا۔ اور آبر ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری سایہ ڈالتا تھا۔ چہرہ مبارک ہمیشہ بکاش اور خرم رہتا تھا۔ جب خاموش بیٹھتے رہتے تو ایک ہیبت اور شکوہ بشرے پر ظاہر ہوتا۔ اور جس وقت بات کرتے تو نزاکت اور لطافت معلوم ہوتی تھی۔ جو چیز آپ کے پیچھے پڑے میں ہوتی وہ چیز مثل سامنے کے نظر آتی اور شب تاریک میں مانند روز روشن کے دیکھتے لعاب دہن سے آب شیر شیریں ہو جاتا تھا۔ اگر کوئی طفل چاٹ جاتا تو تمام دن اس کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی۔

۳۔ معجزات

۱۔ فجر عالم کو اللہ تعالیٰ بشارت عذات فرماتے ہیں۔ اور جو معجزے ہر پیغمبر کو ملے تھے آپ کو سب ملے۔ اور تقریباً آپ سے تین ہزار معجزے صادر ہوئے۔ جو جو معجزے آپ سے صادر ہوئے ہیں وہ کسی نبی مرسل سے نہیں ہوئے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو چیز ہے وہ معجزہ ہے۔ قرآن ہے تو وہ معجزہ، حدیث ہے وہ معجزہ، عالم ہے وہ معجزہ، آدم ہے وہ معجزہ، ایمان ہے وہ معجزہ، اسلام ہے وہ معجزہ، مگر نہیں بتمر کا و تنہا کچھ معجزات بھی آپ کے اس کتاب میں درج ہونا چاہئیں تاکہ اس شرف سے بھی کتاب محروم نہ رہے۔

۳۔ ایک درخت چھو ہائے کا اپنے ہاتھ سے لٹکایا۔ خدائے اُس کے پہل میں تریاق سے زیادہ تاثیر رکھی کہ جو صبح کے وقت اُسے کھائے دن بھر جادو اور زہر اس پر اثر نہ کرے اور یہ تاثیر ان درختوں میں کہ اُس گٹھلی سے پیدا ہوئے اب تک موجود ہے۔ اہل مدینہ ان کو عجورہ عالیہ کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں تجورہ عالیہ ہر بیماری کی شفا اور اس کا ناشہ تریاق ہے۔

۴۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں حضرت سلمہ بن اکرم رکوع سے روایت کرتے ہیں کہ حنین کے روز جب کفائے نحر عالم پر ہجوم کیا۔ شاہت الومید اور مٹی بھر خاک ان پر پھینکی۔ وہ خاک سب کافروں کی آنکھ میں پہنچی اور ان کو شکست ہوئی۔ اسی طرح جنگ بدر میں مٹی بھر کفریاء پھینکی کہ سب کفار کی آنکھوں میں پہنچیں۔

۵۔ حدیث کے دن لشکر کو پانی کی حاجت ہوئی آپ کی انگلیوں سے پانی نہر کی طرح جاری ہوا۔ تین سو یا ایک ہزار پانسو آدمیوں نے پانی پیا۔ اور وضو کیا۔ معراج کی صبح کو جب قوم نے قصہ اسری سے انکار کیا۔ پروردگار نے بیت المقدس آپ کے سامنے کر دیا کہ اس کے سب نشان منکروں کو بتائیے۔ اور ان کے سب سوالات کے جواب دے۔ مشارق و مغارب زمین کے آپ کو دکھائے گئے ہیں اور خبر دی گئی کہ اس قدر زمین جو آپ نے دیکھی آپ کی امت کے قبضہ میں آئے گی۔ بموجب اُس وعدہ کے آپ کی امت کی سلطنت اہل مشرق یعنی بلا و ترک سے آخر مغرب یعنی اندلس و اسپین یا ہسپانیہ اور بلاد جزیرہ تک پہنچی جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے۔ اور اب تو بفضلہ تعالیٰ تمام عالم میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔

۶۔ اسی طرح حضور کے سد ہا نہر اربا کیا بلکہ انہوں نے ہجرات ہیں جن کے ذکر سے قرآن

حدیث و کتب بوجہ طوالت کتاب انہیں مجزات پر اکتفا کیا گیا۔

۴۔ ثبوت نبوت

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کی ہر۔ اور اللہ تمام چیزوں کے مال سے واقف ہے۔

سورۃ احراب پارہ ۲۲

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری اور باطنی طور پر انتہائی درجہ کا ارتقا حاصل ہے اور آپ کا وجود یا وجود خود خیر مجسم اور مقررین سے اعلیٰ و اکمل اور الوہیت کا مظہر اتم ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

”پیغمبر جو ہم نے بھیجے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خود اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کیے۔“

سورۃ البقرہ پارہ ۳

اس اہمیت شریف میں صاحب درجات رفیعہ سے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں جن کو تجلی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات الوہیت کے اظہار و ثناء میں بختے گئے ہیں۔ ۲۔ سلسلہ جمادی کی طرف نظر ڈالو تو اس سلسلہ پر پہنچنے کے لیے سلسلہ ایک چھوٹے سے چھوٹے

جسم سے جو ایک ذرہ ہے شروع ہو کر ایک بڑے سے بڑے جسم پر نیر اعظم ہے۔ آفتاب
ظاہری کمالات کا جامع ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی جسم جمادی نہیں۔ اس کا کچھ
شک و شبہ نہیں کہ سلسلہ جمادی میں خداوند عالم نے آفتاب کو ایسا عظیم الشان مانع
اور ذی برکت وجود پیدا کیا ہے کہ طرف ارتقاع اس کے برابر کوئی دوسرا وجود نہیں
یہ ہی حال روحانی سلسلہ کا ہے چونکہ جسمانی اور روحانی دونوں سلسلہ ایک ہی صانع حقیقی
کے ہاتھ نکلے ہیں اس بنا پر بلا تامل یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس طرح جسمانی سلسلہ
میں انحصار اور ارتقاع موجود ہے۔ اسی طرح روحانی سلسلہ میں بھی موجود ہے روحانی
سلسلہ میں انتہائی نقطہ انحصار پر جو شرانگیز وجود ہے۔ اس نام قرآنی اصطلاح میں
شیطان ہے۔ اور جو وہاں موجود ہو وہی جسم، رحمتہ العالمین انتہائی نقطہ ارتقاع پر واقع
ہے وہ حضرت سرور کائنات محمد بن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ
روحانی آفتاب ہیں اور آپ کو اللہ نور السموات والارض نے اس کثرت اور کمال باطنی سے
نور عطا فرمایا کہ آپ نور مجسم ہو گئے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آپ کا نام قرآن حکیم میں نور اور
سراج منیر بھی مذکور ہے۔ (مورثہ بلا ہ پارہ ۵ ص ۱۷)

۱۳۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور ہدایت اور قرآن آچکا ہے جس کے احکام

بالکل صاف اور صریح ہیں۔

”یہ نبی ہم سے تمہیں گواہی دینے والا اور نیکوں کو خوشنودی بخانی

خوشخبری دینے والا اور بدوں کو اس عذاب سے ڈرانے والا۔ اللہ کو“

حکم سے اس کی طرف بلائے اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے“ سورۃ الاحزاب پارہ

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم روحانی آفتاب اور نور مجسم ہیں۔ آپ کو جو کتاب خداوند تعالیٰ
نے عطا فرمائی ہے اس کا نام بھی نور ہے۔

پس لوگو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور میری ہدایت میں

قرآن حکیم پر جس کو ہم نے اتارا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔
۵۔ قرآن حکیم اور اس کی سالگرہ سورۃ تنہا بن پارہ ۲۸ ع ۱۴

امد و نشان شریف کے مقدس جہیز میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی آخری کتاب
 نازل فرما کر عظیم الشان تاریخی انعام فرمایا۔ اس ماہ میں بنی اسرائیل کی گود خالی کر کے بنی
 اسماعیل کا دامن حکمرانی اور خلافت کے پھولوں سے بھرا گیا تھا۔ اسی ماہ میں نوید جانفزا
 سنائی گئی تھی کہ.....

”لے پیغمبر قرآن ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اس کو ہم نے تم پر
 اس غرض سے اتارا ہے کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے کفر
 کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاؤ۔ یعنی اُس ذات
 کے راستے پر لاؤ جو سب سے زبردست اور ہمہ وقت اور ہر حال
 میں تعریف کے لائق ہے.....“

سورۃ ابراہیم پارہ ۱۲۰ ع ۱
 جناب رسالت مآب محمد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر دین اسلام مکمل
 ہو گیا.....

”اب ہم تمہارے دین کو کامل تمہارے لئے کر چکے اور ہم نے تم پر احکام
 پورا کر دیا۔ اور ہم نے تمہارے لئے اسی دین کو پسند فرمایا۔“

سورۃ مائدہ پارہ ۹۰ ع ۱
 اسلام میں تمام دنیا جہان کی صد اقلیتیں موجود ہیں۔ کوئی صداقت کسی الہامی
 کتاب میں ایسی نہ نکلے گی جو قرآن مجید میں موجود نہ ہو.....

”کلام الہی کے مقدس اوراق میں ہجی اور محقول باتیں ہیں۔ پھر جس قدر طاقتیں ہیں ان کو دنائے قاطع اور براہین اساطع سے ہر میں کیا گیا ہے“

سورۃ نبیہ پارہ ۳۵

یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی ہے وہ سب سے پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے۔

۲۔ چونکہ ملت اسلامیہ رمضان شریف کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کے بیشمار انعام و اکرام سے نوازی گئی تھی۔ اور اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم مسلمانوں کے علیہ مرتبت اور برتری کا اعلان کیا تھا۔ اس لئے ملت مسلمہ کو حکم دیا گیا کہ یہ مہینہ ختم کرنے کے بعد انعام الہی کے نزول کی یادگار میں نئے سال کے پہلے دن کو اپنا جشن قرار دیں اور اس دن قرآن حکیم کی سالگرہ منائیں۔

۳۔ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ مجرہ کتاب مبین ہے جس میں..... کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ۱۳۰۰ سال گذر چکے ہیں قرآن مجید۔ الا ان آیتوں کا کثرت۔ موجود ہے۔ اور قیامت تک موجود رہے گا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود خداوند تعالیٰ ہے جس نے اس کو نازل فرمایا.....

”بیشک ہم نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں“

غور کرو کہ یہ قرآن شریف کے حق میں بیشک گویا ہے اور کیسے عمدہ طور پر پوری ہوئی ہے خدا نے مسلمانوں کو اس کی زبان یاد کرنے کا شوق دیا ہے۔ دنیا میں اس اثر سے محافل قرآن اہم وقت موجود رہتے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ بغرض محال مکتوبی قرآن روئے زمین سے معدوم ہو جائے تو بھی قرآن کا ایک لفظ ایک حرف بھی ضائع نہ ہو سکتا ہے۔

اور نہ بدلاجاسکتاہے۔

۴۔ قرآن شریف کے سوا کسی آسمانی کتاب کو یہ فضیلت حاصل نہیں قرآن مجید کی حفاظت آخری زمانہ تک فرشتے کریں گے۔ اس کے خلاف کوئی غلطی ثابت نہیں ہو سکتی۔ سائنس نے بحد ترقی کی۔ تاریخ فلسفہ میں کیسی بدشگونی کی جاتی ہے۔ مگر قرآن شریف میں کوئی حالات واقعہ ثابت نہ ہو سکی۔

۵۔ یہ خدا کی اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنی کتابیں انبیاء پر نازل فرمائی ہیں۔ ان سب کتب اور صحائف آسمانی کا جامع خلاصہ اور زبدہ ہے۔ اس کا مجرہ ہے کہ اس کی مثل اور نظیر کسی کلام میں نہیں تیار ہو سکتی۔ اس پر یہ اعتقاد کہ یہ خدا کا کلام ہے فرض ہے اور اس پر عمل کرنا بھی فرض ہے۔ اس کی مخالفت کفر ہے۔

۶۔ قرآنی معلومات

۱۔ قرآن حکیم خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ پر ایک ایک دو دو چار چار رکعتیں کر کے نازل ہوئیں ہیں۔ پورا قرآن ایک بار نازل نہیں ہوا۔ اس کے نزول میں ۲۳ برس لگے ہیں۔

۲۔ قرآن پاک کی موجودہ ترتیب حضرت عثمان غنی خلیفہ سوم کے زمانہ میں ہوئی۔ قرآن کریم میں پہلے اعراب تھے جس سے اہل عجم کو قرآن پڑھنے میں وقت ہوئی۔ حاج بن یوسف نے چند علماء کی مدد سے قرآن حکیم پر نقطے اور اعراب لگوائے۔

۳۔ قرآن شریف کا پہلا ترجمہ ۱۱۵ھ میں مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نے کیا۔

چودھوان باب

۱۔ ازواج مطہرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ اور زینبؓ کی لڑکی حضرت سوڈہؓ سے نکاح کیا اس کے بعد دوسری بیویاں نکاح میں آئیں جن کے نام یہ ہیں۔

حضرت زینب بنت جحش - حضرت جوہرہؓ - حضرت ام حبیبہ بنت

ابوسفیان - حضرت حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب - حضرت میمونہ بنت

حارث اور حضرت صفینہؓ

ان میں حضرت زینب ام المومنین کے علاوہ اور سب بیویاں آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں۔ اور آپ کے بعد اپنے دنیا اور علمی فیض و برکت سے دنیا کو مال کر رہیں۔ آپ کی ایک بیوی اور تھیں جو کنیز تھیں۔ اور مقررے آئیں تھیں۔ اور ہمارے قبیلہ کے ہلاقی تھیں۔ یہ سب ساری امت کی مائیں تھیں۔ اس لئے اُمت المؤمنین ہی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے ساتھ ہو۔

۲۔ اولاد پاک

۱۔ آپ کی ساری اولاد میں صرف پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ ہوئیں۔ اخیر بیوی حضرت زینبؓ سے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ جو بچپن ہی میں وفات پائے

حضرت خدیجہ سے تین صاحبزادے۔ حضرت فاطمہ، حضرت طاہرہ اور حضرت طیبہ ہوسے
تھے انہوں نے بھی بچپن ہی میں وفات پائی، باقی اور چار صاحبزادیاں ہوئیں اور سب
نے اسلام کا زمانہ پایا۔

۲۔ سب سے بڑی حضرت زینب جن کا نکاح ابو العاص سے ہوا تھا۔ انہوں نے
۶۰ھ میں امامہ نام کی ایک بچی چھوڑ کر وفات پائی۔ منجھلی کا نام رقیہؓ تھا جو اسلام کے
بعد حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ اور مدینہ آکر ۱۲ھ میں انتقال کیا۔ تیسری صاحبزادی
کا نام ام کلثومؓ تھا۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے نکاح کیا اور ۱۷ھ میں وفات پائی۔

۳۔ چھوٹی صاحبزادی جو حضرت کوئسب سے زیادہ پیاری تھیں۔ حضرت فاطمہ زہرہ
تھیں۔ آپ کا لقب زہرہ اور اکرم گرامی فاطمہ تھا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ آپ بعثت بنوی
سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم کی تمام اولاد وہاں
ابراہیم بعثت بنوی سے پیشروی کتبہ مد سے مسنن وجود پائی۔ لیکن صحیح تو یہی ہے
کہ آپ ۱۱ھ ہجری میں اس وقت جبکہ حضور نبی کریم کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی
پیدا ہوئیں۔ آپ کا شجرہ حضرت علیؓ سے ۱۲ھ میں ہوا تھا۔

۴۔ اہلبیت اطہار میں تمام ازواج مطہرات و آپ اور آپ کے شوہر و اولاد شامل
ہیں لیکن ان میں خود اکل صرف حضرت فاطمہ زہرہؓ کا وجود گرامی ہے۔ عذر جمہ پر حضور نبی کریم
نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں صاف طور پر وضاحت کر دی تھی کہ ائمتہ والوادی کو
تم میں میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ قرآن اور اہل بیت۔ آیت تالیف بھی انہی
بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ جب ہمارے بھائی نے حضور نبی کریم سے مباہلہ کیا

ہے تو حضور آپ کو اور حضرات حسین کرام کو لیکر غبار اڑائے ہوئے سامنے آئے اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ حضرت فاطمہؑ کی عظمت و بلند پائیگی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے :- فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔ اصحاب میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوب ترین اور نہایت لاڈلی اولاد ہیں۔

۵۔ حضور نبی کریم کے انتقال کے صرف چھ ماہ بعد رمضان سال ۱۱ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر صرف ۲۹ سال کی تھی۔ ابن ربیعہ اور مسعودی نے لکھا ہے کہ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئیں اور آپ کا مزار حضرت امام حسن کے مزار کے پاس موجود ہے۔ ۳۲۲ھ میں بقیع کے اندر مسجدؑ نے خود ایک کتبہ دیکھا تھا جس پر لکھا تھا کہ یہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی قبر ہے۔ لیکن کچھ روایتیں ایسی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ دار عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں ایک اور روایت سی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے خاص مکان میں دفن کی گئیں آج متفقہ طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ آپ کی قبر دار عقیل ہی میں ہے عام خیال بھی یہی ہے۔

۶۔ حضور نبی کریم کی اولاد میں یہ تنہا صرف حضرت فاطمہ زہراؑ ہی کے حصہ میں آیا کہ آپ سے حضور نبی کریم کی نسل چلی آپ کے بطن سے پانچ اولادیں ہوئیں حسن، حسین، محسن، ام کلثوم اور زینب ان میں محسن کا انتقال تو بچپن ہی میں ہو گیا۔ باقی چاروں بچے جوان ہوئے اور عمر کو پہنچے۔ والدین تو ان محترم بچوں کے ساتھ محبت کرتے ہی تھے حضور کو بھی ان کے ساتھ بے حد محبت تھی بالخصوص حضرت حسن و حسینؑ تو

۱۔ حضرت امامہ کا نکاح حضرت فاطمہؑ کے بعد حضرت علیؑ سے ہوا۔ سن ۱۱ھ میں حضرت علیؑ شہید ہوئے تو عدت کے بعد حضرت مغیرہؑ نے عقد کر لیا۔

آنغوش نبوت ہی میں اس شفقت و محبت کے ساتھ پلے سٹھے کہ دنیا میں بہت کم خوش نصیبوں کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ ہمہ وقت حضور آنغوش نبوی میں کھیلے رہتے تھے کبھی دوش نبوی پر سوار ہوتے اور کبھی عین نماز میں پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ تاہم واقعات کے لحاظ سے یہ چاروں منترم بچے تاریخ اسلام میں بھی یگانہ شہرت رکھتے ہیں۔

۷۔ علم و فضل میں بھی حضرت نیا طرہ زہرا امتیازی شان رکھتی ہیں احادیث کا بھی کافی ذخیرہ آپ کے حافظہ میں موجود تھا۔ لیکن بر بنائے احتیاط روایت کم کر لی تھیں۔ اس لئے آپ سے کتب ۷۰ یث میں صرف ۱۸ روایات ہی منقول ہیں۔ فقہاء و مجتہدین۔

حضرت امامؑ

۱۔ حضرت امامہ حضور نبی کریم کی صاحبزادی اکبر حضرت زینب کی صاحبزادی ہیں چونکہ اولادِ فاطمہؑ کی ذات گرامی کے ساتھ اہم تاریخی واقعات کا تعلق رہا ہے اس لئے انہیں شہرت نصیب ہو گئی اور آپ کی ذات سے اس نوع کے واقعات کے عدم کی بنا پر آپ کو شہرت نصیب نہیں ہوئی ورنہ عظمت و بلندی میں آپ کو کوئی نہ امتیاز حاصل ہے۔ سرکارِ دو عالم کو آپ کے ساتھ بھی درجہ غایت محبت تھی اتنی کہ اوقاتِ نماز میں بھی آپ کو اپنے پاس سے جدا نہ کرتے تھے۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاندانِ نبوت کے انتہائی قرب کی سعادت سے محروم ہو گئے تھے چنانچہ حضرت نے آپ ہی سے عقد کیا۔ اور حضرت فاطمہؑ کے بعد انہیں آپ سے بہتر اور کوئی بیوی صفو عالم پر مل بھی نہ سکتی تھی۔ آپ کا عقد اس کے آخر میں ہوا۔ دونوں میاں بیوی میں بہت محبت تھی۔ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید ہو گئے عرت کے بعد بموجب وصیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت منیرہ سے باجائز حضرت امام حسنؑ عقد کر لیا۔ ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام بچی تھا تارکِ وفات کا پتہ نہیں لگ سکا۔

۴۔ رسول کریم کی اولاد اور نواسے

۱۔ حضرت حسنؑ

۱۔ کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب مجتبیٰ، پیدا اور سبط اکبر ہے۔ نقشِ آپ کی خاتم کا العزیز اللہ تھا۔ ولادت آپ کی ۱۵ شعبان ۱۰ھ میں ہوئی۔ اور پیغمبر خدا نے آپ کا نام حسن

رکھا۔ آپ سر سے سینہ تک پیغمبر خدا سے نہایت مشابہ تھے۔ آپ کے فضائل میں بہت حد میں آئی ہیں۔ ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول کریم امام حسن کو کانٹہ پر سوار کئے کھڑے تھے کسی نے کہا اچھی سواری پر سوار ہے۔ حضرت نے فرمایا اور اچھا سوار ہے۔ آپ کے ساتھ محترم نانا کو جو غیر معمولی محبت تھی وہ کم خوش قسمتیوں کے حصہ میں آئی ہوگی بڑے ناز و نعم میں پلے۔ دیکھے بغیر چین ہی نہ پڑتا تھا۔ آپ بھی نانا سے بچہ مانوس تھے۔ عثمانی میں جوان ہو گئے تھے۔ سب سے پہلے آپ نے طبرستان کی فوج کشی میں حصہ لیا آپ نہایت کریم و رحیم، متواضع، زاہد، عابد، سخی، حلیم، بردبار، کمال بادقار تھے۔ آپ نے چند شہر الٹا پر امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری دیکر اس خانہ جنگی کا خاتمہ کر دیا جو پانچ سال سے مسلمانوں کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی اور اپنے اہل و عیال کو کوفہ سے لیکر مدینہ منورہ چلے آئے۔ اور چھ ماہ خلافت کی۔ حضور بنی کریم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ میرا بیٹا سید ہے خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں مصالحت کر لئے گا۔

۲۔ ۵۵ھ میں جبکہ عمر ابھی ۴۴ سال ہی کی تھی دنیا سے فانی سے رخصت ہوئے۔ موت آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث کے زہر دینے سے ہوئی۔ آپ کو اس کا علم تھا مگر آپ نے نام نہ بتانے سے انکار کر دیا۔ جنت البقیع میں حضرت عباس غم نہی کے قبہ میں وادی فاطمہ بنت اللہ علیہ الرحمۃ کی قبر کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ وصال کے وقت چار بیویاں موجود تھیں۔ جن میں سے تین بہت وفادار تھیں۔ آٹھ لڑکے چھوٹے۔ مسترد و تنبیہ پیاہ پاکے۔

۲۔ حضرت حسین رضی

۱۔ کنیت آپ کی ابو عبد اللہ اور لقب شہید۔ اور سیدہ اصغر ہے اور نقش آپ کی خاتم کا

ان اللہ کا نفع آ میرہ تھا۔ شبان سسہ میں پیدا ہوئے۔ سرکارِ دو عالم نے آپ کا نام حسین رکھا۔ آپ ناف سے قدم تک جناب رسالت سے کمال الشہرت تھے۔ آپ بہت خوبصورت اور نہایت باجمال تھے۔ رسول اللہ کو بچی محبت غیر معمولی شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اہل بیت اظہار میں مجھے حسن و حسین زیادہ محبوب ہیں دعا کرتے تھے "خدا یا میں انہیں محبوب رکھتا ہوں ایسے تو بھی انہیں محبوب رکھ۔ دونوں نواسوں کے ساتھ یکساں محبت تھی۔

۲۔ عہدِ صدیقی اور عہدِ اروقی میں بھی آپ کا پورا اعزاز ہوا۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پہلو میں پورے مجاہدانہ اور شجاعانہ جوش کے ساتھ لڑے۔ ۶۰ھ میں قسطنطنیہ پر جوہم روانہ ہوئی تھی آپ اس میں بھی شریک تھے۔ امیر معاویہ کو آپ حق پر نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی طرف سے دل صاف نہ تھا۔ تاہم ظاہری تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے۔ امیر معاویہ اپنے عہد میں آپ کے ساتھ برابر سلوک کرتے رہے۔ جب امیر معاویہ نے بیعتِ یزید کے لئے سعی کی ہے تو آپ نے بیعت نہ کی۔ امیر معاویہ کو آپ کا احترام مقصود تھا اس لئے بیعت عام ہو جانے پر آپ سے بیعت کے لئے کوئی اصرار نہ کیا۔

۳۔ امیر معاویہ بہت بڑے مدبر عاقبت اندیش اور زمانہ شناس بزرگ تھے۔ آنے والے واقعات کا اندازہ بہت پہلے کر لیتے تھے اس لئے یزید کو وصیت کر گئے تھے کہ عراق والے حسین کو ضرور تیرے مقابلہ پر کھڑا کریں گے اگر تو ان پر قابو پالے تو کوئی سختی ہرگز نہ کرنا بلکہ درگزر اور چشم پوشی سے کام لینا کیونکہ وہ قرابت اور بڑے حقدار اور رسول اللہ کے عزیز ہیں۔ مگر یزید نے باپ کی وصیت کو پیش نظر نہ رکھا۔ اور ۱۰ محرم ۶۱ھ

میں جمعے کے دن..... ٹھیک دو پہر ڈھلے چھپن برس پانچ جیسے پانچ دن کے سن میں
آپنے شہادت پائی اور ۱۲ محرم ۱۱۰۰ھ روز یکشنبہ فرات کے کنارے مدفون ہوئے۔ سر مبارک
کے دفن میں اختلاف ہے۔ جنت البقیع میں جناب حضرت فاطمہ زہرا کے پہلو میں دفن ہوا۔
خلافتہ الیومین لکھا ہے کہ جسم شریف کربلا میں مدفون ہے۔ ان کو بلا میں آپ کے ساتھ
۲۲ بزرگ شہید ہوئے اور خاندان رسالت کا تقریباً خاتمہ ہی ہو گیا ذکر میں صرف ایک آپ
کے صاحبزادے حضرت یحیٰ کو خزانے بچا لیا۔

۴۔ آپ علم و فضل میں بڑے بلند مرتبہ کے عامل تھے تقریر و خطابت میں آپ نظیر نہ
رکھتے تھے۔ آپ کی تقاریر آج بھی موجود ہیں۔ جنہیں دیکھ کر آپ کے زور بیان اور فصاحت
و بلاغت پر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ذوق عبادت میں آپ سرشار تھے۔ حج بھی بہت
زیادہ کئے۔ آپ نے پچیس حج پیادہ پاسکے۔ مالی حالت آپ کی بہت بہتر تھی۔ بڑے عیش
کے ساتھ زندگی بسر کی، پھر خدانے آپ کو جیسی فارغ ابالی عطا کی تھی ویسے ہی آپ راہ
خدا میں خرچ بھی کرتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے دروازے سے کوئی سائل محروم
گیا ہو۔ آپ نہایت مستقل ارادے اور عزم کے پکے تھے اور بڑے باوقار اور بارع بزرگ تھے
آپ جس صبر و ثبات اور شجاعت و حق پرستی کا ثبوت دینا کے سامنے پیش کیا ہے اس کی
کوئی نظیر دنیا میں ڈھونڈا سے نہیں مل سکتی۔ ہر قوم و ہر ملک کی تاریخ اس قسم
کے واقعہ اور ایسی روشن مثال سے خالی اور کیر خالی ہے۔

۵۔ خلفائے رسول اکرم

رسول کے بعد اسلام کا صحیح نمونہ ان کے پیار ساتھی ہیں جنہوں نے ان کے بعد اسلام

کو پھیلا یا۔ اور ان کے ہاتھوں دین حق کی بنیادیں مستحکم ہوئیں۔ تاریخ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں حبیب خدا کے ان چاروں ساتھیوں کو جو بلند مقام ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں انہوں نے دنیا کے سلسلے اخوت، انصاف، رواداری، اور حق و صداقت کا ایک ایسا غیر فانی نقش چھوڑا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے حصول جہان بینی کی ایک ایسی مثال قائم کی ہے کہ وہ آج بھی دنیا کے لئے تسبیح راہ ہے اور جس کا اعتراف بدترین دشمنوں اور مخالفین نے بھی کیا ہے۔

۱۱) امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی

خلیفہ اول

نام عبد الکعبہ۔ کنیت ابو بکر۔ لقب صدیق اور عتیق۔ آنحضرت نے بجائے عبد الکعبہ کے عبد اللہ نام رکھا اور عتیق اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ دو برس چار ماہ بعد عام الفیل بروز شنبہ پیدا ہوئے۔ اور ۶۳ برس کی عمر میں ۱۳ رجب دی الثانی ۳۱ھ بروز جمعہ فوت ہوئے۔ ۸ ربیع الاول ۱۱ھ میلاد عام۔ ۲۱ فروری ۶۰۱ھ حضور پر ایمان لائے۔ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں پہلوئے قبر مطہر حضرت رسول اللہ علیہ وسلم دفن ہوئے۔ اپنے کل دو برس تین مہینے دس دن حکومت کی اتنی ذرا سی مدت میں جتنے بڑے بڑے کام اپنے کئے وہ دوسروں سے سا اہا سال میں مشکل سے ہو سکتے ہیں۔ نواح شام اور عراق آپ کے وقت میں فتح ہوا۔

۱۲) فاروق اعظم امیر المومنین عمر بن خطاب خلیفہ دوم

عام الفیل سے ۱۳ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ کنیت ابو جحش لقب امیر المومنین

اور فاروق اعظم - اور اشرف قریش سے ہیں۔ ۲۷ سال کی عمر میں نبوت کے چھٹے سال ۱۱ھ
 ربیع الاول ۱۲ھ میلاد عام ۵۷۲ء فروری ۵۷۲ء میں داخل اسلام ہوئے۔ والد کا نام خطاب
 تھا اور والدہ ابو جہل کی بہن تھیں خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر کی وفات کے بعد ۱۳ھ
 میں آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ کو فیروز نامی مجوسی النسل
 عیسائی غلام نے آپ کو صبح کی نماز میں شہید کیا۔ آپ کے دور میں اسلام کو بڑی فتوحات
 حاصل ہوئیں۔ چار ہزار مسجدیں تعمیر کرائیں ایک ہزار ۳۶۰ ہتھیار خریدے روم اور فارس کے
 حکمران آپ کے نام سے کہتے تھے۔ شام، فلسطین، مصر، غورستان، عراق، عجم، انڈیا،
 جان، کومان، سیستان، مکران، خراسان، وغیرہ آپ کے عہد خلافت میں ہی
 اسلامی جہد کے ماتحت آئے، روم اور ایران، جیسی عظیم الشان سلطنتوں کو نیچا دیکھنا
 پڑا۔ آپ کا زمانہ خلافت تاریخ اسلام کا ایک سنہری زمانہ کہلانے کا مستحق ہے۔ آپ کا نقشہ
 اور شجاعت تاریخ عالم میں ایک دائمی یادگار ہے اور آپ کے دشمنوں اور اسلام کے
 منکروں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ آپ کے دور خلافت میں ذمیوں کو جو حقوق
 حاصل ہوئے وہ دنیا کی غیر مسلم حکومتوں میں آج تک حکومت کے ہم نوا بہت نہ ہوئے۔
 کو حاصل نہیں ہوئے۔ آپ کا دور خلافت آج بھی دنیا کو چہا بزلانی کا درس دیتا ہے
 مرقہ مدنیہ منورہ۔

(۳) جامع القرآن امیر المومنین عثمان بن عفان

خلیفہ سوم

۱۔ جامع القرآن، امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص بن امیہ

بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لوی بن غالب القرشی
 الاموی۔ اسم مبارک عثمان، اور کنیت ابو عمر، ذی النورین اس واسطے کہتے ہیں کہ رقبہ
 اور کلمہ ام و صابر ادیان۔ شمرہ نور نبوت تھیں۔ آپ کے نکاح میں آئیں۔ ۸ ربیع الاول
 ۳۱ سنہ میلاد عام ۱۲ فروری ۶۸۱ء میں آپ تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے شہید
 ہوئے مرقد مدینہ منورہ۔ آپ کے زمانہ میں اسلام نے اس قدر عروج حاصل کیا کہ اندلس
 سے کابل قسطنطنیہ سے عدن تک اسلام کا ڈنکا بج رہا تھا۔

۲۔ آپ کے حکم سے زیدؓ، عبد اللہؓ، شعیبؓ عبد الرحمنؓ نے کلام پاک جمع کیا اور موجودہ
 قرآن کی ترتیب آپ کے ہی زمانہ میں ہوئی۔ آپ کی حیا اور سخاوت ضرب المثال ہے
 اسی لئے آپ عثمان غنی کے نام سے مشہور ہیں۔

۳۔ آپ کے عہد خلافت میں یزدگرد پشاه ایران مارا گیا۔ خراسان، افغانستان اور
 خوارزم سے لیکر تھرہ تک قبضہ ہو گیا۔ ایران پہلے ہی فتح ہو چکا تھا۔ لیکن آرمینا کے
 علاقہ میں گھس گئے۔ اور طغلس تک فتح کر لیا۔ ایک زبردست بیڑا بنا کر قرص پر قبضہ کر لیا
 اور خشکی اور تری دونوں پر اسلام کا جھنڈا اڑنے لگا۔ ۲۷ھ میں اسکندریہ اور شمالی افریقہ
 کے علاقے طرابلس، تونس، مراکش اور الجزائر وغیرہ فتح ہوئے اور پورے دنیا کی سرحد
 تک مسلمان پہنچ گئے۔ اسی زمانہ میں ہسپانیہ (اندلس یا اسپین) پر بھی حملہ کیا۔ ہرقل
 بادشاہ روم نے اپنا ملک واپس لینے کی کوشش کی اور سمندر کی راہ سے شام کے ساحل
 پر حملہ کیا کھلے میدان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں رومیوں کو شکست ہوئی مشرق
 کا قریب قریب کل علاقہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہو چکا تھا۔ ان میں سے بعض بعض
 مقامات پر بنیادیں ہوئیں حضرت عثمان نے نہایت مستعدی سے انہیں فرو کیا۔ اسی سلسلہ

میں ارمینا، آذربائیجان اور ایران کے گوشوں کے بعض وہ علاقے رہ گئے تھے جو فتح ہوئے
خراسان، افغانستان میں بعض نئے علاقے زیر نگین ہوئے اور آہستہ بہ آہستہ فوج کشی کی۔
لیکن یہاں کے باشندوں نے صلح کر لی۔ یہ سب کچھ آپ نے کیا۔

۴۴ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

خلیفہ چہارم

۱۔ اسم مبارک علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ کنیت ابو الحسن۔ القاب حبیب المسلمین
حیدر کرار۔ آپ فاتح خیبر، بو تراب حیدر کرار اور اسد اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ
رسول اللہ کے چچا زاد بھائی بھی تھے۔ اور داماد بھی۔ آپ کی پرورش رسول اللہ ہی نے کی۔
آپ کی نسبت رسول اللہ کا قول تھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔
۲۔ رجب الاول ۱۱ سالہ میلاد عام ۱۲ فروردی ۶۰۰ھ کو مدینہ میں سب سے پہلے جناب
رسالت کی رسالت کا اقرار کیا۔ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد آپ مسند خلافت
پر بیٹھے اور چار برس نو یا چھ ماہ خلافت کی۔

۳۔ آپ کو تین باتوں کا خسر ہے۔ کہ کسی کا خسر مجھ جیسا نہیں اور نہ کسی کی بیوی مجھ جیسی
ہے۔ اور نہ کسی کے فرزند ہیں مانند حسین۔ فتح ہونا قلعہ خیبر کا ناصر حقیقی نے آپ ہی
پر موقوف رکھا تھا۔ ۲۱ رمضان المبارک کو ۱۰ سالہ عمر میں سحری کے بعد کوفہ کی جدائی آپ
کی شہادت ہوئی۔ بعد اللہ ابن ملجم خارجی پہلے ہی سے مسجد میں مسنون کے پیچھے کھڑا تھا اس
نے ایک زہر داڑھیاں آپ کے سر پر ماری اور آپ نے جام شہادت نوش کیا۔ مزار
بخفا مشرف۔

۲۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سے آپ کا عقد مبارک ہوا۔ بعد وفات حضرت فاطمہ حضرت امامہ سے نکاح ہوا۔ امام حسن اور امام حسین آپ ہی کے تحت جگر ہیں ان چشم و چراغ خاندان نبوت کا خون ناحق بڑید پلید کے سر پر ہے۔ روح حضرات جنتین کی نہایت اطیب، لطیف اور اطہر تھی۔ اسی سبب سے یزید نے دوزخوں شہزادوں سے عداوت رکھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بجائے کوفہ کو دار الحکومت بنایا اور کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔ شام اور اُس کے ملحقات پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عراق اور اس کے ملحقات حجاز و خراسان وغیرہ پر آپ کی حکومت رہی۔



خاتمہ

۱۔ اب میں اپنی اس تالیف کو ختم کرتا ہوں اگرچہ بہت یاد رکھنے کی قابل واقعات اور ضروری باتوں کا اس میں ذکر ہو گیا ہے۔ تاہم رحمت اللطیفین فخر و عالم خاتم الانبیاء راحمہ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات کو ضبط کر کے مختصر مضمون لکھ دے گئے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اس مبارک میرٹ کو مقبول فرمائے اور مسلمانوں کے گھر کی زینت بن جائے۔ اور اپنے آقا۔ اپنے مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا شوق ہر مسلمان کے جام ہائے دل میں بریز ہو جائے۔

۲۔ الہی ایسی زبان نہیں جس سے تیرا شکر ادا کر سکوں کہ تو نے مجھ عاجز سے اتنا بڑا کام لیا جو یقیناً میری طاقت سے کہیں بلند ہے۔ اب اللہ! میری یہ نندہ بارگاہ

ت میں مقبول اور علماء دین کے لئے آفتاب ہدایت ہو جائے اور اس کے چلنے میں میرا
 بخیر کرے اور میری اولاد کو دین و دنیا میں شاد و آباد رکھے۔ آمین۔ آمین۔ یا سید عالمین
 ۳۔ اس کتاب میں دیگر کتب کا محض اقتباس ہی نہیں بلکہ بعض نقول کرتے ہوئے
 ۱۔ جس قدر کتب سے امداد لی گئی وہ حسب ذیل ہیں.....
 (۱) تفسیر غزیری (۲) تحفۃ الادیب فی الروایۃ علی اہل الصلیب (۳) کتاب اشعار
 ب ۱۵، ۱۱، ۱۰، ۳، ۲، ۱ (۴) خطبات احمدی (۵) صحیح بخاری (۶) تاریخ الانبیاء
 بن خلدون (۷) مکاشفۃ (۸) ترجمان القرآن (۹) کلام آزاد (۱۰) قصص القرآن
 (۱۱) روف رحیم (۱۲) تذکرۃ الکرام خلفائے عرب و اسلام (۱۳) مجالس المؤمنین م عطا
 (۱۴) دلائل النبوة (۱۵) شرف المصطفیٰ (۱۶) الناسیکلوپیڈیا فارس جلد ۲۲ ۱۹۸۹ء
 مرتبہ ابراہیم ایس (۱۷) جغرافیہ فرما (۱۸) تاریخ محمدی مرتبہ دانشنگش اردنگ۔
 (۱۹) لیکچر سٹرکس کارلائل (۲۰) یوحنا کی انجیل فصل ۱۲ و ۱۶ (۲۱) اظہار الحق فی ضل تحقیق
 مولوی رحمتہ اللہ (۲۲) توراتیت فصل ۱۶ (۲۳) انجیل متی باب ۲۳ الفایۃ (۲۴) کتاب مسیحا
 باب ۲۰۵ (۲۵) تفسیر حقانی مولانا عبدالحق (۲۶) خیر الکلام فی العبادۃ عرب و اسلام (۲۷)
 سفرنامہ ابن حمیرا نالیسی (۲۸) زین القصص (۲۹) تاریخ اطلین (۳۰) تاریخ الکاہل (۳۱)
 شمس التواریخ (۳۲) جامع التواریخ (۳۳) تفسیر سورۃ الم نشرح (۳۴) رد منہ الاحباب
 (۳۵) سرود القلب (۳۶) مراۃ العبر (۳۷) تاریخ ابوالفدا (۳۸) اسپرٹ آف اسلام مرتبہ
 مشر حبش امیر علی (۳۹) سیرۃ النبی جلد دوم (۴۰) گلزار شاہی (۴۱) تاریخ طبری (۴۲)
 منہ ابن الججاج (۴۳) شرح مواہب جلد اول۔ (۴۴) سوانح عمری رسول کریم (۴۵) رحمت
 عالم (۴۶) معارج النبوة (۴۷) اخبار مدینہ جلد ۳۸ ۱۹۲۹ء از ممبر ۱۱ الفایۃ (۴۸) انیس الارواح

رحمت اللعالمین (۲۹) دلیل الخائفین (۵۰) تاریخ سیر المتأخرین (۵۱) قصص الانبیاء
 (۵۲) معارفہ سلیم مرتبہ رینالڈھی ۱۲ (۵۳) تاریخ عالم (۵۴) تاریخ عجم (۵۵) عجائب القصص
 (۵۶) جغرافیہ عالم (۵۷) جغرافیہ ای مارشڈن بی۔ لے۔ (۵۸) تاریخ (۵۹) تاریخ ایران
 (۶۰) موضح القرآن (۶۱) جامع ترمذی (۶۲) تاریخ بیت المقدس (۶۳) الفاروقی

۴۔ الغرض یہ کتاب عامہ مسلمین کے لئے ایک نعمت غیر متزقہ ہے جو
 ایک جامع اور مکمل مرتبہ کر کے قوم کی خدمت میں پیش ہے تاکہ اس کے ذریعہ فخر و عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان تازہ، اور احکام الہی سے واقفیت ہو۔ قوم اس سے
 فائدہ اٹھائے اور دعائے خیر میں یلدر کھے۔ کیا عجب ہے کہ کسی بندہ خاص کی نظر
 میرے حق میں اکیسرا کام ہے جو ذریعہ نجات ہو جائے۔ اور یہ چند اوراق اس ناپائیدار
 میں یادگار باقی رہیں۔

۱۔ التماس

جناب باری میں عجز و نیاز سے التجا ہے کہ اس کتاب میں عمدتاً غلطی غلطی ہوئی
 ہو یا نہ ہو خلاف حق میرے قلم سے نکلا ہو تو اپنی کریمی سے بخش دے اور رسوائی آخرت سے
 پناہ دے۔ اور میں ان صاحبان کا بھی بیدار ہوؤں کہ جنہوں نے اس کار خیر کے
 سلسلہ میں اپنی ذاتی معلومات و تحریک کی بنا پر مجھے عند اللہ امداد فرمائی۔

۲۔ معذرت

باری تعالیٰ عز و جہ بطیفیل سرور کائنات و اہل بیت اطہار صحابہ کرام و مشائخ عظام

اس کتاب کو مقبول فرمائیے۔ مقصود اصلی تالیف و تصنیف اس کتاب سے فائدہ خلق اللہ ہے
 نہ کسی کار و ادارہ کسی اظہار خطا منظر اور انہی ہے کہ مطالعہ کتاب سے جملہ صاحبان سرور
 اور عطا ہوں گے۔ اخیر میں ناظرین کرام سے مکرر امتیاس کرتا ہوں کہ تیس جلد پر ادارہ
 خطائے انسانی کسی قسم کی لغزش یا سہو بوجہ لکھی معلومات دیکھیں تو پرودہ مغفوت سے چھپا کر
 معاف فرماتے ہوئے اس کی اصلاح سے نامہ سیاہ کو مشکور فرمائیں اور میری اولاد
 اور میرے والدین اور تمامی اعزا و اقارب نیز عائتہ مسلمین کے واسطے دُعا و شکر کریں۔

فیثما مند

نامور ان عرب

صدیق اعظم۔ فاروق اعظم حضرت عثمان غنی۔ حضرت امام حسن۔ سیف اللہ اور
 سرزمین عرب کی دوسری نامور ہستیوں کے مختصر حالات زندگی رفیع الشان نواب محمد صاحب
 قلی خان صاحب بہادر ویر جنگ صفدر جنگ فرما کر لائے ریاست محمد گڑھ۔ نے موثر
 انداز میں قلم بند فرمائے ہیں۔ ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت دو روپیہ عمار

قیمت ۹

افٹوں کی کھیتی

قیمت ۹

جہانگیر کا فیصلہ

رہنے کا پتہ۔ رسالہ بانو و

عورتیں اپنی صحت کا بیمہ کرا لیں

یہ دوا عورتوں کی اُن مخصوص اور پوشیدہ شکایتوں کو دور کرتی ہے جو اُن کی صحت کو رفتہ رفتہ بالکل تباہ کر کے جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت پیدا کر دیتی ہیں "مچھون اکسپروشنواں" اُن تمام شکایتوں کو دور کر کے عورت کو طاقتور اور تندرست بنا دیتی ہے تکلیف خواہ کسی قسم کی ہو اس کے استعمال سے بند ہو جاتی ہے۔ خون کی پیدائش کو بڑھا کر چہرے کو سرخ و سفید بناتی ہے آپ بھی طلب فرما کر استعمال کریں اور اپنی صحت کا بیمہ کرا لیں۔ قیمت فی ڈبہ برائے بیس یوم موصوفیہ و غیرہ صرف پانچ روپیہ ۱۰

فلجمر آزاد ہند دوا خانہ یونانی ریاست ریپورٹرنج بکچرہ پوہلی

P.O. Rekar - Dist Bijnore. U.P.

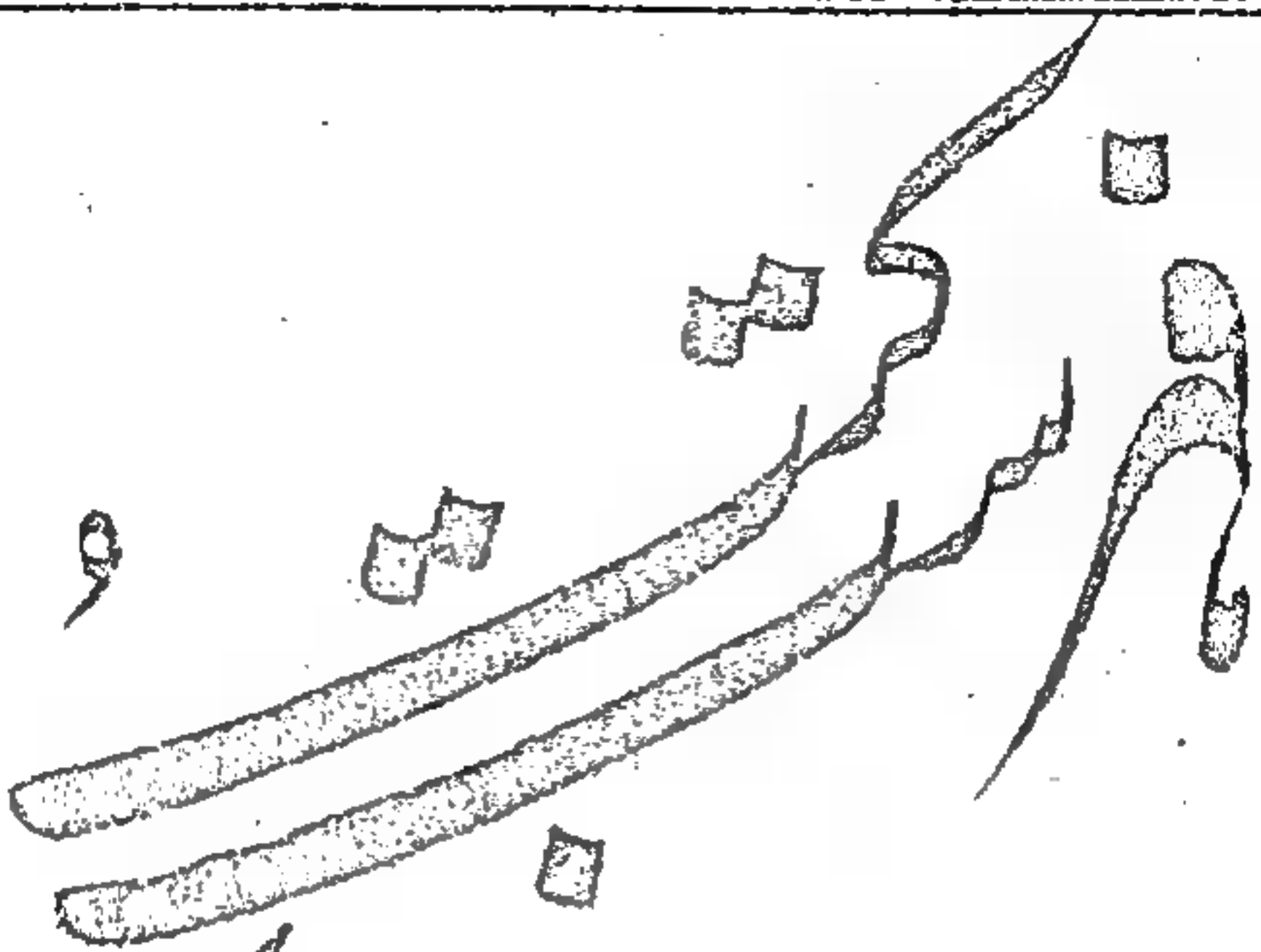
مسئلہ "چلمن" سال ۱۹۵۱ء

چمکتے ہوئے پھولوں سے زیادہ دل فریب تصویریں، رنگین تتلیوں سے زیادہ شوخ افشاں و غریب، اور نرم نرم چمکتی ہوئی شاخوں سے زیادہ لطیف نیم مزاجیہ انداز میں تازہ فلی خبریں، اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو آج ہی ماہنامہ "چلمن" کا سالنامہ ۱۹۵۱ء منگائیے۔ بہت تھوڑی تعداد میں رہ گیا ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ عمر بھر بکری نہیں

مسئلہ کا پتہ

رسالہ چلمن دہلی



یہ کتابیں اور ان کے علاوہ ہر قسم کی دوسری کتابیں
 ہم سے طلب فرمائیے۔ علمی، ادبی، افسانوی، تاریخی
 مذہبی، سیاسی، تفریحی، فلمی اور اصلاحی تمام لٹریچر
 ہم آپ کو بھیج سکتے ہیں
 پتہ یاد رکھئے

دفتر رسالہ "پالو" دہلی

اپنی شان اور تقدس کے اعتبار سے
ماہنامہ ”بانو“ دہلی کی بے نظیر اشاعت خاص

قرآن نمبر

جس میں قرآن کریم کی اہم آیات کی تفسیر اردو میں شائع کی گئی ہے۔
اس کے علاوہ قرآن مقدس پر کھوس مضامین ہیں۔ مثلاً قرآن کیا ہے۔؟
قرآن دوسروں کی نظر میں، سیاست اور قرآن، اقتصادیات اور قرآن، عورت اور
قرآن اور قرآنی تعلیم کے آسان طریقے غرض یہ کہ اردو پڑھے لکھے بھائی بہن اور بچے
سمجھ سکیں گے کہ قرآن پاک جس کی وہ عربی زبان میں روز آند تلاوت کرتے ہیں۔
انہیں کیا سکھاتا ہے۔؟ اور وہ اس سے کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں؟ یہ نمبر اپنی شان کا
پہلا نمبر ہے جو چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ بہت تھوڑی سی تعداد میں رہ گیا،
اس لئے جلد دستگاہیں۔ قیمت صرف چار روپے ہے۔

ملنے کا پتہ: دفتر ماہنامہ ”بانو“ دہلی

اللہ تعالیٰ کا پیغام | تمام دنیا کے نام

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ
یہی وہ کتاب ہے کہ جس میں شک ہی نہیں

تاج کمپنی کی نگرانی میں چھپا ہوا۔ نہایت شاندار اور خوشنما سفید
ولایتی کاغذ اور بے حد حسین و جمیل کتابت اور طباعت اور

بے شمار خوبیوں والا

قرآن مجید غیر مترجم

چھ سو بارہ صفحے۔ جلد نہایت خوبصورت سبز کاہی۔ اس قدر صحیح چھپا ہوا کہ چھپنے
کے بعد کئی حافظوں نے جس کی صحت کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ سرور قیامتہائی
ویدہ زیب اور بہت رنگ۔ سبز اور سرخ چھاپے کا۔ باوجود اس قدر
بینیبنی بنیوں کے

قیمت: صرف پانچ روپیے

محصول ایک جلد پر تیرہ آنے، دو جلدوں پر ایک روپیہ چھ آنے۔ تین جلدوں پر دو
روپیے۔ پانچ جلدوں پر محصول تین روپیے دو آنے۔

کتب فروش حضرات خط و کتابت معاملہ طے فرمائیں

پتہ: دفتر رسالہ یانہ۔ دہلی

بیبی سالِ رواں کی اچھوتی پیشکش
حسین کشیدہ کاری نقشِ اول

دولہن کشیدہ کاری!

نقشِ ثانی ہے

”دبانو“ پڑھنے والی سینکڑوں بہنوں کے فرماتوں سے متاثر ہو کر ادارہ ”دبانو“ نے
زنانہ دارالاشاعت و تجارت دہلی کے تحت سب سے پہلی کتاب حسین کشیدہ کاری کا دوسرا
حصہ ”دولہن کشیدہ کاری“ کے نام سے شائع کیا ہے۔ حسین کشیدہ کاری کی بے پناہ مقبولیت
نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مدیرہ ”دبانو“ کی مرتب کردہ کشیدہ کاری اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔
حسین کشیدہ کاری سے کہیں زیادہ محنت کے ”دولہن کشیدہ کاری“ کو مرتب کیا گیا ہے ہر
قسم کے نئے سال کے نئے ڈیزائن جمع کر دیئے گئے ہیں۔ صفحات ڈھائی سو سے زائد
ہیں۔ اور قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے ہے۔

آج ہی آرڈر دے کر منگائیے کیوں کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ہرست کم
تعداد میں شائع ہوا ہے۔

نوٹ:۔ اونی کام سلائیوں سے اس کتاب کا اہم حصہ ہے۔ جس میں ہر قسم کے سوئیٹر
وغیرہ بننے کی ترکیبیں مفصل طریقہ سے بتلائی گئی ہیں۔

سبب پمردہ مٹی اور فیشن بھی سبب

شوک کی برقعے

یہ برقعے اعلیٰ قسم کے ریشمی کپڑے کے بنے ہوئے ہیں۔ ان کا ڈیزائن ٹن والا چٹنر اور ہاڈی کالر اور جھالروالی ہے اوپر کے رومال گول اور چوکور ہیں۔ اصلی تارکشی کی بنی ہوئی آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ یہ نہایت خوبصورت اور فیشن ایبل برقعے ہیں۔ نیلا۔ کالا۔ سرخ۔ تریبوزی۔ کریم کلر۔ براؤن۔ گلابی۔ ہیرنگ کے ریشمیں اور سوئی برقعے موجود ہیں اپنے اطمینان کے لئے پہلے کپڑے کا نمونہ منگا کر دیکھ لیں یا ہمارے اطمینان پر برقعے منگائیں آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ برقعہ پسند نہ آنے پر اگر اسی حالت میں واپس کر دیا گیا تو پوری قیمت واپس کر دی جائے گی۔

ریشمی برقعہ کی قیمت۔ تین روپے ۵۰ سوئی برقعہ کی قیمت۔ سولہ روپے

(محصول ایک ایک روپیہ بذمہ خریدار ہوگا۔)

نوٹ، پاکستان یہ برقعہ قانونی مجبوری کی وجہ سے نہیں جاسکتا۔

ملنے کا پتہ۔ دفتر رسالہ ”پالو“ دہلی

مضبوط اور خوشحال جالی کے

شاندار دوپٹے

ہندوستان پھر میں خوب پسند کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی پردہ نشین خواتین کی سہولت کے پیش نظر ادارہ ”بانو“ دہلی نے نہایت شاندار مضبوط اور خوشحال جالی کے بنے ہوئے اور کڑھے ہوئے دوپٹوں کو گھر گھر پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔ دوپٹہ پورے ڈھائی گز کا ہوگا۔ ذیل کی اقسام میں سے جس قسم کا چاہیں طلب کر سکتے ہیں۔ رنگ سب مل سکتے ہیں آرڈر دیتے وقت لکھ دیں۔

دوپٹہ قسم اول:۔ باریک جالی اور پچی تار کشی سے ہاتھ کا کڑھا ہوا قیمت بیس روپے
دوپٹہ قسم دوم:۔ باریک جالی سادہ۔ قیمت پندرہ روپے
دوپٹہ قسم سوم:۔ جالی معمولی موٹی اور مشین کی پچی کڑھائی قیمت بارہ روپے
(نوٹ: جالی کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہونے کے سبب قیمتیں بڑھادی گئی ہیں)
محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ ایک دوپٹہ پیرس آنے اور دو دوپٹوں سے لے کر چار تک صرف ایک سو روپیہ لگتا ہے۔

ملنے کا پتہ: دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

کامننی ہیرائل

کامننی ہیرائل بالوں کو بڑھاتا ہے اور پیچ و خم دیتا ہوا خوب خوشنما بنا تا ہے
 بالوں کو گرنے نہیں دیتا جڑوں کو مضبوط، بالوں کو نرم اور چمکدار بنا تا ہے
 گنجد بن کو دور کر کے نئے بال پیدا کرتا ہے۔ اس کے قدرتی اجزا بالوں کو سیا
 بنائے رکھتے ہیں۔ سفید بالوں کو رفتہ رفتہ سیاہ کرتا ہے یہی مقوی دباغ ہے
 نزلہ ہرگز نہیں ہونے دیتا۔ اس کا پکینگ اور خوبصورتی دلاتی تیلوں کا
 مقابلہ ہی نہیں کرتا بلکہ اُن سے بڑھ کر ہر طرح کے معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بھینی
 بھینی خوشبو میں کبھی بیلہ، کبھی نرگس اور کبھی رات کی رائی کی جھک ہوا کے
 جھونکوں کے ساتھ آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور پاس سے گزرنے والا
 خوشبو سے مسحور ہو کر گھوم کر دیکھنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے گویا باغ کے تمام
 مشہور اور دل پسند پھولوں کا ایک نادر و نایاب مجموعہ ہے۔ جو کامنی ہیرائل
 میں آپ کو ملے گا۔

قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ۔ دو یا اس سے زیادہ شیشیاں منگوانے پر محسوس
 میں کفایت بہتگی بخوشی کا کام کرنا لے حضرات ایجنسی کا معاملہ غلط و کتابت کے کریس

پتہ: بھارت نیشنل کمپنی، پٹنہ، دہلی

اگر آپ اردو زبان کے افسانہ نگار، شاعر، یا ناول نویس ہیں !
 اگر آپ اردو زبان کے ماہوار رسالے، اخبار، یا کتابیں فروخت کرتے ہیں
 اگر آپ نے خود کوئی ماہوار رسالہ، اخبار یا کوئی کتاب چھاپی ہے۔
 اگر آپ کے شہر یا قصبہ میں کوئی اردو زبان کی لائبریری ہے۔
 شیپینٹہ لو شیپینٹہ

اردو زبان کی شان بڑھانے کے لیے

آج ہی اپنے شہر کی لائبریریوں کا، اپنی فرم کا، اور اپنا مکمل پتہ اور
 جس سنیے سے آپ اردو کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمیں لکھ کر بھیج دیجئے۔

اردو زبان کی شان بڑھانے کے لیے

دفتر رسالہ ”باتو“ دہلی سے عنقریب شائع کی جا رہی ہے۔
 جس میں اردو زبان کی خدمت کو نیا لے ہندوستانی و پاکستانی
 حضرات کا نام اور پورا پورا امتیاز مذہب و ملت شائع کیا جائیگا۔

پتہ: دفتر رسالہ ”باتو“ دہلی

مذہبی کتابیں

اعجازِ مہابارہ سورہ

اس کا عربی قلم بے حد موزوں ہے۔ ترجمہ حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے۔ حاشیہ پر خواص القرآن، فوائد القرآن، شان نزول اور ربط آیات چڑھائے گئے ہیں۔ ہر سورہ کے شروع میں اس کے مجرب اور مستند اعمال و وظائف اور نقش دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ درود تاج، درود لکھی، دعائے حزب البحر درود مشتغلات ختم خواجگان چشت و نقشبند اور اسماء الحسنیٰ اور اسم مبارک سرور کائنات اور اسمائے بدریں وغیرہ ضروری مجرب اور مستند وظائف خاندانِ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ درج کئے ہیں۔ کاغذ سفید چکنا، سائز ۱۱x۱۴، ضخامت تقریباً ۲۰۸ صفحات، رنگین ڈسٹ کور، لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ قیمت دو روپے۔

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب
مکمل مدلل ہفت سورہ
 کے عام فہم ترجمہ کا مکمل اور مدلل ہفت سورہ

شائع کیا گیا ہے۔ ہر سورہ کے خواص اس کے پڑھنے کا طریقہ، ہر سورہ کا نقش و تعبیر خواب بھی اس ہفت سورہ میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے۔ خوبصورت اور مضبوط جلد قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

پتہ: دفتر رسالہ بانو، دہلی

قرآن اور تصوف

اس گرانمایہ تالیف میں حقیقی اسلامی تصوف اسو منطقی ترتیب و وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔ اپنے موضوع نے لحاظ سے قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ۱۰ صفحات۔ بڑا سا نمبر،

قیمت دو روپے۔ مجلد تین روپے۔

قرآن مجید کے آسان ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اور قرآن شریف ہم قرآن کا صحیح مندر معلوم کرنے کے لئے شارع علیہ السلام کے اقوال و افعال کا معلوم کرنا کیوں ضروری ہے؟ احادیث کی تدوین کب اور کس طرح ہوئی یہ کتاب خاص یہی موضوع پر لکھی گئی ہے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ مجلد تین روپے چار آنے۔

علمائے سلف نہایت مقبول تصنیف جو عربی کی مستند ترین تاریخی کتابوں کے تقریباً ہزار صفحات کے عمیق مطالعہ کا

نتیجہ ہے اس کتاب سے ایک نظر میں معلوم ہو سکتا ہے کہ اپنے عروج کے زمانہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے اندر ظلم کا کس قدر ذوق تھا۔ اور مسلمان علماء کی پیابک اور پراپیوٹ زندگی کی کیا کیفیت تھی۔ محض ماؤں کی علم دوستی کے طفیل مجتہد اور امامان فن پیدا ہوئے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے جتید اور مشہور علماء راقد استادوں میں بیچوں کے نام بھی پائے جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ایسی کتاب دنیا کی کسی زبان میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ قیمت دو روپے۔

یہ کتاب اسلامی معلومات کا خزانہ ہے۔ اسلام کی بنیادی معلومات سینکڑوں مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس

سے آپ کے ایمان کو تقویت پہنچے گی۔ اور معلومات میں اشد ہوگا۔ ۱۰۰ صفحات قیمت ۱۰ روپے۔

اسلام میں غلامی کی حقیقت

چشمت چشمت چشمت چشمت چشمت چشمت چشمت چشمت چشمت چشمت

یورپ کے ارباب تالیف و تبلیغ نے اسلامی تعلیمات کو بدنام کرنے کے لئے جن حربوں سے کام لیا ہے ان میں سلیوری کا حربہ بہت ہی موثر ثابت ہوا ہے۔ اگر آپ اس باب میں اسلامی نقطہ نظر کے ماتحت ایک محققانہ بحث دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے۔ اس میں غلامی کی حقیقت، اس کے اقتصادی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلوؤں پر بحث کے بعد بتایا گیا ہے کہ غلامی یعنی انسانوں کی خرید و فروخت کی ابتدا کب سے ہوئی اسلام نے اس میں کیا اصلاحیں کیں اور کیسے پر حکمت طریقی اختیار کئے۔ اس کے ساتھ مشہور مصنفین یورپ کے بیانات اور یورپ کی ہلاکت خیز اجتماعی غلامی پر بھی مبسوط تبصرہ کیا گیا ہے۔ ۶۰ صفحات، بڑا سا نثر قیمت تین روپے۔ مجدد چار روپے

حقائق و معارف، فصاحت و بلاغت
قرآن ایک معجزہ کتاب ہے کے اعتبار سے قرآن پورا دوسرے سب

سے آخری کتاب ہے۔ قرآن پر غیر مسلم رہنماؤں اور سردارانِ قریش کے تبصرے منکرانِ الہی کا اس کو سن کر مسلمان ہونا۔ یہ تمام باتیں اس کتاب میں درج ہیں یہ تمام صحائف آسمانی کا پتھر ہے۔ قیمت بارہ آنے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات زندگی اور
سیدہ فاطمہ کلال واقعات کربلا کی مستند تاریخ جس کو مفتی انتظام اللہ

شہابی نے نہایت اندوہناک اور موثر پیرایہ میں لکھا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی



الایمان

اسلامی عقائد میں چار کتابوں کا سلسلہ، اس مضمون پر اس ترتیب سے آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ترتیب اور تدوین دونوں نے مل کر مضامین کا پچوں تک کے ذہن نشین ہونا نہایت آسان کر دیا ہے۔ علاوہ تمام دوسرے پیغمبروں کے دین کا ذکر قرآن میں ہے، حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کی سیرت پاک نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے عقائد کے علاوہ اسلامی حقوق، اخلاق اور ادب کے متعلق جو مضامین ہیں ان کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ آخر میں احادیث اور آیات کا بہترین مجموعہ ہے پانچواں رسالہ "الاسلام" سورتوں اور دعاؤں کا مجموعہ ہے جو نماز اور روزانہ کی زندگی میں معمول بنانے چاہئیں۔ مضامین کے علاوہ کاغذ، لکھائی چھپائی بھی بہت عمدہ ہے۔ پانچوں کتابوں کی قیمت چار روپے چار آنے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی سوانح حیات الواعزمی اور جرأت
سیف اللہ دلیری کا مرقع ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ سب کو خوار فرمادہ کر دیتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے خون کو گرما دے گی۔ اور بحیثیت مسلمان اپنا مقام تسلیم کریں۔ آپ کو فتوحات اسلامیہ کا حال معلوم ہوگا۔ آپ اپنے ماضی پر فخر ہی نہیں کریں گے۔ مستقبل میں اپنے آپ کو کامیاب مسلمان بنانے کی کوشش کریں گے۔ آپ میں تسلیم پیدا ہوگی۔ آپ میں ڈسپن آجائے گا۔

- ہم صفحات - قیمت :- مجلد دو روپے -

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

سیرت معاویہ رضی

یہ کتاب پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ ابتدائی سخت
زندگیوں سے گزر کر مسلمانوں نے اپنے کیر کٹر کو اتنا
بلند کر لیا کہ دنیا اور خصوصاً عرب میں ان کے نیک

اخلاق کی دھوم ہو گئی۔ اور جب بھی انہوں نے لشکر کشی کی اس ملک کے باشندوں نے
ان کا استقبال کیا۔ کیونکہ ان سے پہلے حاکم رعایا سے بے خبر اور خود غرض تھے۔ مسلمانوں
کی فتوحات کے ساتھ امن و سلامتی اور مساوات و انسانیت بھی ساتھ ساتھ چلی اور حضرت
معاویہؓ کے حسن تدبیر نے عوام کے دلوں پر حکومت کی اور باقی ریاستوں کے لوگ عافیت
مانگتے کہ مسلمان ہمارے بھی حاکم ہوں۔۔۔ صفحہ قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

تحقیق مذاہب عالم پر زبان اردو یہ ۶۰۸ صفحات کی کتاب ہے۔

نوید جاوید

اقوام دنیا کے مذاہب ادیان، ان کے اصول و فروع، ان کی
مختلف شاخوں سے نکلنے والے اور ظاہر ہوئے والے اسباب
اور ان شاخوں کے موجد۔ اور اقوام عالم کے بیان پر مشتمل ہے۔ اور مذاہب دنیا کا آئینہ
ہے۔ ایک مرتبہ شروع کر کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ شروع سے لے کر آج تک عقلاً
و نقلاً غیر مذاہب کی طرف سے اسلام و قرآن پر جو اعتراض ہوئے یا ہوں گے۔ ان
سب کا اس میں تحقیق سے جواب دیا گیا ہے۔ ہر علم دوست کے لئے بہترین کتاب ہے۔
جس کو آج سے بہت پہلے علامہ ناظر الدین نے لکھا ہے یہ اردو ترجمہ ہے قیمت دو روپے۔

پیغمبری دعائیں

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فخر کائنات، رسول خدا،
در بار خداوندی میں کس طرح اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے
تو آج ہی پیغمبری دعائیں منگائیے جس میں بڑی بڑی مستند احادیث کی تمام دعائیں جمع کر دی گئی ہیں

پتہ:- دفتر رسالہ "بانو" دہلی

تعلیم کا نقشہ

حضرت شاہ گل حسین صاحب قادری کی یہ تعلیم و موعظہ پر بہ نذیر کتاب ہے۔
فہرست مضامین ملاحظہ ہو۔ تمہید، حمد و ثناء، حضرت پیر کامل مذاہب کا تصوف سے
موازنہ، علم تصوف کو علم دین سے کیا نسبت ہے۔ تخلیق تصوف، ارکان تصوف، صوفی،
صحبت فقہاء، اختلاف معانی آیات درمیان اہل تصوف و شمرنا۔ فقر و تصوف کی تعلیم
کس سے ملے ہے؟ علم و علم طریقت، پیر کامل کی تلاش۔ آسان سفر کی تیاری اور حوائج ضروریہ
سوال و جواب مسافر طریقت۔ یہ تعلیمات تصوف میں اردو کی سب سے بہترین کتاب ہے
قیمت محل صرف تین روپے۔

خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرنے کی پیہم کوشش
کرتے ہیں۔ یہ کتاب مسلمانوں کو باعزت زندگی بسر کرنے کے لئے مانی
و مستقبل کا آئینہ ہے اسکو پڑھ کر عمل کیجئے اور اپنے اندر نئی روح

راز حیات

چونکہ ایجئے آپ میں ایک یاں انقلاب پیدا ہوگا۔ احساس کمتری پیدا ہوگا۔ آپ اپنے مقام
کو پہچان لیں گے کہ آپ نیادالوں کی متابعت کے لئے نہیں معلمی کیلئے آئے ہیں۔ چند عنوان
ملاحظہ ہوں۔ اسلام نے دنیا کو کیا عطا کیا۔ قرآن کی برکتیں، انسان خدا کا نائب ہے۔
مسلمانوں کی موجودہ حالت۔ مسلمانوں کی ترقی کن باتوں پر منحصر ہے۔ نوجوان مسلمانوں
کی موجودہ تعلیم۔ اہمیت آدمی کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ کتاب موجودہ
دور میں اہمیت ہے۔۔۔ صفحات قیمت ایک روپیہ۔

صحیح بخاری شریف کامل

ایک لاکھ احادیث بنوی کا عظیم الشان ذخیرہ، اس امر سے ہر مسلمان واقف ہے کہ کلام اللہ کے بعد صحیح بخاری شریف کا درجہ ہے اس لئے کہ اس میں تمام احکامات اسلامی ہیں۔ عربی بخاری شریف کی قیمت اس وقت اتنی روپے ہے۔ مگر اس ایک لاکھ کے ذخیرے میں سے ضعیف اور کمزور احادیث چھوڑ کر ڈھائی ہزار سچی احادیث کا ذخیرہ مصر کے امام الحدیث حضرت علامہ مبارک زیدی نے تقسیم ابواب کے تحت تجرید بخاری کے نام سے شائع کیا ہے جس کو تمام علمائے حجاز مصر و شام نے پسند کیا ہے۔ یہ اسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ قیمتی سفید چمکا کاغذ سائز ۲۴×۳۰ قیمت سات پچیسے اور چار روپے

غوث پاک کی سب سے بڑی اور جامع سوانح عمری اس میں آپ کی کرامات کا تذکرہ ہے اگر آپ کو حضرت غوث پاک سے عقیدت ہے تو ان کی سیرت

غوث الاعظم

ملاحظہ فرمائیے اور دین و دنیا کی گونا گوں برکتوں سے ہلال مال ہو جائیے۔ ۳۰۰ سے زائد صفحات، قیمت تین روپے چار آنے۔ پہلا ایڈیشن ۲۰۰۴ صفحات۔ قیمت دو روپے ۱۲ فرمائش کے وقت یہ ضرور لکھئے کونسا ایڈیشن چاہیئے۔

محفل میلاد اور عید میلاد النبی کی مجلس میں

اصلی میلاد اکبرؐ

پڑھنے کے لئے مشہور و معروف کتاب "اصلی

میلاد شریف" منگائیے۔ مصنفہ: اکبر وارفی میرٹھی۔ ہر مضمون کیساتھ نظمیں اور غزلیں بھی ہیں

قیمت ایک روپیہ

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

”تاجدارِ دو عالم“ رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ کے مختصر
تاجدارِ دو عالم | حالاتِ زندگی حکیمِ خواجہ شوکت علی گیلانی نے ایسے دل کش
 پیرایہ میں تحریر فرمائے ہیں کہ کتاب ایک بار پڑھ کر آپ بار بار پڑھنے کے لئے مجبور ہو
 جائیں گے۔ پیارے رسول کے دل و دماغ روشن کرنے والے ارشادات۔ شہنشاہِ دو عالم
 کی سادہ معاشرت۔ اسلام کی توسیع کے لئے حلیما نہ جدوجہد۔

غرض یہ تمام حالات آپ اس چھوٹے سے مجموعہ میں پائینگے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے
 جب مایوسیوں کے تیرے کلیجہ پھلنی ہو رہا ہو تو خداوندِ کریم کی
قرآنی دعائیں | اس کتاب سے رجوع کیجئے۔ بچہ نے نہایت محنت سے قرآن
 مجید کی وہ تمام دعائیں یکجا کر دی ہیں جو مختلف مقاصد کے لئے تیر بہار ہیں دنیا
 کا ہر کام ان پاک دعاؤں سے سہرا انجام ہو سکتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

اسلامی تعلیم | حضرت امام اعظم کی فقہِ اردو زبان میں، فتاویٰ عالمگیری
 کے بعد دین و دنیا کی ہر مشکل کا حل اس کتاب میں ملے
 گا۔ یہ کتاب عرصہ دس سال سے ناپید تھی۔ اب دوبارہ زکثیر صرف کر کے تیار کی گئی
 ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چمکا کاغذ۔ ۷۰ صفحات۔ سائز ۲۰ x ۲۶۔ ٹائٹل خوشنما اور
 رنگین قیمت بلا جلد دس روپے۔ مجلد پارچہ گیارہ روپے۔ مجلد پارچہ پشتہ بارہ روپے۔
 ”اسلامی عقائد اور اسلامی فرائض“

ارکانِ اسلام | نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کے ضروری مسائل اور
 محاسن اور فوائد سہل انداز میں جاننے کے لئے کتاب ”ارکانِ اسلام“ ضروری لائحہ عمل
 مولفہ: مولوی محمد احتشام الحق صاحب۔ سفید عمدہ کاغذ مجلد گرد پوش دو رنگہ قیمت ۱۰ روپے

بارہ مجالس

مسلمانوں پر جو شدید وقت اب ہے۔ ابتدائے اسلام کا وقت اس سے بھی سخت
 تھا۔ یہ تعلیمات اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیر نکیر ہی تھا جس سے مسلمان اس آگ
 کے سمندر سے صرف پار ہی نہ ہوئے بلکہ انہوں نے ظالموں کو رحمہ دل، بدکاروں کو
 نیک کار بنادیا۔ اس کتاب میں وعظ کے طور پر ان تعلیمات کی تفصیل ہے جن سے مسلمانوں
 کو اوج ہوا۔ مثلاً توحید الہی۔ شیخ توحید کے پڑانے۔ نبوت و رسالت۔ ختم نبوت۔ حضور
 کی عظمت۔ حضور کا اسوہ حسنہ۔ محبت رسول۔ اسلامی اخلاق۔ اسلامی وحدت و مساوات
 اسلام میں عورت کے حقوق، یہی وہ تعلیمات ہیں جن پر عمل کر کے مسلمانوں نے اپنے کو
 بلند کیا۔ جس میں خاص طور سے رسول پاک کی اعلیٰ بشریت دکھائی گئی ہے۔
 قیمت:- جلد ایک روپیہ چار آنے۔

”آداب معیشت“

شروع ہی سے نو عمر لڑکوں اور لڑکیوں کو
 کھانے پینے سونے پہننے کے سلیقے اور
 مختصر آداب سکھائیے۔ قیمت اکھڑ آنے

”تبلیغی چالیس سبق“

تبلیغی طالب علموں کے لئے ایک بہترین
 کتابچہ۔ قیمت چار آنے

”حیات فخر“

امام فخر الدین رازیؒ کی سوانح عمری۔ ایک معلوماتی اور تاریخی کتاب۔ قیمت ۸/

پتہ:- دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

استاد عربی اس زبردست تعلیمی ایجاد کی مدد سے ایک مہینہ میں آپ بے
 مکان عربی بول سکتے ہیں۔ لیکہ پڑھ سکتے ہیں تقریر کر سکتے ہیں
 مصر و شام اور ہندوستان کے روشن خیال علماء اور ماہرین تعلیم کے مشورے سے
 مشرق و مغرب کے سہل ترین اصولوں کے ماتحت یہ کتاب تیار کی گئی ہے۔ مصنف کا
 دعویٰ ہے کہ جو شخص اس کو دو مرتبہ توجہ سے پڑھ لے گا اس کو عربی فطعی آجائے گی۔
 ۱۲۸ صفحات سا کڑ ۲۶x۲۰ خوبصورت گروپوش قیمت ایک روپیہ اکٹھا آنے۔

ایوبی مجاہد اعظم حضرت صلاح الدین ایوبی کی مکمل سوانح عمری، سلطان نے اپنے
 بلند اخلاق سے کس طرح عیسائیت اور اس کے صلیبی جوش کا مردانہ وار
 مقابل کیا۔ یہ اللہ کا سپاہی انسانیت نواز، رحم دل، مہذب، شریف، غیر مسلم بچوں اور
 خواتین کے لئے باپ اور بھائی سے زیادہ رقیق تھا۔ ۲۵۰ صفحات، شروع میں سلطان
 کا نوٹ۔ قیمت: تین روپے چار آنے۔

شاہراہ ترقی ستیدھاوصاف اساتذہ کھانے والی کتاب جس
 پر چل کر ہر شخص ترقی و کمال حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت ۱۰ روپے

کامیاب شوہر اور بیوی بننے کا راز

پہلا ایٹ نامہ مسلمان خاوند

مصنف: حکیم شوکت علی گیلانی۔ قیمت: تین روپے اکٹھا آنے

پہلا ایٹ نامہ مسلمان بیوی

مصنف: حکیم شوکت علی گیلانی۔ قیمت چار روپے اکٹھا آنے

قرآن اور حدیث کی دعائیں | مایوسی کو دور کر کے ہر کام بنانے والی دعائیں مانگنے کے طریقے اور

ان کے اثرات بھی درج ہیں۔ ۱۲۸ صفحات قیمت: ایک روپیہ

”صد پارہ دل“ اردو ادب کا لاثانی شاہکار یہ کتاب سیف الحق جناب مولانا سید عزیز حسن بقالی کی تصنیف ہے۔ مولانا شاعر نہیں ہیں۔ لیکن ان کی نثر نگاری بھی نظم نگاری سے کم نہیں ہے۔ اور ہمارے اس دعوے کی تصدیق آپ ”صد پارہ دل“ پڑھ کر ہی کر سکتے ہیں۔ ضخامت: ۱۰۰ صفحہ قیمت صرف دو روپے آٹھ آنے۔

۱. انجمنیوں والی اسلامی جنتری

شیخ الہند جنتری کے چوتھے ایڈیشن میں ذیقعد ۱۳۷۰ھ تک کی انگریزی

اسلامی، ہندی اور فارسی کی چھ قسم کی جنتری بڑے بڑے شہروں کے اوقات طلوع و غروب کے علاوہ تیس مضامین۔ سرور کائنات صلعم کے شاہ مصر اور شاہ بحرین کے نام خطوط کا عکس مشہور انبیاء علیہم السلام۔ خلفاء راشدین۔ خواتین اسلام اور اسلامی ممالک کے موجودہ حکمرانوں، اور رہنماؤں کے حالات۔ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ تمام اسلامی ممالک کے حالات اور نقشہ ہند اور پاکستان کے عرسوں کی تاریخیں۔ تین ہزار سالہ کیلنڈر۔ نکاسی جائیدادوں کا قانون۔ پاکستان جانے کے لئے پرمٹ حاصل کرنے کا طریقہ ڈاک و تار کے قواعد اور دیگر مفید معلومات جن کے ساتھ دس گوشوارے بھی شامل ہیں۔ قیمت: ۱۲ روپے

پس منتظر اسلام (مصنف) محمد اجمل خاں پرائیویٹ سکرٹری مولانا ابوالکلام آزاد قیمت ۱۰ روپے

پتہ: دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

کار آمد کتابیں

صنعت و تجارت کے پوشیدہ راز

پانچ دس روپے کے معمولی سرہانے سے اپنے شہر میں رہ کر آزادی و عزت سے شاندار آمدنی پیدا کرنے کے خواہش مند آج ہی ہماری مشہور عالم کتاب "صنعت و تجارت کے پوشیدہ راز" منگو اگر مطالعہ کریں۔ جس میں روپیہ کمانے کے سینکڑوں اور نئے نئے کاروبار کرنے کی بے شمار اسکیمیں درج ہیں۔ تھوڑا پڑھا لکھا آدمی بھی اس کتاب کی مدد سے یورپ و امریکہ کی گھریلو انڈسٹریوں اور مشہور کارخانوں کے رازوں سے واقف ہو کر اپنی غریبی و مفلسی کو امیری سے بدل سکتا ہے یہ کتاب سات سو سے زائد انگریزی اور ہندوستانی رسائل و کتب کے مطالعہ و عملی تجربات کے بعد سات سال میں تیار ہوئی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے اور سالوں شاگردی کر کے بھی اتنے راز نہیں مل سکتے۔ قیمت چار روپے۔

صنعت و حرفت سے دولت پیدا کرنے کے راز

یورپ و امریکہ کی صنعت و حرفت کی کتابوں کا پتھور کوئی شخص ترقی کامیابی حاصل کرنا چاہے تو کسی ایک کام کو پکڑ کر تھوڑے ہی عرصہ میں خوش حال ہو سکتا ہے۔ ہر کام سے متعلق مکمل ہدایات درج ہیں مثلاً صابن سازی، خوشبودار تیل بنانا، آئینہ سازی، خضاب سازی اور

پتہ:- دفتر رسالہ "بات و دہلی"

ردشنائیاں وغیرہ بنانا قیمت دو روپے۔

صنعت و حرفت کے قیمتی راز

اس کتاب میں سینکڑوں ایکس سے ایکس مجرب تجارتی فارموں، لاکھ لاکھ روپے قیمت کے پٹنٹ نسخے، آسان دستکاریاں، باعزت و پرمنافع روزگار، مفید ہنر، عملی اسکیمیں وغیرہ درج ہیں۔ جن کی بدولت اگر آپ نوکری پر لگے ہوئے ہیں۔ تو فالتو وقت میں اپنی آمدنی کو دو گنا کر سکتے ہیں۔ اور اگر بے کار ہیں تو آزادی۔۔۔ کے ساتھ روٹی کمانے کے قابل بن سکتے ہیں۔ یہ کتاب مہاترند جی نے لکھی ہے اور گورنمنٹ سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ قیمت تین روپے۔

رہنمائے صحت

اس کتاب میں صحت و تندرستی کے سہارے اصول و قواعد، بیماریوں سے بچنے اور تندرست رہنے کے لئے مفید مشورے، ہر طرح کی کمزوری لاغری کو دور کر کے ہمیشہ جوان بنانے رکھنے والی باتصویر کسریٹیں، عمر بڑھانے اور سو سال تک جینے کے قدرتی طریقے، عام ہونیوالی بیماریوں اور ان کے لئے آسان اور بچھاؤ نسخے، سر سے لے کر پیر تک تمام مردانہ و زنانہ اعضاء کی جوانی و خوبصورتی بڑھانے اور اسے مدت تک برابر قائم رکھنے کے پوشیدہ راز، رگ رگ میں طاقت و توانائی کا کوئٹ بھر دینے والی دلیسی اور دلالتی دوائیں۔ اس میں دو سو بیش قیمت اور پُر از معلومات مضامین، ہر معنی خیز تصاویر اور ایک ہزار تیرہ ہفت نسخے ہیں۔ ۶۰۰ صفحات۔ قیمت پانچ روپے۔

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

صنعت میں دولت

اپنی طرز کی پہلی اور انوکھی کتاب ہے جو چھان بین اور ذاتی تجربات کے بعد عوام کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ مصنف دوسری کتابوں کی نقل پر یقین نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک تجربہ کار اور باعمل انسان ہے۔ مصنف نے کوشش کی ہے کہ کتاب میں صرف تجربہ میں کامیاب اترنے والے فارمولے اور نسخے درج کئے جائیں۔ اس کے علاوہ بے شمار خاکے ضروری سامان کی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت پانچ روپے۔

اس کتاب میں قدیم و جدید ہر وضع کے کپڑے کاٹنے فائن ٹیلر ماسٹر اور سینے کی مکمل تعلیم ہے۔ کوٹ۔ جیکون۔ جیسٹر۔ واسکو۔ شیردانی۔ بروس۔ جمپر، فرائ، برقعے۔ غرض ہر قسم کے کپڑوں کے سینے کی ترکیبیں درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

خوشنما کشیدہ کاری۔ دستکاری۔ ادنیٰ کام ریشیدہ کی کشیدہ کاری کروشیا، دوسوی نیوفیشن زنانہ، مردانہ اور بچکانہ، بیل بوٹے۔ دامن، کالکر کوٹنے اور تکیہ کے اشعار کا مجموعہ، بڑا سا کتبہ۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

سیدہ کالال ددیپے آٹھ آنے آمنہ کالال میر لخت جگر ہے قمر کشیدہ کار کا تین روپے خاتون حبیب چھ آنے کشمیر حبیب نظیر ہے

پتہ:- دفتر رسالہ "بانو" دہلی

آپ

ادیب اور شاعر بن سکتے ہیں!

اگر آپ ادیب اور شاعر بننے کے خواہشمند ہیں تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ ہم آپ کو بہترین غزلیں، معیاری افسانے اور ہر قسم کے ادبی مضامین نظم و نثر معمولی معاوضہ پر مہیا کر سکتے ہیں۔ جواب کے لئے جوابی خط یا ٹکٹ آنے چاہئیں۔ خط و کتابت صیغہ راز میں رکھی جائے گی۔ شائع کرانے کا بندوبست بھی کیا جاسکتا ہے۔

”ادبی محل“ چٹلی قبر۔ دہلی

انیس خواتین

اس کتاب میں عورتوں بچوں کی مخصوص شکایتوں اور دیگر عام بیماریوں کا بیان اور ان کا علاج سادہ زبان میں لکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جن و دل کشی اور جوانی قائم رکھنے کے راز و راج ہیں کارڈ بھیج کر مفت منگائیے۔
اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھئے۔

مرتبہ بیگم محمد عظیم زبیری پلیر نئی تال (دیوبند)

مولانا اشرف علی صاحب و مولانا احمد سعید صاحب دیگر حضرات
کی
مذہبی و سیاسی کتابیں:

۲/۰/۰	پہلی تقریر سیرت	۳/۴/۰	جنت کی کنجی
۱/۸/۰	اعمال قرآنی	۲/۸/۰	مضامین احمد سعید
۱/۸/۰	رسول اللہ	۲/۱۲/۰	خدا کی باتیں
۱/۱۲/۰	حیات المسلمین	۲/۰/۰	شوکت آرا بیگم
۱/۱۲/۰	رباعیات قدسی	۲/۰/۰	سفر نامہ اسیر مالٹا
۲/۰/۰	ایسٹ انڈیا کمپنی و باغی علماء نہیں	۲/۴/۰	دوزخ کا کھڑکا
۱/۸/۰	علماء حق اور انکی منطلوہیت کی داستان	۲/۴/۰	تقاریر احمد سعید
۱/۱۲/۰	غدر کے چند علماء	۱/۲/۰	پردہ کی باتیں
۲/۴/۰	اسلامی معاشرت	-/۱۲/۰	صلوٰۃ و سلام
۱/۱۲/۰	بہشت سورہ مجلد	۱/۱۲/۰	تعلیم الدین
۱/۰/۰	سیاسی نظریے	۲/۴/۰	رسول کی باتیں
۱/۸/۰	ارکان اسلام و مولانا اشتیاق الحسن	۲/۸/۰	دوسری تقریر سیرت
-/۸/۰	آداب معیشت	۲/۴/۰	مشکل کشا
-/۱۰/۰	حیات فخر و سوانح امام فخر الدین رازی	۱/۱۲/۰	از بلا احمد سعید
۳/۰/۰	اسلام و معاشرت	۲/۴/۰	فاطمہ کلال

پتہ: دفتر رسالت، بانو، دہلی

۲/۱-۱۰	۱۸۱- علم بیان (از ناصر الدین محمد اسد الرحمن قدسی)	شہادۂ ترقی اُمت مسلمہ اور اس کا مخصوص طرز زندگی
۲/۱-۱۰	۱۸۱- صراطِ مستقیم	حافظ سعید الدین صاحب
۱۴۱-۱	۱۸۱- رسالہ تجوید	تبلیغی طالب علموں کے لئے چالیس سبق
۱۴۱-۱	۱۸۱- نعمات (از ناصر الدین محمد اسد الرحمن قدسی)	رحمت کا دربار
۲/۱۲-۱	۱۸۱- بلاغ الحق (از مولانا محبوب الحق صاحب پیغمبر اسلام (از پرنسپل رنگوننا تھ سہائی کے	نوائے دین (حافظ منیر الدین صاحب)
۱/۱-۱۰	۱۸۱- خلفائے راشدین (از مولانا عبد الشکور شمال بنوی	ہماری مصیبتوں کے اسباب (مولانا عاشق الہی صاحب بلند شہر)
۱/۱-۱۰	۱۸۱- آئینہ کلال (علامہ راشد الخیری)	اسلامی نام
۱/۱۸-۱		شاہ دلی اللہ کی خواہی پہل حدیث تبلیغی چھ اصول

سیپارے قاعدے وغیرہ

۸۱-۱-۱۰	۱۲۱-۱۰ نور تامہ معہ عہد نامہ کلاں سفید گلینڈ کاغذ فی سینکڑہ	سیپارہ عم و الم تا دلوانا ۲۶x۲۰ سفید گلینڈ کاغذ ۳۴ صفحات فی سینکڑہ
۱۲۱-۱۰	۴۱-۱۰ راہ نجات سفید گلینڈ کاغذ فی سینکڑہ	قاعدہ بغدادی نصف جزہ فی سینکڑہ
۳۱-۱-۱۰	۱۱-۱۰ نماز کی کتاب	قاعدہ بغدادی ایک جزہ ۱۶
۱۲۱۸-۱۰	۱۶۱-۱۰ دعائے گنج العرش پاکٹ سائز	قاعدہ بغدادی دو جزہ سفید گلینڈ

۱/۴۰	مسلمان خاوند	۱/۴۰	شہان قدرت شانِ رحمت فی کاپی
۰/۱۰/۰	مسلمان بیوی	۰/۱۰/۰	جنگ نامہ محمد مصطفیٰ فی کاپی
۰/۱۰/۰	صحابی غورقوں اور سچو نکی سچی کربانیاں	۰/۱۰/۰	خطبات علمی سفید گلیزڈ کاغذ بلا ٹائٹل
۰/۱۳/۰	جنت کا ٹکٹ	۰/۱۳/۰	خطبات علمی سفید گلیزڈ کاغذ معہ چار رنگا
۰/۱۲/۰	تبلیغی بہشتی زیور حصہ اول	۰/۱۲/۰	ٹائٹل فی کاپی
۰/۱۲/۰	تبلیغی بہشتی زیور حصہ دوم	۰/۱۲/۰	شہادت نامہ امام حسینؑ کلاں سفید
۰/۱۲/۰	اکرامِ مسلم	۰/۱۲/۰	گلیزڈ کاغذ فی کاپی
۰/۱۸/۰	اخلاص نیت غیر مجلد	۰/۱۲/۰	رسالے نمازات فی کاپی
۰/۱۲/۰	اخلاص نیت مجلد	۰/۱۲/۰	آمین فی کاپی
۰/۱۲/۰	خدا کی جنت	۰/۱۲/۰	قاعدہ یسرنا القرآن بطرز قادیان سفید
۰/۱۸/۰	خواتین اسلام غیر مجلد	۰/۱۰/۰	گلیزڈ کاغذ فی کاپی
۰/۱۲/۰	خواتین اسلام مجلد	۰/۱۲/۰	قاعدہ یسرنا القرآن چار رنگا ٹائٹل سفید
۰/۱۲/۰	خدا کا ذکر	۰/۱۲/۰	گلیزڈ کاغذ فی کاپی
۰/۱۰/۰	بہشتی زیور ۱۴ حصہ اول	۰/۱۰/۰	اصلی میلاد اکبر سفید گلیزڈ کاغذ بلا
۰/۱۹/۰	دوم	۰/۱۲/۰	ٹائٹل فی کاپی
۰/۱۸/۰	سوم	۰/۱۲/۰	اصلی میلاد اکبر سفید گلیزڈ کاغذ چار
۰/۱۰/۰	چہارم	۱۲	رنگا ٹائٹل فی کاپی
۰/۱۸/۰	پنجم	۰/۱۲/۰	آمد نامہ فارسی فی کاپی
۰/۱۰/۰	ششم	۱۲/۰/۰	میری نماز

۱/۴۰	حل المسکلات	۱۰/۰	ہشتی زیور ۳۰ x ۲۰ ۱۴ ہفتم
	عورتوں اور مردوں کے مخصوص	۱۰/۰	ہشتم
۱۶/۰	مسائل	۱۳/۰	نہم
۱۶/۰	تعلیم القرآن	۱۰/۰	دہم
۱۶/۰	قرآنی قاعدہ	۱۴/۰	یازدہم
۱۶/۰	نماز مکمل		ہشتی زیور کابل خورد سائز
۱۶/۰	تبلیغی تحریک نمبر، اول کلمہ	۱۰/۰	۳۰ x ۲۰ ۱۴ غیر مجلد
۱۶/۰	دوم د نماز		ہشتی زیور کابل خورد سائز
۱۶/۰	سوم و علم و ذکر	۲۰/۰	۳۰ x ۲۰ ۱۴ دو جلدوں میں، مجلد -
	تبلیغی تحریک نمبر، چہارم	۱۰/۰	اسلام کا اصلاحی پروگرام مجلد
۱۶/۰	اکرام مسلم	۱۰/۰	ہماری تعلیم مجلد
	تبلیغی تحریک نمبر، پنجم	۱۰/۰	ازواج مطہرات مجلد
۱۶/۰	(خلوص نیت)	۱۰/۰	برکات الصالحین
	تبلیغی تحریک نمبر، ششم	۱۶/۰	رسول اللہ کی نصیحتیں
۱۶/۰	(تفریق وقت)	۱۶/۰	چہل حدیث
	تبلیغی تحریک نمبر، ہفتم	۱۶/۰	قصص الصحابہ حصہ اول
۱۶/۰	(ترک لایعنی)	۱۶/۰	دوم
۱۶/۰	فارسی کی پہلی کتاب	۱۶/۰	سوم
۱۶/۰	فارسی کی دوسری کتاب	۲۰/۰	قصص الصحابہ مکمل مجلد

۱/۷۰	دوسری انجمن حمایت الاسلام	۱/۷۰	تعلیم الاسلام مکمل کلاں
۱/۱۰۰	تیسری " "	۱/۷۰	" خورد سائز
۱/۱۲۰	چوتھی " "	۱/۷۰	قاعدہ تعلیم الاسلام کلاں سائز
۱/۱۶	دینیات حصہ اول " "	۱/۷۰	" خورد سائز
۱/۵۰	" دوم " "	۱/۷۰	قاعدہ انجمن حمایت الاسلام
۱/۴۰	یازدہ سورہ	۱/۷۰	پہلی اردو " "

علامہ اقبالؒ کی

دو مقبول ترین تصانیف

بانگ درا (مجلد)

قیمت: ساڑھے چار روپے

بال جبریلؒ (مجلد)

قیمت: ساڑھے چار روپے

قاضی عبد الغفار کی

دو بے حد دلچسپ و نادر کتابیں

سلا کے خطوط

قیمت: سوادو روپے

مجنون کی اترنی

قیمت: دو روپے

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

” بیسویں صدی “

کی مفید اور دلچسپ کتابیں

نام کتاب	ادارہ	قیمت	نام کتاب	ادارہ	قیمت
پریم شاستر (مجلد)	بیسویں صدی	۳/۰-۱	دل کے پیام مجلد	بیسویں صدی	۲/۰-۱
کام شاستر	”	۳/۰-۱	شاہی محلات کی پریم کہانیاں	”	۲/۰-۱
گرچہ شاستر	”	۳/۰-۱	رنگین و دلکش ڈائری مجلد	”	۳/۰-۱
صحت اور زندگی	”	۳/۰-۱	بڑے آدمیوں کا عشق	”	۲/۰-۱
فلمی پریاں	”	۳/۰-۱	بیسویں صدی کی کشیدہ کاری	”	۳/۰-۱
میرے پسنے	”	۳/۰-۱	بچوں کیلئے پیاری کتابیں	”	۳/۰-۱
سنگھار کرے میں	”	۲/۰-۱	ہمارا گاندھی	بیسویں صدی	۲/۰-۱
ایک تمام میں تین ننھے	”	۲/۰-۱	ہمارا جواہر لال	”	۲/۰-۱
جو عورت ننھی ہے مجلد	”	۲/۰-۱	ہمارا ابوالکلام آزاد	”	۲/۰-۱
حسن پرست	”	۲/۰-۱	ہمارا پٹیل	”	۲/۰-۱
دھکتی رنگیں	”	۲/۰-۱	ہمارا سبھاش	”	۲/۰-۱
یہ لڑکیاں	”	۳/۰-۱			

پتہ: دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

رضیہ کا شاہی دسترخوان

لڑکی کی سب سے بڑی خوبی امور خانہ داری کی واقفیت ہے
اگر آپ

کامیاب و رباعزت بیوی بننا چاہتی ہیں تو ”رضیہ کا شاہی دسترخوان“ پڑھیے
اس کتاب میں انگریزی ناستے، ہندوستانی ناستے، پھلکیاں، پرائیڈے،
سموسے، پوریاں، بسکٹ، دالیں، سالن، کباب، پلاؤ، پکوان، حلوسے، اچار، مربے
انگریزی کھانے، بیماریوں اور مرضیوں کے کھانے وغیرہ چار سو قسم کی چیزیں تیار کرنے
کے مکمل اور آزمودہ طریقے درج ہیں۔ رضیہ سلطانہ دہلوی کے اس لذیذ تحفہ کی قیمت پچھڑے
محترمہ رضیہ سلطانہ نے خواتین کیلئے کئی کتابیں تیار کیں
”رضیہ کراس اسٹیج“ ان کتابوں نے خواتین کے ذوق و شوق کو نیا تازیانہ
رسید کیا ہندوستان کا فن ملک کے کونے کونے تک چمکا اٹھا

آپ کی رضیہ ایک بار پھر بیدار ہوتی ہیں۔
اور ”رضیہ کراس اسٹیج“ پیش کرتی ہیں۔

مشرقی بہنوں کے لئے یہ کتاب ایک حیرت انگیز شاہکار ہے جس میں ایسی ایسی
حسین اور دیدہ زیب بلیں و لفریب دامن اور دلکش کونے اور مرکز پیش کئے گئے ہیں کہ
بے اختیار چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے لئے اتالیق کی حیثیت رکھتی ہے
بڑا سا نر۔ رنگین اور حسین جلد۔ قیمت: صرف چار روپے

آپکی خوبصورتی کو چار چاند لگانے والی اور گھریلو زندگی میں کام آنے والی
کتاب

زنانہ درزی خانہ

چھپ گئی ہے فوراً آرڈر دیجئے

مشرقی بہنوں کے لئے اور ان کی گھریلو زندگی کو آراستہ اور خوشنما بنانے کے لئے
دفتر رسالہ ”بانو“ نے ایک نئی کتاب ”زنانہ درزی خانہ“ کے نام سے تیار کی ہے اس
کتاب میں تقریباً دو سو قسم کے زنانہ اور خورد سال بچوں اور بچیوں کے کپڑے سینے اور
کاٹنے کے طریقہ عام فہم انداز میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور ہر ترکیب و طریقہ تراش کیساتھ
ساتھ قلمی تصاویر بھی بنا دی گئی ہیں۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ درجنوں قسم کے
جمیر، درجنوں قسم کی قمیصیں، فرائٹ۔ نیو فیشن اور نیو کٹ گائین۔ اور پٹی کوٹ۔ فینسی پاجامے
غزائرے۔ اور بلاؤز گریبان بنانے کی ترکیبیں۔

کتاب زنانہ درزی خانہ میں آپ کو ملیں گی۔ اس کتاب کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے
جو بہنیں اس کتاب کو خریدنا چاہتی ہیں۔ وہ دی۔ پی کے ذریعہ منگاسکتی ہیں۔ دی۔ پی
کے لئے دفتر کو لکھئے۔ کتاب مجلد ہے۔ سرورق رنگین اور خوبصورت۔

۱۰۴ صفحے۔ لکھائی پھپائی عمدہ۔ سفید کاغذ۔ مجلد سرورق۔ قیمت دو روپے

پتہ: دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

رضیہ کی مشرقی مغربی کشیدہ کاری

کشیدہ کاری امیر لڑکیوں کا بہترین شغل ہے۔

کشیدہ کاری غریب خواتین کا ذریعہ معاش ہے۔

کشیدہ کاری سے ایک معمولی کپڑا حسن کا موقع بن جاتا ہے

کشیدہ کاری معمولی گھر کو رشک فردوس بنا دیتی ہے

اپنے اس لطیف ذوق کی تشنگی کے لئے اپنے اس فن کو عروج تک پہنچانے کے لئے رضیہ کی مشرقی مغربی کشیدہ کاری کا مطالعہ کیجئے۔ بڑے سائز کی یہ حسین کتاب خوشنما انگلش گل بوٹوں دیدہ زیب بیلوں، دلکش مرکوزوں، حسین میز پوشوں، کف، تیکے اور فلاور باسکٹوں کے دل نشین اور حسین ترین ڈیزائنوں اور نمونوں سے مزین ہے۔ اور رضیہ سلطانہ کی محنت قابلِ داد ہے۔ قیمت صرف چار روپے۔

ضرور خریدیئے۔ ضرور حاصل کیجئے۔ ضرور پڑھئے۔
رضیہ ماڈرن فیشن بک | اس کتاب میں اڑھائی سو فیشن ایبل کپڑے تیار

کرنے کی آسان ترکیبیں اور مکمل نقشے درج ہیں۔ اور حسین لباسوں کے ساتھ حسین عورتوں اور بچوں کی حسین تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ مہربن۔ لڑکی۔ سلیقہ شعار بیوی۔ اور سنگٹریڈی کے لئے اس کتاب کا استعمال ضروری ہے سنیکڑوں لڑکیوں نے اس کتاب کی مدد سے درزیوں کے مقابلے میں کپڑے تیار کرنے شروع کر دیئے۔

بڑا سائز نہایت خوبصورت جلد۔ قیمت: چار روپے

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

باپ کا خط بیٹی کے نام

ہر عورت کے لئے خواہ وہ بیوی ہے یا ماں، نندہ ہے یا بھالی، بہو ہے یا ساس۔ اس کتاب کا مطالعہ فرض ہے۔ اور اس فرض کی ادائیگی اس کے گھر کو رشک فردوس بنادے گی۔ اگر آپ کے ہاں بیٹی ہے یا آپ خود کسی کی بیٹی ہیں تو آج ہی یہ حتمی تحفہ صرف بارہ آنے میں خریدیے۔

لعل و گوہر

ایک سبق آموز اور نہایت ہی دلچسپ کتاب کا نام لعل و گوہر ہے جو اپنی حسن و خوبی کے سبب واقعی لعل و گوہر جیسی قیمتی ہے۔ اس میں وہ اشارے ہیں جو زندگی کے دشوار گزار راستہ میں تمہیں چراغ ہدایت کا کام دینگے اسے پڑھ کر تم زندہ رہنے اور زندہ رہ کر حقیقی معنوں میں انسان بننا سیکھ جاؤ گے۔ قیمت :- ایک روپیہ

سُرخ بچے

اگر آپ اپنے بچوں کو بہادر بنانا چاہتے ہیں۔ تو ان بہادر بچوں کے دلچسپ اور دل فریب کارنامے انہیں پڑھنے کے لئے دیجئے جو مکمل کودہی میں اپنی آئندہ زندگی کے پروگرام بنا رہے ہیں سُرخ بچے ایک نہایت دل آویز اور دلکش ناول ہے جس میں بچوں کی ایسی انوکھی اور حیرت انگیز باتیں درج ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کے جسم میں بھی بہادری کا خون کھولنے لگے گا۔

اسرار احمد آزاد نے یہ دلچسپ ناول آپ ہی کے لئے لکھا ہے۔ قیمت :- ڈیڑھ روپیہ

قیمتی جہیز

اس کتاب میں ایک قابل فخر باپ نے اپنی ناز و نعمت سے بٹی ہوئی لڑکی کو وہ انمول نصیحتیں کی ہیں جو ہر گھر کو جنتِ نظیر اور ہر بیوی کو قابلِ رشک اور قابلِ پرستش بنا دیتی ہے۔ قیمت :- ایک روپیہ

پتہ :- دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

”سُرخ آئینہ“

سُرخ آئینہ اردو کی تیرہ ستارہ افسانہ نگار خواتین کے منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ سُرخ آئینہ کے افسانے سرمایہ دارانہ نظام کے غلات زبردست احتجاج کی مُنہ بولتی تصویریں ہیں۔

سُرخ آئینہ موجودہ سیاسی بہران کی صحیح عکاسی ہے۔

سُرخ آئینہ میں آپ کو کچلے ہوئے عوام کی ابھرتی ہوئی جدوجہد اور امن عالمگیر کی متحدہ کوششیں سر بلند نظر آئیں گی۔ قیمت:۔۔۔ تین روپے بارہ آنے۔

”اچھے مار“

ادیبہ بھوپال مس رتنیہ فرحت الطاف کے مختصر طویل افسانوں کا مجموعہ ہے یہ افسانہ زندگی کی سلگتی ہوئی آہوں، تڑپتے ہوئے اشکوں اور گھٹی گھٹی سسکیوں کو یکجا کر کے

تخلیق کئے گئے ہیں۔ ان افسانوں میں روحانی زندگی کے لطیف احساسات، چاندنی کی دروہیا کرہیں۔ جگمگاتے ہوئے ستاروں کی آنکھ چولیاں، سمودی گئی ہیں۔ ان افسانوں کو پڑھ کر آپ زندگی کی الجھنوں کو سُلیھا سکیں گے۔ قیمت:۔۔۔ ایک روپیہ آٹھ آنے۔

”اسرارِ مصر“

اسرارِ مصر کی اس سے دلگذاز داستان، نہ آپ نے آج تک پڑھی ہوگی نہ سُنی ہوگی۔

”بن باپ کا بچہ“۔۔۔ ”بغیر شوہر کی بیوی“۔ ”بے بیوی کا شوہر“ اس ناول کے یہ کردار آپ کو حیرت میں ڈال دیں گے۔

تاریخ میں بھی یہ ناول ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ عجیب غریب دلکش پیرایہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس پُر اسرار ناول کے اسرار و

ونکات آپ کو حیرت میں ڈال دیں گے
 رومان کے سنہرے تاروں سے بنے
 ہوئے خواب اس ناول میں آپ کو
 جگمگاتے ہوئے نظر آئیں گے۔
 ضخامت دو سو اسی صفحات
 قیمت دو روپے بارہ آنے

محو خواب کو

مصر کی میوں کے متعلق تو تمام
 دنیا جانتی ہے لیکن انہیں میوں میں
 سے تین ہزار سال بعد جب ایک حسین
 و دشیزہ عالم وجود میں آنکھیں کھول
 دیتی ہے تو تمام دنیا انگشت بدنداں
 رہ جاتی ہے۔

اس ماہتاب رخ حسین و دشیزہ
 کو اب سے تین ہزار سال پیشتر مصر کے
 کاہنوں نے ایک خاص سائنٹفک اصول
 سے سزا کر محی بنادیا تھا۔ اتفاق سے
 اُس راز کی ایک دستاویز ایک مردہ

زبانوں کے ماہر کے ہاتھ لگ جاتی ہے
 اور وہ شخص اس تین ہزار سالہ دشیزہ
 کو دوبارہ زندگی بخشتا ہے۔

اس کے بعد کیا ہوتا ہے ”یہ محو خواب“
 ناول پڑھ کر معلوم کیجئے جو انگریزی کے
 مشہور ناول (SHE WHO SLEEPS)
 کا ترجمہ ہے۔ قیمت: تین روپے بارہ آنے

”داستانِ دل“

ڈاکٹر نصیر الدین ہاشمی کا بے حد
 دلچسپ ناول جس میں شوخ و طرح دار
 لڑکیوں اور اُن کے نوجوان عشاق کے
 ہجر و وصال کی رنگین داستانیں ہیں۔
 اس ناول کی ابتداء عدن کے ایک بارغ
 سے ہوتی ہے۔ قیمت: تین روپے آٹھ آنے

”میری کھانی“

پروفیسر محمد جمیل ایم ایے کا ایک بہترین ناول
 جو بہت زیادہ عجیب و دلچسپ قیمت صرف پندرہ

پتہ:- دفتر رسالہ بانو، دہلی

کار آمد اور مفید کتابیں

شرح دیوانِ غالب

حضرت جوش ملیحانی نے دلدادگانِ کلامِ غالب کے لئے یہ نادر کتاب بڑی محنت سے مرتب کی ہے۔ یہ غالب کے کلام پر ایک مکمل تنقید ہے شروع میں ۵۵ صفحات پر ایک بسیط تبصرہ ہے جس سے غالب کے کلام اور زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

سربراہِ آدرود ادیبوں، شاعروں اور کالج کے پروفیسروں نے اس کتاب کو آدرود ادیب میں ایک قابلِ قدر اضافہ قرار دیا ہے۔ ظہار کے لئے یہ ایک نعمت ہے۔ ۸۴۴ صفحات۔

لکھنؤی چھپائی عمدہ۔ خوشنما جلد۔

قیمت: - پانچ روپے

صحت و زندگی

اس کتاب میں غذا، صحت، شباب اور تندرستی کے متعلق وہ تمام باتیں تفصیل سے لکھ دی گئی ہیں۔ جن کا جاننا ہر انسان کے لئے ضروری ہے صحت و جوانی کے خواہش مند اس کتاب کو ضرور پڑھیں یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اور اس میں ۲۲۰ سے زائد کارآمد مضامین درج ہیں دنیا کے نامور ڈاکٹروں اور چوٹی کے سائنس دانوں کے عملی تجربات کا پھوڑ ہے۔

بیمیریہ امراض کا علاج بغیر دوا کے درج ہے۔ صحت و زندگی کو برقرار رکھنے کے قیمتی راز ہیں۔

لکھنؤی چھپائی عمدہ۔

دونوں حصوں کی قیمت تین روپے

ستاروں کے چراغ

”لحنتِ جگر“

کی بے بسی ہے جن و عشق کی کرشمہ سازی
ہے۔ اور عیاش زمیندار کی اصلاح کا
منار کس انجام ہے اس اصلاحی ناول کو
پڑھ کر ہماری گھریلو زندگی میں خوش گوار
انقلاب آسکتا ہے۔ قیمت دو روپے۔

”بیرنگ نامے“

شری رندھیر ایم اے کی یہ کتاب
ادبی حزانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ فصیح
اور سلیس زبان میں سینکڑوں دہڑکنوں
کی لافانی مسکراہٹیں اور آہیں اپنے اندر
سمائے ہوئے ہیں اسے پڑھ کر آپ کے
دل کی دہڑکن تیز ہو جائے گی۔

لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے
قیمت :- ایک روپیہ آٹھ آنے۔

بشیر الدین احمد دہلوی فرزند دپٹی
نذیر احمد مرحوم کی دوسری لاجواب کتاب
جس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ
لڑکیوں کو ازدواجی زندگی کی مشکل ترین
گھاٹی سے بہ آسانی گزرنے کی سہل ترین
ترکیبیں بتائی گئی ہیں۔ اور ایک شفیق باپ
نے اپنی بیٹی کو نصیحت آمیز خطوط سے راہ
ہدایت دکھائی ہے۔

قیمت دو حصص مجلد تین روپے آٹھ آنے۔

”شادی خانہ“

بنگال کے سحر نگار ادیب مسٹر
پھٹاچاریہ کے غیر فانی شاہکار کا اردو ترجمہ
اس میں زمینداروں کے ظلم، اور کسانوں

” فلمی پریاں “ (با تصویر)

۱۔ سے نہ اند خوبصورت اور جوان

ایکٹروں کے حالاتِ زندگی اور ساتھ ہی
ان محبوب ایکٹروں کی دلکش اور نظر افروز
تصاویر بھی آرٹ پیپر پر چھاپ کر شامل کی
گئی ہیں۔ کاغذ اعلیٰ کتابت عمدہ مضبوط
اور خوشنما جلد۔ سرورق نہایت رنگین ان
تمام خوبیوں کے باوجود قیمت اُردو ایڈیشن
تین روپے۔ ہندی ایڈیشن تین روپے۔

” فلمستان کی پریاں “

مشہور ایکٹروں ایکٹروں اور ڈائریکٹروں
کے حالاتِ زندگی، پرائیویٹ پتے اس
کتاب میں درج ہیں۔ جا بجا فوٹو بھی ہیں۔
۴۴ صفحے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

” شکست “

کرشن چندر کا سب سے بہترین ناول

جو ہمارے افسانوی ادب کی سب سے زیادہ
ترقی یافتہ شکل ہے۔ گزشتہ دس سال میں
اس سے بہتر ناول نہیں لکھا گیا قیمت ۳

” سنگھار کمرے میں “

جوانی مسکراتی ہے۔ حسن گنگنا تا ہے اور عشق
چلتا ہے ان ہی کیفیتوں کو پروفیسر کرشنا
کماری ایم اے نے دلکش افسانوں میں سمو
دیا ہے ہر افسانہ ایک ولد و زحقیقت ہے
لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت دو روپے۔

” لغزش “

فصل حق قریشی کا رومان آفریں ناول
جس میں عورت کی فطرت کو ایک عجیب انداز
سے پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے۔
کہ عورت مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔
لیکن اس کے باوجود مرد کی زندگی بغیر
عورت کے نامکمل ہے۔

(قیمت دو روپے)

جوانی کی چمکتی ہوئی پرچھائیاں !

”ایک حمام میں تین تنگے“

زندگی کی عریاں تصویریں، اُن
لوگوں کے عشق و محبت کی داستانیں جنہوں نے
گھٹ گھٹ کر مر جانے کے بجائے کسی کی غوش
میں جی کر مانا سیکھا۔ ان نوجوانوں کی عریاں
تصویریں جنہوں نے عورت کے بدن اور
اسکی جوانی کو ایک کھیل سمجھا۔ اُن دیوں کی
کہانیاں جن کی دہرکتوں میں جذبات نے
اپنا گھر بنایا تھا۔ دقت کی دکھتی ہوئی رگ پر
سعدا مہرت کی فن کارانہ ضرب۔ ان افسانوں
کو آپ بار بار پڑھتے پڑھتے مجبور ہوں گے۔
قیمت دو روپے (ع)

”فریبِ مسلسل“

شفیق بانو شفیق کے دلچسپ رومانی

افسانوں کا مجموعہ۔ مردوں کی خود غرضی،
مکرو فریب کی عریاں تصویریں، مرد عورتوں
کو اپنا زرخیز غلام سمجھتے ہیں۔ اور اُن کے
جسموں کو اپنی جاگیر، یہ زندگی کی برہت
حقیقتیں ہیں جو آپ کے سامنے بھیاں نکالت
میں پیش کی گئی ہیں۔ قیمت دو روپے۔

شاہی محلات کی پریم کہانیاں

عشق و محبت کی پرکھ اور سچی داستانیں۔
جس میں ملکہ یونان کی ایک وحشی غلام سے
محبت، ملکہ ڈنمارک کی ایک چرواہے سے الفت
ملکہ مصر کی داستانِ عشق، ہسپانوی شہزاد
کا ایک وحشی عورت سے عشق اور ملکہ البانیہ
کے عشق و محبت کی داستانیں درج ہیں سو
فیصدی سچے، دلکش اور رومانی افسانے۔
حسین گردپوش۔ قیمت دو روپے۔

ہو گیا ہے۔ اس میں حسن و عشق کی نیرنگیاں
ہیں اور فراق و وصل کے قصے ہیں۔ پڑھیے
اور مزہ لوٹیں۔ قیمت دو روپے چار آنے

”جو مبار“

مصور اشاروں میں وہ کیفیاتی نظمیں
اور کیف و رنگ سے بھر پور جذبہ باقی غزلیں
جو ایک ایسا ماحول رکھتی ہیں کہ ہر صاحب
مطالعہ زندگی کے مدغم سرگم کو بھی گھر گھر
کر آتے ہوئے ابر کی طرح خراشاں پاتا ہے
ظفر ادیب کا مجموعہ کلام۔

خوبصورت گرد پوش قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

”ترقی پسند“ آچیوں کے

”خیر و خیال“

دیکھتے ہوں تو فکر تو نسوی کی
کتاب ”خند و خیال“ تنگائی
قیمت: دو روپے بارہ آنے۔

”جو عورت نشکی ہے“

نامور فن کار رام لال ورمائی رومان
پردہ اور تلخ کہانیوں کا مجموعہ ان افسانوں
میں رومان و محبت کی نیرنگیاں بھی ہیں اور
حسن و شباب کی سرمستیاں بھی ہر افسانے
میں ایک نئی عورت ہے۔ رام لال جدید
ادب کا حامی ہے۔ اسکی یہ کتاب آپ ختم
کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے۔ قیمت دو روپے

”ناقابل فراموشی“

شہنشاہ صحافت سردار دیوان سنگھ
مفتون ایڈیٹر ”یاست“ دہلی کے قابل قدر
اور نادر الوجود مضامین کا مجموعہ۔
قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

”گناہ“

دست بھارتی کا وہ ناول جس کے
انتظار میں آپ بے چین تھے۔ چھپ کر تیار

پیائے بچوں کیلئے پیاری کتابیں

۱۳	پرستان	۱۳	طلسمی لڑکا
۱۲	شیر ماموں	۱۲	نقلی آدمی
۱۱	گھٹی شکر	۱۱	دو اہم
۱۰	نئی کہانیاں	۱۰	جاں نثار گھوڑا
۹	خجہ خوار دوست	۹	نہنھے ہوا باز
۸	کارٹون	۸	خوناک کشتی
۷	تختہ	۷	نرالا انتقام
۶	بڈوس کا اڑدہ	۶	پری کی چھتری
۵	پاپ کی ناؤ	۵	تارا کا ڈنڈا
۴	مزدور کا بیٹا	۴	بونے کا بیٹا
۳	انوکھی چھتری	۳	انار راجہ
۲	شہزادی خوربانو	۲	پرستان کی سیر
۱	تاج میاں	۱	بطخ شہزادی
	مزیدار پہیلیاں		میں شہر میں
	ساجدہ		جادو کا شیشہ
	لاڈلا شہزادہ		خالہ بلی
	دلچسپ پہیلیاں		تازہ شیکار
۱۳	ہندے شاہ	۱۳	
۱۲	آب حیات	۱۲	
۱۱	دو پیسے	۱۱	
۱۰	جادو کا جھولنا	۱۰	
۹	آگ بیگم	۹	
۸	بچوں کا تختہ اول	۸	
۷	بچوں کا تختہ دوم	۷	
۶	اسلامی نظمیں	۶	
۵	چار بہنیں	۵	
۴	بادشاہ کا انعام	۴	
۳	چور شہزادی	۳	
۲	گھیسٹا کی بھتا شاہی	۲	
۱	شریر لڑکا	۱	
	جادو کی بنسری		
	صبر بادشاہ زادہ		
	شہزادہ نے نواز		
	ٹھوڑی تارا ماسکے چاند		

۵	لالہ پری	۵	لال دیو	۴	دریا کی شہزادی
۵	گرم حلوہ	۵	چٹا دیو	۴	نئی شہزادی
۴	یا قوت کی ملک	۵	ژالہ پری	۵	شہزادہ گوہر
۴	بیاد شہزادہ	۵	سبزہ پری	۵	کالا دیو
۵	انقلابی مولوی	۴	فردوسی خور	۴	مرد زیادہ ہر کار ہوتے ہیں یا عورتیں
۱۰	ایک نئے انیمی ایک نئے حکیم جی	۸	یادان بنی	۴	ستارے

ہروں کے لئے دلچسپ کتابیں

۴	ہم اور وہ (خواجہ محمد شفیع)	۴	شمع (اے آر خاتون)
۴	فلکی رنگ محل (خوشابش بی لے)	۴	تصویر
۴	پتھر سے ہیرا (ڈاکٹر سعید احمد)	۴	جواہر لال کی کہانی دُردو، محمد رحیم دہلوی
۴	سیل نور (محمد امین شہرپوری)	۴	جواہر لال کی کہانی دہندی
۴	جھنکاریں	۴	قیمتی جہیز
۴	تصویریں	۴	زارینہ
۴	زنجیریں	۴	تازیانہ
۴	پتنگے	۴	ہمارے شاہ کا خواب (خواجہ محمد شفیع)
۴	جنت میں شاعرہ (عارف ثالوی)	۴	شرح میر درد
۴	محاورات، داغ	۴	ابلیس

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

آخری تھہ	نشی پریم چند، دوپے بار آنے	کودنی ناول (رانبندز ناٹھ ٹیگور) پیر
وفا کی دیوی	افسانے بارہ آنے	نشی تیرتھ رام فیروز پوری کی کتابیں (ترجمہ)
قاتل	”	خونی دلہن ناول تین روپے آٹھ آنے
جیل	”	اسیر بلا ” تین روپے
غبن	ناول پانچ روپے	قاتل کی بیٹی ” چار روپے
پردہ حجاب	” چھ روپے	دیران محل ” تین روپے آٹھ آنے
خواب و خیال	افسانے دو روپے آٹھ آنے	سانپ کی چوری ” تین روپے آٹھ آنے
روکھی رانی	ناول ایک روپیہ چار روپے	تہہ خانہ کاراٹ ” ”
فطرت نگار سدرشن کی کتابیں		جنگل میں لاش ” ”
سولہ سنگھار	افسانے چار روپے	مجرم ” تین روپے
زہر ہلا آب حیات	ناول دو روپے چار آنے	سوئی سیج ” دو روپے
خوش انجام	ناول آٹھ آنے	قاتل ہار ” چار روپے
ٹالسٹائی کے افسانے دکنٹ ٹالسٹائی، پیر		بیلا ہیرا ” تین روپے
راجہ پر جا	” ایک روپیہ چار آنے	منزل مقصود ” تین روپے
عورت مرد کے تعلقات	” ایک روپیہ	کرنی کا بھیل ” چار روپے
پہارے زمانہ کی غلامی	” بارہ آنے	ڈاکٹر نکولا ” چار روپے
سرگزشت ٹالسٹائی	ایک روپیہ آٹھ آنے	لعل شب چراغ ” تین روپے
ٹیسگور کے ڈرامے (رانبندز ناٹھ ٹیگور) پیر		نازک کنار ” چار روپے
اندھیرے میں ناول	” دو روپے	

نفرت محبت

میں کیسے تبدیل ہو گئی

جب میں پہلے پہل اپنے شوہر کے گھر گئی۔ تو میرے کالے بھدے چہرے کو دیکھ کر وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے، لیکن میں نے اپنی سہیلیوں کے کہنے سے ”روپ بلاس“ کا اٹن لگانا شروع کیا۔ اور کچھ ہی دنوں بعد میرا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح دیکھنے لگا۔ تو اُن کی نفرت محبت میں تبدیل ہو گئی۔ وہ مجھے دل سے چاہنے لگے۔

روپ بلاس رجسٹرڈ پھنسی، خشکی، بد رفتی، جھڑیاں وغیرہ حیرت انگیز طریقے پر غائب ہو جاتی ہیں اور کھوڑے ہی عرصہ بعد بھدے چہرہ حسین بن جاتا ہے اگر آپ اپنا چہرہ خوبصورت بنا نا چاہتی ہیں۔ تو وہ ۲ سال سے ایجاد کردہ ”روپ بلاس رجسٹرڈ اٹن“ لگائیے جسے لاکھوں عورتیں استعمال کر چکی ہیں۔

قیمت ایک ڈیڑھ دو پیسے۔ تین ڈیڑھ پانچ روپے اکٹھا آنے والا خرچ و پکنگ الگ۔

ملنے کا پتہ

روپ بلاس کمپنی نمبر ۴۸ دھن کٹی کاپنور

حصولِ شہرت کیلئے تیس روپے کوئی بڑی رقم نہیں ہے

اور جبکہ یہ رقم ایک نیک مقصد پر خرچ کی جا رہی ہو
آپ یہ حقیر سی رقم بڑی آسانی کے ساتھ خرچ کر سکتے ہیں
”ملک کے سینکڑوں اچھے لکھنے والے ادیبوں کو گمنامی کی زندگی بسر کرتے
ہوئے دیکھ کر۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سرمایہ دارانہ نظام کو کار فرما دیکھ کر طبقہ پرست
بلشوروں کی ”احباب نوازی“ دیکھ کر ادارہ ”چلن“ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک کتاب
”یہ گیت ہیں درویش“ کے نام سے شائع کی جائے جس میں اُن
اچھے انسانہ نگاروں کے شاہکار افسانے شریک کئے جائیں جن کی ملک و قوم کو
بے حد سخت ضرورت ہے۔

لہذا آپ بھی آج ہی اپنے تین مختصر اور بہترین افسانے مندرجہ ذیل پتہ پر
روانہ فرما دیں جن میں سے ایک افسانہ انتخاب کر کے کتاب میں شریک کر لیا جائیگا
چونکہ مخلص کام کرنے والے ہمیشہ مفلس ہوتے ہیں اس لئے مالی مشکلات پر
عمور حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ہر افسانہ نگار افسانوں کے ساتھ ہی مبلغ تیس
روپے بھی بذریعہ منی آرڈر روانہ کرے۔ یہ روپے بھی آپ کے شائع نہیں ہوئے
بلکہ کتاب چھپنے کے بعد اس رقم کی کتابیں آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائیں گی۔
ہم آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور اس کار خیر میں
حصہ لیں جو عوامی ادیبوں کی بہتری کے لئے شروع کیا گیا ہے۔

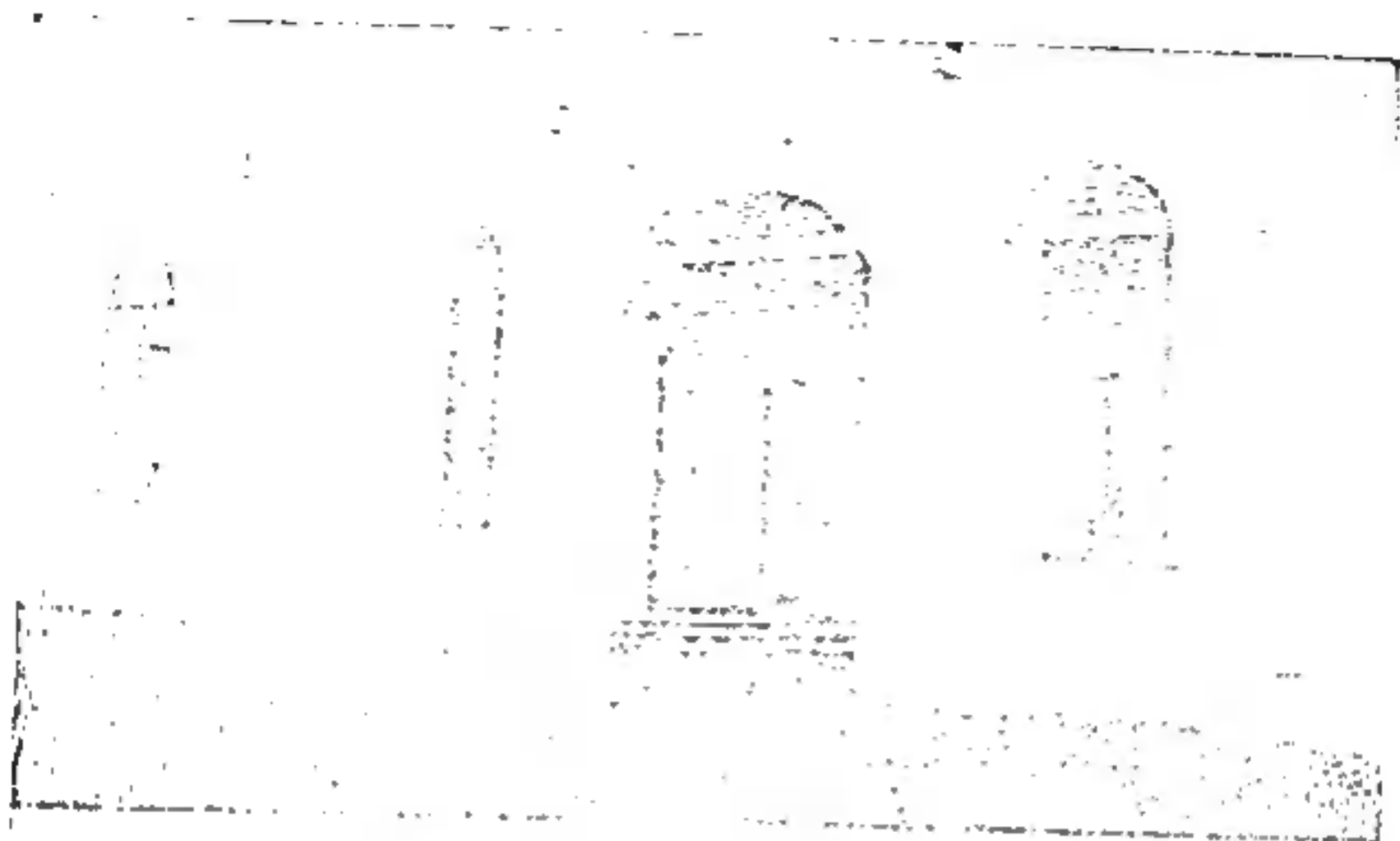
پتہ: دفتر رسالہ چلن، دہلی

فلم انڈسٹری سے محبت کرنے والوں کا ماہنامہ

چلمن

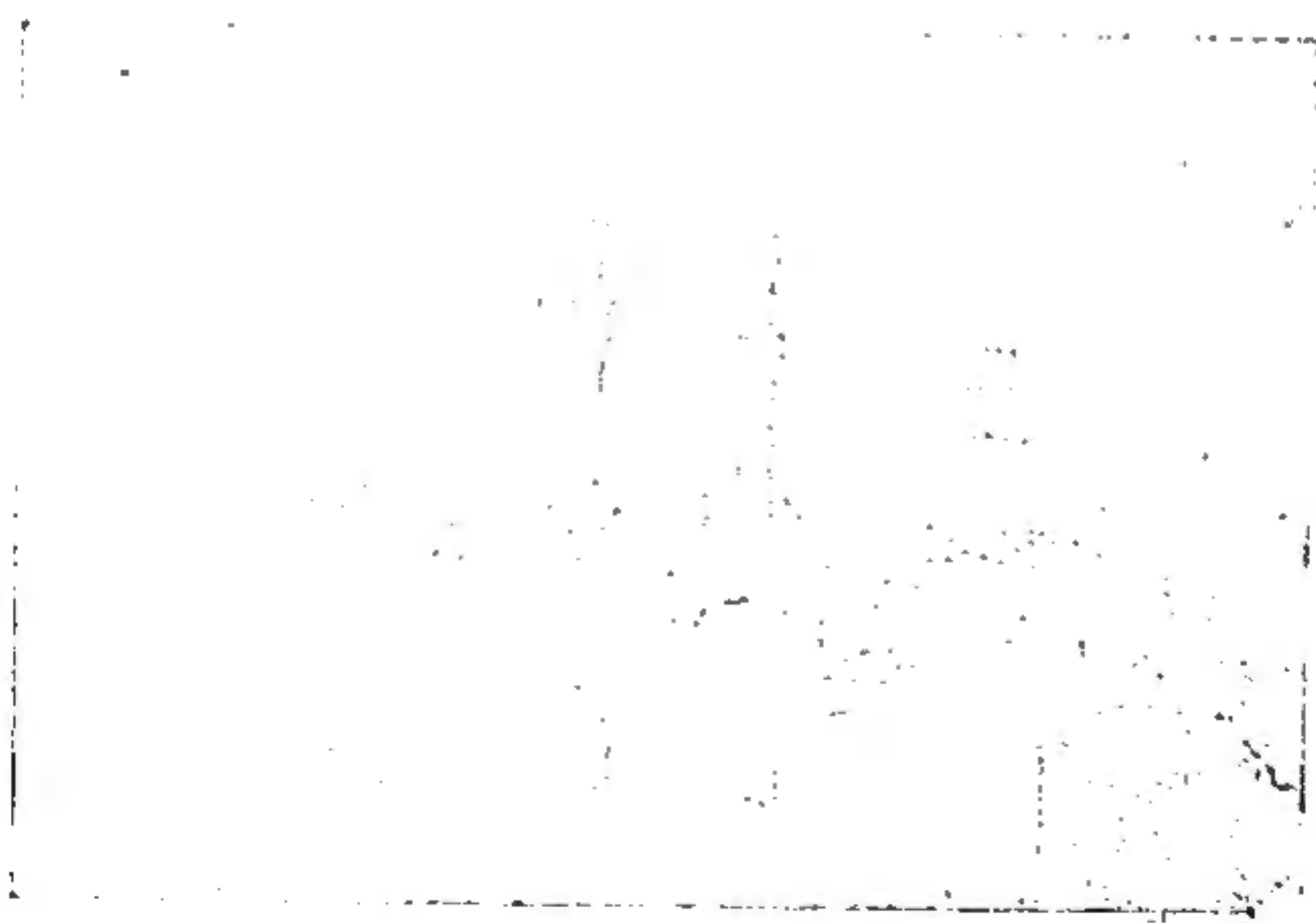
- ماہ اکتوبر ۱۹۷۹ء سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے • دھڑکتے ہوئے افسانے۔
- فلمی ایکٹرسوں کے متعلق نظمیں۔
- کیفیت زانظمیں وغزلیں۔
- فلمی محبت کی کہانیاں۔
- فلمی اور ادبی مقالے۔
- فلمی سوالات کے جوابات۔
- فلمی چٹکے۔
- فلم ایکٹرسوں سے ملاقات۔
- فلم ایکٹرسوں و ایکٹروں سے چھٹ بھاڑ۔
- ترقی پسندی پر مزاحیہ نظمیں۔
- فلمی خبریں۔
- سالانہ قیمت پانچ روپے فی پرچہ آٹھ آنے
- یہ ہیں چند خصوصیات آپ کے چلمن کی۔۔۔ انجمن انجمنی کا معاملہ خط و کتابت
- شائع کردہ۔۔۔ دفتر ماہنامہ "چلمن" دھڑکتے

«سیرت فخر دو عالم»



فندق الشریعہ بیت مکہ وجہ

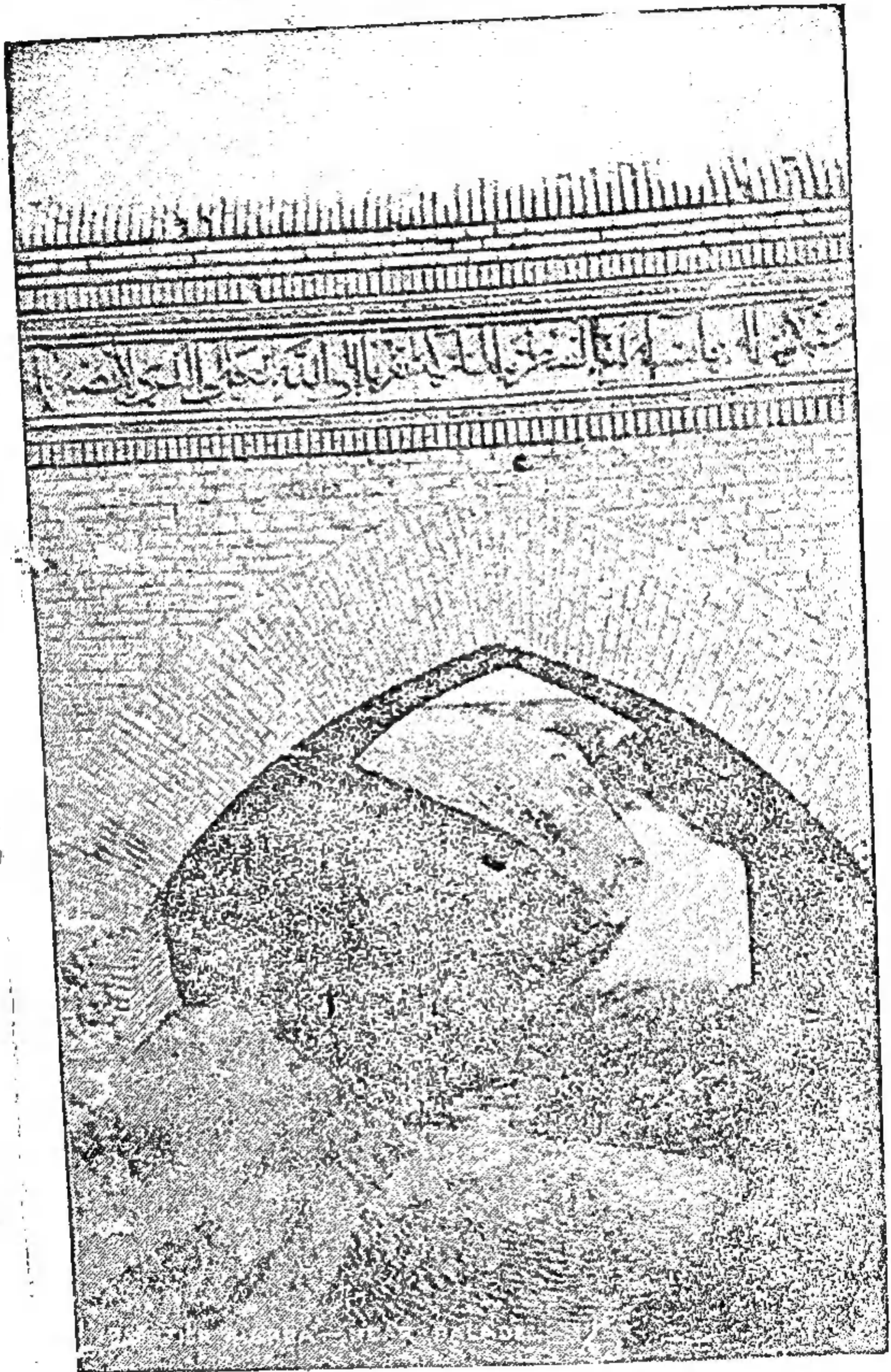
کربلائیہ معالی



روضہ حضرت عباس بن مولا علی

سیرت فخر دو عالم

ماہنامہ بانو دہلی



خليفة ہارون رشید کے زمانے کا ایک بل
(جسر حریہ)

اشاعت خاص
ماہنامہ بانو دہلی
سیرت
محمد و دو عالم

م اعطاء
السلام